ماہنامہ
جہدِ حق

پاکستان کمیشن
برائے انسانی حقوق

HRCP

Monthly JEHD-E-HAQ - April 2016 - Registered No. CPL-13

جلد نمبر 23.....شمارہ نمبر 04 ...اپریل 2016..... قیمت 5روپے

جون

یکم جون	والدین کا عالمی دن
4 جون	جارحیت سے متاثرہ معصوم بچوں کا عالمی دن
5 جون	ماحول کا عالمی دن (یو این ای پی)
8 جون	سمندروں کا عالمی دن
12 جون	چائلڈ لیبر کے خلاف عالمی دن
14 جون	خون کا عطیہ دینے والوں کا عالمی دن (ڈبلیو ایچ او)
15 جون	بزرگوں سے ناروا سلوک سے آگاہی کا عالمی دن
17 جون	زمین کے صحرا بننے اور خشک سالی پر قابو پانے کا عالمی دن
20 جون	مہاجرین کا عالمی دن
23 جون	اقوام متحدہ کا خدمات عامہ کا دن
23 جون	بیواؤں کا عالمی دن
25 جون	ملاحوں کا عالمی دن (آئی ایم او)
26 جون	ادویات کے غلط استعمال اور غیر قانونی نقل و حمل کے خلاف عالمی دن
26 جون	تشدد کے متاثرین کی حمایت میں اقوام متحدہ کا عالمی دن

مکران میں 'بچوں کے حقوق کی صورت حال' پر ایک نشست منعقد کی گئی

''بزرگ شہریوں کی فلاح و بہبود کا بل 2016'' پر مشاورت کا اہتمام کیا گیا

19 مئی 2016، لاہور

''بچوں سے مشقت کے خاتمے'' کے لیے ایک تربیتی ورکشاپ منعقد کی گئی

20 مئی 2016، لاہور

''جی ایس پی پلس'' پر مشاورت کا انعقاد کیا گیا

03 مئی 2016، ملتان

ایچ آر سی پی نے ''مزدوروں کے حقوق کے تحفظ'' کے لیے ایک کانفرنس منعقد کی

''انتہا پسندی کے خاتمے کیلئے انسانیت دوست اقدار کا فروغ''

کے حوالے سے بانڈا، ٹوپی، غلنئی، مٹہ اور حویلیاں میں دوروزہ تربیتی ورکشاپس کا انعقاد کیا گیا

بانڈا داؤدشاہ، ضلع کرک: 07-08 مئی

ٹوپی، ضلع صوابی: 10-11 مئی

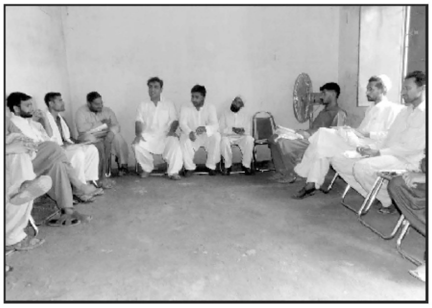

غلنئی، مہمند ایجنسی: 13-14 مئی

مٹہ، ضلع سوات: 16-17 مئی

حویلیاں ضلع ایبٹ آباد: 19-20 مئی

فہرست

ایچ آر سی پی کی جاری کردہ پریس ریلیزیں	5
پرتشدد انتہا پسندی کا انسداد	8
خواتین کو بااختیار بنانے کے حوالے سے	9
مزدوروں کے عالمی دن پر ریلیاں اور تقریبات	11
عوام کو سیاست سے الگ مت کرو	15
اقلیتیں	18
غیر معمولی مایوسی	19
قانون نافذ کرنے والے ادارے	20
بچے	20
انتہا پسندی کی روک تھام اور رواداری کے فروغ کے لیے منعقدہ تربیتی ورکشاپس کی رپورٹس	21
عورتیں	32
کاری، کارو کہہ کر مار ڈالا	34
جنسی تشدد کے واقعات	34
جواں سالہ ملازمہ کی جان لے لی	40
تعلیم	41
خودکشی کے واقعات	42
اقدام خودکشی	48
جہد حق پڑھنے والوں کے خطوط	52

اسلامی نظریاتی کونسل کی مضحکہ خیز سفارشات قابل مذمت ہیں

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے اسلامی نظریاتی کونسل (سی آئی آئی) کی ان سفارشات کی مذمت کی ہے جن میں خواتین کے خلاف تشدد اور دیگر رجعت پسند، غیر قانونی اور فضول تجاویز کو اس ''ماڈل'' قانون کا حصہ بنانے کا مطالبہ کیا گیا ہے جس کا بظاہر مقصد خواتین کے حقوق کا تحفظ ہے۔

جمعہ کو جاری ہونے والے ایک بیان میں کمیشن نے کہا: ''ایچ آر سی پی اسلامی نظریاتی کونسل (سی آئی آئی) کی خواتین پر ''ہلکے تشدد'' سے متعلق سفارشات پر کوئی تبصرہ نہیں کرنا چاہتا، تاہم ہمارے خیال میں انسانی حقوق کا احترام کرنے والے ہر شخص کو ایسی تجویز کی شدید مذمت کرنی چاہئے۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ اس اقدام کو خواتین کے تحفظ کے بل کا نام دیا جارہا ہے۔

''ماڈل قانون میں یہ قرار دیتے ہوئے کہ خواتین کو غیرت کے نام پر قتل نہیں کیا جانا چاہئے، بظاہر چیزوں کو متوازن کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ قانون انہیں شادی سے متعلق اپنی رائے دینے، جائیداد رکھنے اور اسے دوسروں کو منتقل کرنے کی ''اجازت'' بھی دیتا ہے۔ یہ انہیں سیاست میں حصہ لینے کی ''اجازت'' بھی دیتا ہے۔ ان دفعات کو پہلے ہی غیر ضروری قرار دیا جاچکا ہے کیونکہ یہ کئی دہائیوں سے فوجداری قانون اور آئینی طور پر تسلیم شدہ انسانی حقوق کی دفعات کا حصہ ہیں۔ پاکستان کی خواتین کو شکر کرنا چاہئے کہ انہیں ان حقوق کے حصول کی لئے سی آئی آئی کی جانب نہیں دیکھنا پڑا۔ اس مسودہ قانون میں ایسی کئی اور دفعات بھی ہیں جو کم مضحکہ خیز نہیں ہیں۔

یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے کہ کوئی معقول آدمی یہ کیوں سوچے گا کہ پاکستان میں خواتین پر تشدد کی ترغیب کے لیے مزید حوصلہ افزائی یا کسی جواز کی ضرورت ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ لوگ حیران ہیں خواتین اور لڑکیاں ہی سی آئی آئی کے فتووں کا مرکز کیوں ہیں۔ یقیناً ملک میں کئی اور بھی اہم معاملات ہوں گے جو سی آئی آئی کی توجہ کے طلب گار ہیں۔

''ایچ آر سی پی یہ جاننا چاہتا ہے کہ سی آئی آئی کی طرف سے خواتین کو مسلسل نشانہ بنائے جانے، اُنہیں تابعدار صنف بنانے کی کوششوں اور خواتین کو معاشرے میں مساوی درجے سے محروم رکھنے کی سی آئی آئی کی کوششوں کا نوٹس کیوں نہیں لیا گیا۔

''ہم پُراُمید ہیں اور توقع کرتے ہیں کہ اس بار چیزیں مختلف ہوں گی اور مسودہ قانون کو معاشرے کے تمام حلقوں، خاص طور پر حکومت کی شدید مذمت کا سامنا کرنا پڑے گا اور رجعت پسند سفارشات پر خاموشی اختیار کرنے والوں یا اُن کی حمایت کرنے والوں کے مؤقف کا نوٹس لیا جائے گا۔

''یہ مسودہ قانون بظاہر پنجاب اسمبلی کے منظور کردہ خواتین تحفظ کا بل کا ردّعمل ہے۔ سفارشات سی آئی آئی پر قابض جنونیوں کے ذہن کی عکاسی کرتی ہیں جنہیں فوری طور پر اُن کے عہدوں سے برطرف کرنا چاہیے۔ درحقیقت ملک میں اسلام کے مناقی قانون سازی کی ممانعت کرنے والی مؤثر آئینی دفعات کی موجودگی میں یہ ادارہ بذات خود متروک اور بے سود ہے۔ وقت کا تقاضا ہے کہ اسے ختم کردیا جائے۔

[پریس ریلیز۔ لاہور۔ 27 مئی، 2016]

جرگہ کے حکم پر لڑکی کا قتل قابل مذمت ہے

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے جرگہ کے حکم پر ایک سولہ سالہ لڑکی کے قتل کی شدید مذمت کی ہے۔اس فیصلے کا مقصد لڑکی کو ایک جوڑے کو پسند کی شادی میں مبینہ طور پر مدد فراہم کرنے کی سزا دینا تھا۔

جمعہ کو جاری ہونے والے ایک بیان میں کمیشن نے کہا: ''ان لوگوں کی سفاکی اور بے رحمی پر حیرت زدہ نہ ہونا ممکن نہیں جنہوں نے اپنے ثقافتی حق ملکیت کی تسکین کے لئے ڈونگا گلی میں ایک جواں سالہ لڑکی کے قتل کا حکم دیا۔قانون کی حکمرانی اور زندگی کے حق کے لئے آواز اٹھانے والوں کو جرگے کے مجرمانہ اقدامات کی شدید مذمت کرنی چاہئے۔

''ایسی سنگدلانہ کارروائیاں ایک ایسے معاشرے میں ہی وقوع پذیر ہوسکتی ہیں جو خواتین کو نہ صرف خاندان کی بلکہ معاشرے کی بھی جاگیر سمجھتے ہیں۔

''ہم اس مقام پر راتوں رات نہیں پہنچے اور سابقہ اور موجودہ حکمرانوں کو کئی باتوں کا جواب دینا ہے،اس لیے کہ وہ غیرت کے نام پر ہونے والے گھناؤنے جرائم کو روکنے اور خواتین کے احساسات یا معاشرے میں ان کے مقام کا ادراک کرنے میں ناکام ہیں۔

'' جرگہ کے اراکین کی گرفتاری بذات خود کوئی قابل تحسین بات نہیں اور ایچ آر سی پی کسی ایسے اقدام پر کسی کی تعریف کرنے کے حق میں نہیں جو ان کی ذمہ داری تھی۔

''حکام کا کوئی بھی اقدام جواں سالہ مقتولہ کو واپس نہیں لاسکتا، لیکن انہیں کم از کم اس مقدمے میں انصاف فراہم کر کے اپنی غفلت کی تلافی کرنی چاہئے اور ان حالات کا مقابلہ کرنا چاہئے جن کی وجہ سے یہ واقعات پیش آتے ہیں۔

[پریس ریلیز۔لاہور۔06 مئی،2016]

سیاسی کارکن کے اغواء، ایم کیوایم کے کارکن کی زیر حراست ہلاکت کی تحقیقات کی جائیں

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے قانون نافذ کرنے والے اہلکاروں کی جانب سے نوشہرو فیروز سے تعلق رکھنے والے ایک سیاسی کارکن کو بغیر وارنٹ کے حراست میں رکھے جانے اور متحدہ قومی موومنٹ (ایم کیوایم) کے کارکن آفتاب احمد کی ہلاکت پر سخت تشویش کا اظہار کیا ہے جو رینجرز کی حراست میں تھے۔

بدھ کو جاری ہونے والے ایک بیان میں کمیشن نے کہا: ''وکیل اور جئے سندھ قومی محاذ (جسقم) کے کارکن کہار انصاری ایڈووکیٹ کی 10 روز تک جبری گمشدگی ایچ آر سی پی کے لئے سخت تشویش کا باعث ہے۔ان کی گمشدگی گزشتہ بدھ کو ختم ہوئی جب انہیں تشویشناک حالات میں جامشورو میں وین سے باہر پھینک دیا گیا۔ کہار کو قانون نافذ کرنے والے اہلکاروں نے نوشہرو فیروز لنک روڈ کے علاقے پڈعیدن سے اٹھایا تھا۔ ایچ آر سی پی کو موصول ہونے والی اطلاعات کے مطابق کہار شدید ذہنی تناؤ کا شکار ہیں اور وہ چلنے پھرنے سے قاصر ہیں۔ ذمہ داروں کو جوابدہ بنانے کے لئے بظاہر بہت کم اقدامات کئے گئے ہیں۔

''اس کے علاوہ ارشاد چنّا کی ہلاکت بھی ایک المیہ ہے جو جسقم کے ان چھ کارکنوں میں شامل تھے جو 2 مئی کو قانون نافذ کرنے والے اہلکاروں کی فائرنگ سے زخمی ہوئے۔ان کارکنوں نے نوشہرو فیروز بائی پاس پر کہار کی بازیابی کے لئے دھرنا دیا ہوا تھا۔ارشاد چنّا کو پہلے نواب شاہ کے ہسپتال میں داخل کرایا گیا اور بعد ازاں انہیں کراچی منتقل کردیا گیا جہاں ان کی موت واقع ہوگئی۔ مظاہرے کے 500 شرکاء کے خلاف مقدمہ درج کرلیا گیا ہے اور ان کی گرفتاری کے لئے چھاپے مارے جارہے ہیں۔

''اس کے علاوہ ایم کیوایم کے کارکن آفتاب احمد کی ہلاکت بھی تشویش کا باعث ہے جنہیں ہسپتال لے جایا گیا جہاں ان کی موت واقع ہوگئی۔ اس سے پہلے وہ رینجرز کی حراست میں تھے۔

'' ایچ آر سی پی ان لوگوں کی جانب سے ایسی کارروائیوں کی مذمت کرتا ہے جن کا کام قانون کا تحفظ اور بحالی ہے۔کہار کو انصاف کی فراہمی سے اس بنا پر دستبردار نہیں ہوا جاسکتا کہ وہ رہا ہوچکے ہیں۔ حکام کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اس بات کو یقینی بنائیں کہ وہ ذمہ داروں کی شناخت کریں اور انہیں انصاف کے کٹہرے میں لائیں۔

''اگرچہ ایچ آر سی پی حکام کو ہجوم پر قابو پانے سے متعلق تربیت فراہم کرنے کی خواہش نہیں رکھتا، تاہم نوشہرو فیروز سے اب تک جو اطلاعات سامنے آئی ہیں انہیں دیکھ کر ایسا لگتا ہے کہ یہ کام اچھی ساکھ رکھنے والے کسی فرد کو کرنا چاہئے۔اس بات کی عدالتی تحقیقات کرائی جائیں کہ آیا جس طاقت کا استعمال کیا گیا وہ ضروری یا مناسب تھا یا نہیں۔ ایسی تحقیقات بلا تاخیر شروع کی جائیں۔

''اس بات کی تحقیقات کی جانی چاہئیں کہ آفتاب احمد کی موت کن حالات میں ہوئی اور کیا وجہ ہے کہ رینجرز کی حراست میں بظاہر صحت مند لوگوں کی صحت خراب ہوجاتی ہے اور حتیٰ کہ ان کی موت بھی واقع ہوجاتی ہے۔ یہ ضروری ہے کہ لاقانونیت پر قابو پانے کے لئے شروع کی گئی کارروائی ان عناصر کے حربوں کی نقالی نہ کرے جنہیں انصاف کے کٹہرے میں لانے کے لئے اس کا آغاز کیا گیا تھا۔

[پریس ریلیز۔لاہور۔04 مئی،2016]

چائلڈ لیبر کا خاتمہ کیا جائے

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے 19 مئی کو اپنے دفتر میں چائلڈ لیبر پر ایک ورکشاپ کا انعقاد کیا۔ورکشاپ میں بچوں کے حقوق پر کام کرنے والی سول سوسائٹی کی معروف تنظیموں، کارکنوں اور چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو (سی پی ڈبلیو بی) کے نمائندوں نے شرکت کی۔

پاکستان بچوں کے حقوق سے متعلق کئی بین الاقوامی معاہدوں کا فریق ہے جن میں بچوں کے حقوق سے متعلق اقوام متحدہ کی کمیٹی (2009) اور آئی ایل او کے معاہدے شامل ہیں۔ اس کے علاوہ چائلڈ لیبر کے حوالے سے مقامی قوانین بھی موجود ہیں۔ اس کے باوجود پاکستان نے ابھی تک ان کے نفاذ سے متعلق ایک موثر طریقہ کار تشکیل نہیں دیا۔

حال ہی میں حکومت نے چند مثبت اقدامات کئے ہیں جن میں تعلیمی سبسڈی کی فراہمی اور بھٹوں سے چائلڈ لیبر کے خاتمے سے متعلق اقدامات شامل ہیں، تاہم اس

کے باوجود اب بھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔حکومت کو جن معاملات پر توجہ دینے کی ضرورت ہے وہ یہ ہیں:

☆ چائلڈ لیبر سے متعلق ایک جامع سروے کرنے کی ضرورت ہے۔ سابقہ سروے کے برعکس، ان میں زرعی اور گھریلو ملازمین کو بھی شامل کیا جانا چاہیے جن کی ایک بڑی تعداد چائلڈ لیبر میں مصروف ہے۔ یہ سروے گھرانوں کے بنیادی اعدادوشمار تک محدود نہیں رہنا چاہئے تاکہ ان جگہوں کا تعین کیا جاسکے جو چائلڈ لیبر کا گڑھ ہیں۔

☆ تعلیم کے حق سے متعلق آئین کے آرٹیکل 25 کا من وعن نفاذ کرنے کی ضرورت ہے۔

☆ بے گھر بچوں کے اندراج کے لئے قانون سازی کی جائے اور ان کے تحفظ کے لئے سہولیات فراہم کی جائیں۔

☆ حکومت کو سرکاری تعلیم کی موجودہ صورتحال، خاص طور پر اسکولوں کی خراب صورتحال پر توجہ دینی چاہئے۔سرکاری تعلیم کا کردار یہ ہونا چاہئے کہ یہ کم عمری کی ملازمت کا مناسب متبادل فراہم کرے۔

☆ حکومت کو اس حقیقت کا علم ہونا چاہئے کہ چائلڈ لیبر جی ایس پی پلس کا ایک بنیادی جزو ہے اور یورپی یونین کے ساتھ تجارت کے معاشی فوائد کے حصول کے لئے چائلڈ لیبر کا خاتمہ کرنا ضروری ہے۔

[پریس ریلیز۔لاہور۔20 مئی،2016]

جی ایس پی پلس کی تعمیل مستحکم معاشی ترقی کے لیےضروری ہے

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے 20 مئی کو اپنے دفاتر میں جی ایس پی پلس نظام پر ایک مشاورت منعقد کی۔ مشاورت کا آغاز ایچ آر سی پی کے سیکرٹری جنرل آئی اے رحمان کے افتتاحی کلمات سے ہوا۔ پروفیسر زاہد ریاض اور ڈاکٹر قیس اسلم نے جی ایس پی پلس کے طرائق کار اور اصولوں کا جائزہ لیا۔حکومت نے ٹریڈ ڈویلپمنٹ اتھارٹی (ٹی ڈی اے) جبکہ تاجروں نے متعدد چیمبرز اور اے پی ٹی ایم اے کے ذریعے اپنی نمائندگی کو یقینی بنایا جبکہ متعدد مزدور رہنماؤں نے مزدوروں کا نقطہ نظر پیش کیا۔ جی ایس پی پلس کے تحت طے پانے والے 27 معاہدات میں سے جو کہ تمام تجارت سے متعلق نہیں ہیں، پاکستان نے کسی ایک معاہدے میں بھی قابل ذکر کارکردگی نہیں دکھائی۔مستقبل کی سلسلہ وار نظر ثانی کو مدنظر رکھتے ہوئے، حکومت کو اپنی حالت پر سنجیدہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

انتہائی اہم معاملات جن پر توجہ دینے کی ضرورت ہے، درج ذیل ہیں۔

تجارتی حلقوں، حکومت اور مزدوروں سمیت تمام متعلقہ فریقین کو مستحکم معاشی ترقی میں جی ایس پی پلس کی اہمیت کا ادراک کرنا چاہیے۔

جی ایس پی پلس سے متعلقہ معاہدات جن میں سے بیشتر پر پاکستان نے دستخط کر رکھے ہیں، نیز موجودہ قوانین خاص طور پر تجارت سے متعلقہ قوانین پر عملدرآمد کے لیے حکومت کی سنجیدہ کوششوں کی ضرورت ہے۔

اگرچہ اس وقت برآمدات کا بنیادی محرک ٹیکسٹائل کی صنعت ہی ہے، تاہم جی ایس پی پلس کے دائرہ میں آنے والی دیگر صنعتوں کو بھی برآمدات کے متبادل ذرائع کے طور پر مستحکم کرنا چاہیے۔

صنعت کے نظم وضبط اور ٹیکس سے متعلقہ نظام جو کہ صنعت کو غیر رسمی بنیادوں پر چلنے کی ترغیب دیتا ہے، کی نظر ثانی کرنے کی بھی ضرورت ہے۔

قابل اطلاق قانونی باقاعدگیاں، خاص طور پر پہلے سے موجود اسٹامپ پیپرز کا اندراج ہونا چاہیے اور غیر اندراج شدہ اسٹاپ پیپرز کو کالعدم قرار دیا جائے۔

تمام صنعتوں میں ٹریڈ یونینوں کی سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی کی جائے تاکہ مزدوروں کے حقوق کو تحفظ فراہم کیا جاسکے۔

برآمدات کی مجموعی طور پر انحطاط پذیر صورتحال اور تجارتی عدم توازن کے معاملے سے نبٹنے کی ضرورت ہے۔

[پریس ریلیز۔لاہور۔04 مئی،2016]

سنیے اور جانیے

انسان ہونے کے ناتے اور پاکستان کے شہری کے طور پر ہمارے کچھ واضح حقوق اور کچھ ذمہ داریاں ہیں۔دیکھا گیا ہے کہ ان حقوق اور ذمہ داریوں سے متعلق ہمیں معلومات یا تو مل نہیں پاتیں یا ملتی ہیں تو ناقص۔ یوں نہ تو ہم یہ جان پاتے ہیں کہ دوسروں کے حوالے سے ہماری کیا ذمہ داریاں ہیں اور نہ ہی ہمیں یہ علم ہوتا ہے کہ ہمارے اپنے حقوق کیا ہیں۔اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے، پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق نے ریڈیو کا سہارا لیا ہے کیوں کہ اس کی پہنچ دور دراز علاقوں تک ہے۔

ریڈیو پیغامات اور پروگرامز کا مقصد یہ ہے کہ شہری اپنے حقوق اور ذمہ داریوں سے مکمل طور پر آگاہ ہو کر نہ صرف اپنے حقوق حاصل کر سکیں اور اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہو سکیں بلکہ ملک میں امن، برداشت اور جمہوریت کو فروغ دے کر انفرادی اور اجتماعی تعمیر وترقی کا ساماں کریں۔

ایف ایم 101 کے 25 سٹیشنز سے

یہ پیغامات ہر روز نو سے دس بجے، بارہ سے ایک بجے اور چار سے پانچ بجے کے دوران میں اور پروگرام ہر ہفتہ اور اتوار کو دوپہر بارہ بج کر تیس منٹ پر نشر کیے جاتے ہیں۔

پیغامات اور پروگرام آپ ہماری ویب سائٹ
http://hrcp-web.org/hrcpweb/hrcp-radio/
پر بھی سن سکتے ہیں

پرتشدد انتہا پسندی کا انسداد

دنیا کو انتہا پسند گروہوں کے خطرے کا بدستور سامنا کرنا پڑ رہا ہے جو کہ اپنے ایجنڈے، (چاہے وہ نظریاتی ہو، مذہبی ہو یا سیاسی) کے فروغ کے لیے پرتشدد ذرائع استعمال کرتے ہیں۔ انتہا پسند عناصر لوگوں کو خوف زدہ کرنے، علاقہ پر اپنی گرفت مضبوط کرنے، غیر قانونی تجارت کرنے، ذرائع پر کنٹرول حاصل کرنے اور دوسری ریاستوں کو اپنے کسی ایجنڈا پر لانے کے لیے اسکول کی بچیوں کو اغواء، معصوم شہریوں کے بہیمانہ قتل اور مذہبی و ثقافتی مقامات پر بم حملے کرنے جیسے ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں۔

جیسا کہ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل نے متعدد بار تسلیم کیا ہے پرتشدد انتہا پسندی عالمی امن و استحکام کے لیے نمایاں خطرہ اور معاشرتی ہم آہنگی، ترقیاتی عمل کے تسلسل اور مستقبل کے فوائد کے حصول کی راہ میں ایک رکاوٹ کے طور پر ہولناک اثرات کی حامل ہے۔ عالمی دہشت گردی انڈیکس 2015ء کے مطابق دہشت گردی سے ہونے والی اموات کی مجموعی تعداد میں گزشتہ سال کی نسبت 80 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ یہ 15 سالوں میں سب سے بڑا سالانہ اضافہ ہے۔ صدی کے آغاز سے اب تک دہشت گردی سے ہونے والی اموات میں نو گنا اضافہ ہوا ہے۔ 2000ء میں دہشت گردی کے نتیجے میں ہونیوالی ہلاکتوں کی تعداد 3329 تھی۔ جو کہ 2014ء میں بڑھ کر 32,685 ہوگئی۔ دہشت گردی کے جنوبی ایشیاء گوشوارے کے مطابق 2003ء سے 2016 تک 21 ہزار شہری ہلاکتوں کے ساتھ پاکستان سر فہرست تھا۔ مستحکم انسانی ترقی کے لیے انسانی تحفظ درکار ہے جو کہ صرف پرتشدد انتہا پسندی کے انسداد اور اُس کے مقابلے سے ہی ممکن ہے

یہ بات قابل ذکر ہے کہ پرتشدد انتہا پسندی کے اسباب اور محرکات پر ہونے والے مفصل تحقیقی جائزوں اور کانفرنسوں میں اس موضوع کی مقبولیت کے باوجود انتہا پسندی کے اصل اسباب کے ٹھوس شواہد بہت کم سامنے آئے ہیں۔ زیادہ حتمی جوابات پیچیدہ ہیں، انسانی محرومیوں اور معاشرے کے خاص تناظر کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں۔ مثال کے طور پر پاکستان میں فاٹا، جنوبی پنجاب، خیبر پختونخوا، کراچی، بلوچ شورش یا کوئٹہ میں شیعہ ہزارہ کمیونٹی کے خلاف فرقہ وارانہ تشدد کی اقسام اور اسباب مختلف ہیں۔ مجموعی طور پر پاکستان کو پرتشدد انتہا پسندی جغرافیائی و سیاسی حقائق کے ورثے کے طور پر ملی ہے کیونکہ ریاست نے افغانستان میں سوویت یونین کے خلاف جنگ میں حصہ لیا اور پھر افغانستان اور کشمیر میں پاکستان نے جو حکمت عملی اختیار کی۔ مزید برآں اس کا سبب قانون کی کمزور حکمرانی اور ناقص نظم و نسق اور پاکستانی ریاست و معاشرے کی طرف سے انسدادی اقدامات کا فقدان بھی ہے۔

سیاسی اداروں اور رہنماؤں نے بھی بعض اوقات انتہا پسند گروہوں کی حمایت کی ہے اور بظاہر سٹریٹیجک اہداف کے حصول کے لیے عقیدے کی انتہا پسندانہ تشریح اور متشدد شناخت کی سرپرستی کی ہے۔ اس رجحان کے خاتمے کے لیے ضروری ہے کہ قومی اتفاق رائے کی بنیاد پر نہ صرف تشدد کی

> سیاسی اداروں اور رہنماؤں نے بھی بعض اوقات انتہا پسند گروہوں کی حمایت کی ہے اور بظاہر سٹریٹیجک اہداف کے حصول کے لیے عقیدے کی انتہا پسندانہ تشریح اور متشدد شناخت کی سرپرستی کی ہے۔

تمام اقسام بلکہ انتہا پسند بیانیے کی تمام اقسام کے خلاف بھی کارروائی کی جائے اور تکثیریت، تنوع اور رواداری کو ملک کے اساسی اُصولوں کے طور پر تسلیم کیا جائے جن پر قائداعظم نے بھی زور دیا تھا۔

پُرتشدد انتہا پسندی کے پائیدار حل کے لیے ضروری ہے کہ سیکیورٹی کے گرد گھومنے والی قلیل المدتی حکمتِ عملی کو ترک کر کے انتہا پسندی کے بنیادی اسباب کا ازالہ کیا: ایسے عوامل جو کہ انتہا پسندی کو جنم دیتے ہیں۔ انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں، قانون کی کمزور حکمرانی، سکڑتی ہوئی سیاسی فضا خاص طور پر نوجوانوں اور معاشرے کے محروم طبقوں کے لیے اور باعزت ذرائع معاش کی اُمید کی کمی جیسے عوامل کو پرتشدد گروہ اپنے آلے کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ چونکہ پرتشدد انتہا پسندی کے پیچھے کئی عوامل کارفرما ہوتے ہیں اس لیے پرتشدد انتہا پسندی کے خاتمے کے لیے اختیار کردہ پالیسیاں بھی مختلف طرح کی اور ٹھوس نوعیت کی ہونی چاہیں۔ تکثیریت پسندی، مذہبی رواداری، اقلیتوں کے تحفظ، اظہار رائے کی آزادی اور بہتر نظم و نسق کو دہشت گردی مخالف قومی پالیسیوں میں خاص جگہ ملنی چاہیے۔ فوجی آپریشن دہشت گردی کے واقعات کو صرف کم یا محدود کر سکتے ہیں۔ مستحکم ترقی کے لیے بہتر نظم و نسق، قانون کی حکمرانی اور باصلاحیت سویلین ادارے ضروری ہیں۔ تکثیریت اور رواداری کے فروغ کے لیے ذرائع ابلاغ کا کردار بھی بہت اہم ہے۔ تعلیم اور روزگار کی فراہمی کے علاوہ، ریاست کو چاہیے کہ وہ نوجوانوں کو شہری سرگرمیوں، ثقافت اور کھیلوں میں بھی مشغول کرے خاص طور پر اُن علاقوں میں جہاں نوجوان انتہا پسند گروہوں کے اثر کا نسبتاً آسان ہدف بن سکتے ہیں۔

اس حقیقت کو وسیع تر اتفاق رائے سے تسلیم کرنے کی ضرورت ہے کہ سیاسی۔ جغرافیائی اہداف اور سلامتی سے مختلف متعلق قلیل المدتی مقاصد پرتشدد انتہا پسندی کی حمایت کا جواز فراہم نہیں کر سکتے، خاص طور پر اُس وقت جب اداروں اور معاشرے پر اس کے تباہ کن اثرات مرتب ہو رہے ہوں۔

عالمی برادری نے بھی اس حقیقت کا ادراک کر لیا ہے کہ پرتشدد انتہا پسندی کے خاتمے کے لیے صرف دہشت گردی۔ مخالف آپریشنوں کی بجائے اس کے بنیادی اسباب کا ازالہ کیا جائے اور اس مقصد کے لیے مجموعی اور جامع حکمت عملی اپنانے کی ضرورت ہے۔ اقدام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں سیکرٹری جنرل بانکی مون نے پرتشدد انتہا پسندی کے انسداد کے لیے اپنا لائحہ عمل پیش کیا۔ اس میں بہتر نظم و نسق، قانون کی حکمرانی، سیاسی عمل میں شرکت کا فروغ، معیاری تعلیم اور باعزت روزگار کی فراہمی اور انسانی حقوق کا احترام شامل تھا۔ مذکورہ لائحہ عمل میں عوام کو حقیقی معنوں میں جوابدہ شراکتی اداروں کو تعمیر کرنے، مزید برآں ملکی نظام میں لوگوں کی شمولیت و شراکت کے فروغ سے اُن کے احساس محرومی ختم کرنے کا مطالبہ بھی کیا گیا۔ پاکستان دہشت گردی اور پرتشدد انتہا پسندی کے خلاف پالیسیاں بنانے کے لیے مذکورہ اُصولوں سے رہنمائی لے سکتا ہے۔

(انگریزی سے ترجمہ، بشکریہ ڈویلپمنٹ ایڈووکیٹ)

خواتین کو بااختیار بنانے کے حوالے سے

آئی۔اے۔رحمٰن

اس برس یوم مئی پر منعقدہ تقریبات، مظاہروں اور بحث مباحثوں میں ایک خوشگوار تبدیلی کا احساس ہوا۔ایسے لگتا تھا جیسے چیلنجوں کا مقابلہ کرنے والی محنت کش خواتین کو سکھ کا سانس لینے کی نہ صرف گنجائش حاصل ہوئی ہے بلکہ اپنے ابتدائی حقوق کے لیے ان کی اس تکلیف دہ جدوجہد میں بھی کسی حد تک نرمی پیدا ہوئی ہے جس میں انہیں دھکیل دیا گیا تھا۔ان چیلنجوں کی فہرست کافی طویل اور انتہائی تکلیف دہ ہے۔ان میں کام کے حق سے انکار، خواتین کے کام کی ناقدری، خواتین کے کیے گئے کام کے معاوضے کی عدم ادائیگی، مناسب معاوضہ دینے سے انکار، خواتین کے حقوق کو تحفظ مہیا کرنے کے لیے قانون سازی رخنہ، پہلے سے بنائے گئے قوانین پر عملدرآمد کا نہ ہونا، غیر رسمی یا بے قاعدہ شعبہ کے محنت کشوں کو تسلیم نہ کرنا، اور سب سے بڑھ کر صنفی تفاوت کے ماحول کی موجودگی شامل ہیں۔

ان میں سے کچھ مسائل تو پہلے سے ہی سرکاری ایجنڈے پر موجود ہیں۔مثال کے طور پر گھریلو ملازمین کا اپنے استحقاق کے لیے مطالبات۔ان گھریلو ملازمین کی فلاح و بہبود کے لیے کام کرنے والی تنظیموں کے اندازوں کے مطابق گھروں میں کام کرنے والے ملازمین کی تعداد 85 لاکھ ہے لیکن یہ تعداد زیادہ بھی ہوسکتی ہے اور ان میں زیادہ تعداد خواتین کی ہے۔ان کا شمار ان محنت کشوں میں ہوتا ہے جن کی زندگیاں کسی عذاب سے کم نہیں ہوتیں۔ان کے مطالبات ایسے ہیں کہ ان پر کسی کو اعتراض نہیں ہوسکتا اور آئی ایل او کے کنونشن 189 پر عملدرآمد میں کسی قسم کی مشکل نہیں ہونی چاہیے۔ضرورت اس بات کی ہے کہ اندرون ملک گھریلو ملازمین کی فلاح و بہبود کے لیے قانون سازی کی جائے تاکہ بطور ورکرز ان کی پہچان ہوسکے اور ایک ایسا مانیٹرنگ سسٹم قائم کیا جائے جس سے یہ یقین دہانی ہوسکے کہ قانون جو کچھ مہیا کرتا ہے وہ حقیقت میں ان محنت کشوں کو ملتا بھی ہے۔

پنجاب حکومت نے اتنا تو کیا ہے کہ اس نے گھریلو ملازمین کے مطالبات کو تسلیم کرنے کا وعدہ کرلیا ہے اور اب اس پر دباؤ بڑھ رہا ہے کہ وہ اپنا وعدہ پورا کرے۔اس کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ گھریلو ملازمین کو مجبور کیا جائے کہ وہ اپنے انتہائی بنیادی حقوق کی خاطر شدید گرمی میں سڑکوں پر مظاہرے کریں۔یہ ایک حقیقت ہے کہ منظم محنت کش پچھلے کافی عرصہ سے پسپائی کا شکار ہیں اور اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ خواتین کی سول لیبر فورس کو بہت زیادہ مشکلات کا سامنا ہے۔اور ہماری محنت کش خواتین کو مردوں کی ٹریڈ یونینوں کی نسبت زیادہ تکلیفوں کا سامنا رہے گا اس لیے کہ برسراقتدار اشرافیہ فری مارکیٹ کے پھندے سے اپنی گردن نہیں نکال سکتی کیونکہ اس کو نجکاری کے پردے میں اپنے رسوا کن بیوپار کو جاری رکھنا ہی ہے۔خواتین کو درپیش مسائل کا سرسری جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے اور باہم مربوط ہیں۔ہر مسئلہ شدید تر ہوگیا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ریاست اس مسئلہ کو حل کرنا ہی نہیں چاہتی۔

شاید وہ وقت آگیا ہے کہ جب خواتین کی آزادی کی راہ میں حائل سب سے بڑی رکاوٹ کو ختم کردیا جائے اور یہ تبھی ممکن ہے جب ریاست اپنی استعداد یا قوت کا اظہار کرتے ہوئے طویل المدت منصوبہ سازی کے ذریعے صنفی مساوات قائم کرے اور اس مقصد کے لیے اپنی تمام تر طاقت اور قوت کو استعمال میں لائے۔اس نصب العین کا مطلب کیا ہونا چاہیے اس کا فیصلہ خواتین کو اپنے طور پر کرنا چاہیے۔درمیانی مدت کے دوران ریاست اور سول سوسائٹی کو چاہیے کہ وہ خواتین کی استعداد کار کو نہ صرف بنائے بلکہ اس کو بڑھائے تاکہ وہ سماج میں اپنی جائز حیثیت کا صحیح تعین کرسکیں۔طویل المدت حکمت عملی میں ''وہ طریقہ کار شامل ہونا چاہیے جس کے ذریعے قانون سازی میں موجود درختوں یا دراڑوں کو بھرنے کے ساتھ ساتھ گزشتہ بیس برسوں کے دوران بننے والے خواتین سے

ان میں سے کچھ مسائل تو پہلے سے ہی سرکاری ایجنڈے پر موجود ہیں۔مثال کے طور پر گھریلو ملازمین کا اپنے استحقاق کے لیے مطالبات۔ان گھریلو ملازمین کی فلاح و بہبود کے لیے کام کرنے والی تنظیموں کے اندازوں کے مطابق گھروں میں کام کرنے والے ملازمین کی تعداد 85 لاکھ ہے لیکن یہ تعداد زیادہ بھی ہوسکتی ہے اور ان میں زیادہ تعداد خواتین کی ہے۔

متعلق قوانین پر عملدرآمد کی جانچ ممکن ہوسکے۔خاص طور پر 2004ء تک بنائے جانے والے قوانین پر عملدرآمد کی جانچ اس لیے بھی ضروری ہے تاکہ ان کا نفاذ یقینی ہوسکے۔روزگار میں اپنا حصہ لینے کے لیے خواتین کے لیے ضروری ہے کہ ان کو تعلیمی سہولتیں مہیا کی جائیں۔اس کے علاوہ خواتین کو صحت کی مناسب سہولتیں بھی فراہم کرنے کی ازحد ضرورت ہے۔ہزاری ترقیاتی اہداف کے حصول میں ناکامی انتظامیہ کو مہمیز لگائے گی تاکہ سٹریٹیجک ڈویلپمنٹ گولز پر کام کرتے ہوئے وہ اپنی کارکردگی کو بہتر بنائیں۔

خواتین کی آزادی کا ایک اہم عنصر مقامی حکومتوں میں ان کے کردار میں اضافہ ہے۔حکومت سندھ نے مقامی حکومتوں میں خواتین کی نمائندگی بڑھا کر 33 فیصد کرکے دوسرے صوبوں کے لیے مثال قائم کردی ہے۔بہرحال یہ علامتی نمائندگی کافی نہیں ہوگی۔مقامی اداروں میں نمائندگی کرنے والی خاتون رہنماؤں کی مدد کرنی چاہیے تاکہ وہ شہریوں کے تمام مسائل کو حل کرسکیں۔ان مسائل میں نفرت پھیلانے والوں اور تصادم کو فروغ دینے والوں سے عدم تحفظ بھی شامل ہے۔

خواتین کو زیادہ بااختیار بنانے کے لیے نئے طریقے ایجاد کرنے کی بجائے یہ ذمہ داری خواتین کے منصب یا حیثیت سے متعلق قومی اور صوبائی کمشنوں کے سپرد کی جاسکتی ہے لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ ان کمشنوں کے کام کرنے کی گنجائش میں وسعت پیدا کی جائے اور اس بات کی ضمانت بھی دی جائے کہ اس مقصد کے لیے ان کمشنوں کو ہر طرح کے وسائل مہیا کیے جائیں گے۔اس کے علاوہ ان کے تین یا پانچ سالہ پروگراموں کو عملی شکل دینے اور ان پر عملدرآمد کے لیے کمشنوں کو ٹربیونل کے طور پر کام کرنے دیا جائے تاکہ وہ خواتین کے مسائل کے بارے میں درخواستیں وصول کرنے اور ان مسائل کو حل کرنے کے حوالے سے اپنا مثبت کردار ادا کرسکیں۔

ایک عالم افسر کی موت

ہماری غیر آسودہ ادبی و علمی دنیا، پاکستان ایڈمنسٹریٹو سروس کے فضل الرحمان کے گزر جانے سے مزید کم مائیگی کا شکار ہوگئی ہے۔انہوں نے مختلف حیثیتوں میں ملک کی طویل عرصہ تک خدمت کی۔وہ صدر پاکستان غلام اسحاق خان کے ساتھ ان کے پرنسپل سیکرٹری کے طور پر بھی خدمات انجام دیتے رہے ہیں۔وہ سماجی و اقتصادی مسائل پر اپنے خیالات کا اظہار بہت کھل کر کرتے تھے۔یہ جاننے کے بعد کہ فضل الرحمان خان اپنی ملازمتی پابندیوں کو نظرانداز کرکے سماجی و معاشی مسائل پر لکھتے ہیں، اس وقت کے وفاقی وزیر داخلہ محمد عبداللہ ہارون نے جن کے ساتھ فضل الرحمان خان کام کرتے تھے، انہیں کہا کہ وہ قلمی نام سے لکھا کریں اگر وہ ایسا پسند نہیں کرتے تو پھر اپنے نام کے پہلے ابتدائی حروف کو بطور نام کے استعمال کریں۔چنانچہ ڈان نے ان کے قلمی نام ایم اے ایچ کے ساتھ کالم شائع کرنے شروع کردیئے۔وہ سیاست، تاریخ، سوشیالوجی اور کلچر جیسے موضوعات پر کالم تحریر کرتے۔ان کی تحریروں میں جہاں روانی ہوتی تھی وہیں ان کی نثر کا ایک اپنا انداز ہوتا تھا جو پڑھنے والوں کو اپنی طرف پوری طرح متوجہ کرلیتا تھا۔2008ء میں محمود ہارون کی وفات کے بعد انہوں نے اپنے آخری کالم میں انکشاف کیا کہ ان تحریروں پر مصنف کے طور پر ایم اے ایچ کا جو نام تحریر ہوتا تھا وہ دراصل مرحوم محمود ہارون کا تجویز کردہ تھا۔اس طرح فضل الرحمان خان نے اپنے مرحوم محسن اور مربی کو خراج تحسین پیش کیا۔

فضل الرحمان خان ان متعدد سرکاری افسروں میں سے تھے جو انتظامیہ، پولیس، فوج یا عدلیہ میں ہونے کے باوجود اپنی تخلیقی صلاحیتوں کو پابند رکھنے میں یقین نہیں رکھتے تھے۔اور اپنے تخلیقی اظہار کے راستے تلاش کرلیتے تھے۔یہ وہ لوگ تھے جو عصری ادب میں اپنے راستے بنالیتے تھے اور ادب کو مالا مال کرتے تھے۔تخلیقی منبع ابھی خشک نہیں ہوا۔ضرورت اس بات کی ہے کہ سول سرونٹس کو تربیت دینے والے اداروں اور اکیڈمیوں کو اس طرح منظم کیا جائے کہ وہاں زیرتربیت سرکاری افسروں میں یہ شوق پیدا ہو کہ وہ اپنے لوگوں کے ادب، ان کی زبانوں اور ان کے فنون میں بھرپور دلچسپی لیں۔اس طرح ان کی شخصیت کو بھرپور بنانے میں نہ صرف مدد ملے گی بلکہ وہ اس قابل ہو پائیں گے کہ اپنے فرائض بہتر طور پر انجام دے سکیں۔اس سے یقینی طور پر گڈ گورننس کو فروغ ملے گا۔حساس اور مہذب سرکاری افسر بہتر انتظام وانصرام کرسکیں گے۔ایسا انتظام وانصرام جس کی خواہش افلاطون نے بادشاہوں سے کی تھی۔

(انگریزی سے ترجمہ، بشکریہ ڈان)

انسانی حقوق کی پامالی کی روک تھام پر زور

حیدر آباد 11 مئی کو سندھ ہیومن رائٹس کمیشن کی چیئر پرسن جسٹس ریٹائرڈ ماجدہ رضوی نے کہا ہے کہ سندھ میں انسانی حقوق کی پامالی عروج پر ہے۔ وہ حیدر آباد پریس کلب میں لیگل رائٹس فورم کی روبینہ بروہی، ویمن ایکشن فورم کی امر سندھو اور تہمینہ مدیگر کے ہمراہ پریس کلب کانفرنس کر رہی تھیں۔ انہوں نے کہا کہ سندھ میں پولیس کی کارکردگی بہتر نظر آ رہی ہے۔ خواتین اور بچوں پر تشدد و ظلم کے مقدمات التواء کا شکار ہیں اور پولیس ایسے کیسوں کو کمزور کر دیتی ہے۔ سندھ حکومت نے ہیومن رائٹس کمیشن تو تشکیل دے دیا ہے لیکن گزشتہ تین برسوں سے اسے فنڈ نہیں دیئے گئے۔ ہم مالی پریشانیوں کا سامنا کرنے کے باوجود عوام کی مدد کر رہے ہیں۔ میڈیا ہمارا ساتھ دے تا کہ متاثرہ افراد ہم سے رابطہ کر سکیں۔ گزشتہ دو ہفتوں کے دوران میر پور خاص، حیدر آباد، خیر پور اور دیگر مقامات پر خواتین پر تشدد کے واقعات باعث تشویش ہیں اور کمیشن نے متاثرہ خاندانوں سے ملاقات کر کے ان واقعات کے حقائق معلوم کرنے اور موجودہ قوانین میں پائے جانے والے خلا دور کرنے اور قوانین کے نفاذ کا منصوبہ بنایا ہے۔ انہوں نے کہا کہ متاثرہ خاندانوں کو مکمل تحفظ فراہم نہ کئے جان کی وجہ سے یہ پر تشدد واقعات رونما ہوئے ہیں۔ اگر قانون نافذ کرنے والی ایجنسیاں ان واقعات کو روکنے اور سندھ میں شہریوں کو تحفظ دینے کے لیے بروقت اقدام کرنے میں ناکام ہوئی ہیں تو پھر کمیشن اس کا بھی تعین کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ سندھ میں ہیومن رائٹس کمیشن ایک قانونی ادارہ ہے، جس کا نوٹیفکیشن 30 اپریل 2013ء کو جاری کیا گیا۔ کمیشن صوبہ سندھ میں انسانی حقوق کی خلاف ورزی کی روک تھام کے لیے فعال کردار ادا کر رہا ہے۔ کمیشن اپنے حامل اختیارات کے تحت جیلوں، دارالامان، حراستی مرکز، بم دھماکوں اور دہشت گردی والے مقامات کا معائنہ کرتا رہا ہے۔

(لالہ عبدالحلیم)

بہن اور بھانجی کو قتل کر دیا

چارسدہ تھانہ سرڈھری کے علاقہ ابراھیم زئی میں بھائی نے معمولی جھگڑے پر شادی شدہ بہن اور بھانجی کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔ 15 مئی کو ملزم رشید نے گھر میں موجود مختیارہ اور اس کی بیٹی شبانہ کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔ مقتولہ مختیارہ کی بیٹی زوجہ مرجان نے تھانہ سرڈھیری میں ایف آئی آر درج کرتے ہوئے پولیس کو بتایا کہ دو دن پہلے ملزم رشید کا اس کی والدہ جو کہ ملزم کی بہن بھی تھی کے ساتھ کسی بات پر جھگڑا ہوا جس پر ملزم نے 15 مئی کو گھر میں گھس کر فائرنگ شروع کر دی جس سے مختیارہ اور اس کی بیٹی شبانہ قتل ہو گئی اور ملزم موقع سے فرار ہو گیا۔ پولیس نے دونوں نعشیں پوسٹ مارٹم کے بعد ورثا کے حوالے کر دیں اور ملزم رشید کے خلاف ایف آئی آر درج کر لی۔

(نامہ نگار)

امن کمیٹی کے کارکن کا قتل

ٹانک گاؤں گومل میں نامعلوم افراد نے گھر میں گھس کر ٹانک امن کمیٹی کے رضا کار کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔ امن کمیٹی کے رضا کار مقتول برکت علی کے ورثاء نے تھانہ گومل میں ایف آئی آر درج کراتے ہوئے پولیس کو بتایا کہ برکت علی جو کہ امن کمیٹی کا رضا کار تھا، 15 مئی 2016 کو اپنے گھر میں سو رہا تھا کہ رات کی تاریکی میں پانچ مسلح افراد گھر میں گھس آئے جن میں دو مسلح افراد کمروں کی چھت پر موجود تھے جبکہ تین مسلح افراد گھر میں داخل ہوئے اس دوران مقتول برکت علی چارپائی کے نیچے چھپ گیا تینوں افراد نے مقتول کو گھر میں تلاش کیا مگر انہیں مقتول نظر نہیں آیا جبکہ گھر کی چھت پر موجود مسلح افراد نے چھت سے مقتول برکت علی کو دیکھ لیا جس پر چھت پر موجود مسلح افراد نے امن کمیٹی کے رضا کار برکت علی کو اہل خانہ کے سامنے فائرنگ کر کے قتل کر دیا اور موقع سے فرار ہو گئے۔ تھانہ گومل پولیس نے نامعلوم افراد کے خلاف ایف آئی آر درج کر کے تفتیش شروع کر دی۔

(ایچ آر سی پی، پشاور چیپٹر)

جہد حق پڑھنے والے توجہ کریں

- آپ نے اس شمارہ کا مطالعہ کیا
  جو خامیاں/ کمزوریاں آپ کو نظر آئی ہوں۔ ان کی نشاندہی خط کے ذریعے سے کیجئے۔
- آپ بھی اپنے علاقے میں ہونے والی انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی رپورٹ/ اطلاع ہمیں اس رسالہ میں چھپنے والا رپورٹ فارم پُر کر کے بذریعہ ڈاک روانہ کر سکتے ہیں۔ حقائق اچھی طرح سے تصدیق کر کے لکھیں۔
- ہر شمارہ کی قیمت مبلغ =/5 روپیہ ہے
- سالانہ خریداروں کے لیے =/50 روپیہ ایسے خریدار پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (Human Rights Commission of Pakistan) کے نام صرف =/Rs.50 کا منی آرڈر یا ڈرافٹ (چیک قبول نہیں کیا جائے گا) ہمارے ہیڈ آفس کے پتہ پر روانہ کریں۔ پتہ یہ ہے:

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

''ایوان جمہور'' 107 - ٹیپو بلاک،

نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور

HRCP کارکن متوجہ ہوں

''جہد حق'' کے لیے رپورٹ فارم کے مطابق کوائف پر مبنی رپورٹیں، خبریں، تصاویر یا اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں سے متعلق دیگر مواد مہینے کے تیسرے ہفتہ تک پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے مرکزی دفتر میں پہنچ جانا چاہیے تا کہ یہ اگلے شمارے میں شائع کیا جا سکے۔

جہد حق کا تازہ شمارہ اور پچھلے شمارے اب ویب سائٹ پر بھی موجود ہیں۔ پتہ:

www.hrcp-web.org

مزدوروں کے عالمی دن پر ریلیاں اور تقریبات

ایچ آر سی پی اور دیگر تنظیموں نے مزدوروں کے عالمی دن کے موقع پر ملک کے مختلف علاقوں میں پرامن ریلیوں اور تقاریب کا اہتمام کیا

حیدرآباد یکم مئی 2016، عالمی یوم مزدور کے موقع پر حیدرآباد میں محنت کش اور سماجی تنظیموں کی جانب سے ریلیاں اور تقریبات منعقد کی گئیں اور شکاگو کے شہدا کو خراج عقیدت پیش کیا گیا۔ مزدوروں کی کم از کم تنخواہ پچیس ہزار روپے اور لیبر قوانین پر عملدرآمد کروانے کے مطالبات کیے گئے۔ آل پاکستان واپڈا ہائیڈرو الیکٹرک ورکرز یونین سی بی اے کی جانب سے ریلی نکالی گئی، جس سے خطاب کرتے ہوئے عبداللطیف نظامانی نے کہا کہ یوم مئی ہمیں ان محنت کشوں کی یاد دلاتا ہے جنہوں نے 1886 میں شکاگو میں دنیا بھر کے محنت کشوں کے لیے آٹھ گھنٹے اوقات کار اور انجمن سازی کا حق اپنی قیمتی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے تسلیم کروایا، پاکستان میں اس وقت سرمایہ دارانہ اور سامراجی سوچ کے حامل حکمران اپنے کاروبار اور اثاثوں کو بڑھانے کے لیے آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک کی ایماء پر مزدور کش نجکاری کے عمل کو پروان چڑھانے کے درپے ہیں جس کے باعث ملک کا محنت کش طبقہ عدم تحفظ کا شکار ہے۔ سندھ شوگر ملز ورکرز فیڈریشن اور آل سندھ ٹریڈ یونین آرگنائزیشن نے مشترکہ طور پر پریس کلب تک ریلی نکالی۔ غلام سرور چانڈیو، اللہ بخش کالرو، اشرف راجپوت و دیگر نے کہا کہ آج پھر مزدوروں کے حقوق پر سیاہ بادل چھائے ہوئے ہیں۔ مقررین کا کہنا تھا کہ نت نئی غیر قانونی پابندیاں لگا کر پنشنرز کو پریشان کیا جا رہا ہے۔ جو پنشن 43 یوم میں دی جاتی تھی اب کئی ماہ گزرنے کے باوجود انہیں ادا نہیں کی جاتی۔ مقررین کا مطالبہ تھا کہ صنعتی اداروں کے مزدوروں کو ای او بی آئی میں رجسٹر کیا جائے۔ سرکاری اداروں کے کچے ملازمین کو مستقل کیا جائے۔ مزدور کی کم از کم تنخواہ پچیس ہزار روپے مقرر کی جائے۔ پاکستان مسلم لیگ ن لیبر ونگ حیدرآباد ڈویژن کی نائب صدر پروین بانو سومرو نے کہا ہے کہ دنیا بھر میں مزدوروں کا عالمی دن منا کر صرف رسم ادا کی جاتی ہے۔ مزدور آج بھی حقوق سے محروم اور کم تنخواہ کی وجہ سے پریشانیوں میں گھرا ہوا ہے۔ فیکٹری ملازمین کو کم تنخواہ دے کر ریکارڈ میں 14 ہزار کا اندراج کیا جاتا ہے تاکہ انکم ٹیکس بچایا جا سکے۔ آل سندھ لیڈی ہیلتھ ورکرز ایسوسی ایشن کے زیراہتمام یوم مزدور پر پریس کلب کے نیو آڈیٹوریم میں تقریب منعقد کی گئی۔ ایسوسی ایشن کی رہنماؤں حلیمہ لغاری اور شمع گولانی کا کہنا تھا کہ نیشنل ہیلتھ پروگرام میں کام کرنے والے افسران و ملازمین اضافی کام

پاکستان مسلم لیگ ن لیبر ونگ حیدرآباد ڈویژن کی نائب صدر پروین بانو سومرو نے کہا ہے کہ دنیا بھر میں مزدوروں کا عالمی دن منا کر صرف رسم ادا کی جاتی ہے۔ مزدور آج بھی حقوق سے محروم اور کم تنخواہ کی وجہ سے پریشانیوں میں گھرا ہوا ہے۔ فیکٹری ملازمین کو کم تنخواہ دے کر ریکارڈ میں 14 ہزار کا اندراج کیا جاتا ہے تاکہ انکم ٹیکس بچایا جا سکے۔ آل سندھ لیڈی ہیلتھ ورکرز ایسوسی ایشن کے زیراہتمام یوم مزدور پر پریس کلب کے نیو آڈیٹوریم میں تقریب منعقد کی گئی۔ ایسوسی ایشن کی رہنماؤں حلیمہ لغاری اور شمع گولانی کا کہنا تھا کہ نیشنل ہیلتھ پروگرام میں کام کرنے والے افسران و ملازمین اضافی کام کر رہے ہیں مگر انہیں کسی قسم کی سہولت میسر نہیں۔ سندھ ہاری پورہیت کمیٹی نے پریس کلب تک ریلی نکالی۔ عرفان گل چانڈیو، نور محمد ملاح، آفتاب لغاری و دیگر کا کہنا تھا کہ مزدوروں کی کم از کم اجرت پچیس ہزار روپے، ڈیوٹی کے اوقات آٹھ گھنٹے مقرر کیے جائیں۔ حادثے میں فوت یا معذور ہونے والوں کو معاوضہ اور پنشن دی جائے، مزدوروں کے بچوں کو تعلیم اور صحت کی سہولتیں فراہم کی جائیں۔ سائٹ ایریا کی نجی موٹر سائیکل کمپنی کے مزدوروں نے لیبر ڈے پر پریس کلب کے سامنے احتجاج کیا اور مطالبہ کیا کہ مزدوروں کو ای او بی آئی میں رجسٹرڈ کروایا جائے۔

کر رہے ہیں مگر انہیں کسی قسم کی سہولت میسر نہیں۔ سندھ ہاری پورہیت کمیٹی نے پریس کلب تک ریلی نکالی۔ عرفان گل چانڈیو، نور محمد ملاح، آفتاب لغاری و دیگر کا کہنا تھا کہ مزدوروں کی کم از کم اجرت پچیس ہزار روپے، ڈیوٹی کے اوقات آٹھ گھنٹے مقرر کیے جائیں۔ حادثے میں فوت یا معذور ہونے والوں کو معاوضہ اور پنشن دی جائے، مزدوروں کے بچوں کو تعلیم اور صحت کی سہولتیں فراہم کی جائیں۔ سائٹ ایریا کی نجی موٹر سائیکل کمپنی کے مزدوروں نے لیبر ڈے پر پریس کلب کے سامنے احتجاج کیا اور مطالبہ کیا کہ مزدوروں کو ای او بی آئی میں رجسٹرڈ کروایا جائے۔ پاکستان لیبر فیڈریشن کے تحت گلشن خیر محمد سے پریس کلب تک ریلی نکالی گئی۔ اس موقع پر صاحبزادہ خان، اصغر حسین شاہ، ریاض محمد اور شائل میمن نے مطالبہ کیا کہ نجی کارخانوں اور کمپنیوں سے جبری فارغ کیے گئے مزدوروں کو بحال کروایا جائے۔ ریلوے ورکرز یونین کے تحت حیدرآباد ریلوے سٹیشن پر یوم مزدور کے حوالے سے تقریب ہوئی جس سے یونین رہنماؤں نے خطاب کیا۔ پیپلز لیبر بیورو کے زیراہتمام لعل بخش کلہوڑو کی قیادت میں ضلع کونسل چوک سے پریس کلب تک ریلی نکالی گئی۔ ڈاکٹر عرفان گل مگسی، امان اللہ سیال، کمال شاہ، اعظم راجپوت، بشیر ملاح و دیگر شریک تھے۔ مقررین نے کہا کہ موجودہ حکومت کی مزدور، کسان دشمن پالیسیاں قابل مذمت ہیں۔ ن لیگ کے رہنما رحمت اللہ قریشی نے کہا مزدور و طبقہ ملک کی ترقی میں ایک ستون کی حیثیت رکھتا ہے۔ متحدہ لیبر فیڈریشن کی جانب سے گول بلڈنگ میں تقریب کا انعقاد کیا گیا۔ رہنماؤں کا کہنا تھا کہ آج کے اس دور میں بھی مزدوروں کے ساتھ ظلم ہو رہا ہے۔ ٹیکسٹائل ملز اور فیکٹریز میں مزدور بارہ گھنٹے عارضی بنیادوں پر انتہائی کم اجرت پر کام کر رہے ہیں۔ دامن تھرپارکر کے کرشنا لعل کولہی، جے رام کولہی اور ہلاج کولہی کی قیادت میں ریلی نکالی گئی۔ انٹرنیشنل یوتھ اینڈ ورکرز موومنٹ حیدرآباد کے زیراہتمام کشوں کے عالمی دن کے حوالے سے حیدر چوک سے پریس کلب تک ریلی نکالی گئی جس میں خواتین وحضرات نے شرکت کی۔ مقررین نے کہا کہ مٹھی بھر سرمایہ دار، جاگیردار، اور اعلیٰ عہدیدار تمام وسائل پر قابض ہے جبکہ دوسری جانب محنت کش جن کی بدولت فیکٹریاں اور کارخانے چلتے ہیں انہیں پیٹ بھر کر کھانا بھی میسر نہیں۔ انہوں نے سرکاری اداروں کی نجکاری منسوخ، مزدور دشمن پالیسیاں ختم، ٹھیکیداری نظام کے خاتمے، مزدور اوقات کار ہفتہ وار 35 گھنٹے کرنے، ہر مزدور کو رجسٹرڈ اور انہیں سوشل سیکورٹی، پنشن اور ورکرز ویلفیئر بورڈ سے ملنے والی تمام سہولتیں مہیا کرنے کے مطالبات پیش کیے۔ کمیونسٹ پارٹی آف پاکستان کی جانب سے مزدوروں کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے مشعل بردار ریلی نکالی گئی۔ حیدر چوک سے نکالی گئی ریلی کی قیادت ضلعی سیکرٹری کامریڈ اقبال، محمد اشرف راجپوت، کامریڈ اظہر، کامریڈ بلال ناغڑ و دیگر نے کی۔ حیدرآباد پریس کلب کے باہر مظاہرین نے مطالبہ کیا کہ واپڈا، ریلوے، اسٹیل مل، سرکاری سکولز اور ہسپتالوں کی نجکاری فوری طور پر روکی جائے۔ ملک بھر سے ٹھیکیداری نظام کو ختم

کر کے صنعتوں میں کام کرنے والے تمام مزدوروں کو مستقل کیا جائے۔ ریٹائرڈ بیوہ خواتین کی پنشن دس ہزار روپے مقرر کی جائے۔ سندھ ترقی پسند پارٹی کے چیئرمین ڈاکٹر قادر مگسی نے کہا کہ مزدوروں کی پاکٹ یونین اور جماعتوں کی غیر سنجیدگی کی وجہ سے مزدور طبقہ آج بھی جاگیرداروں کے عتاب کا شکار ہے۔ جاگیرداروں کے حالات زندگی روز بروز بہتر ہورہے ہیں جبکہ مزدوروں کے حالات زندگی بدتر ہوتے جارہے ہیں۔ وہ عالمی یومِ مزدور کے موقع پر منعقد تقریب سے خطاب کررہے تھے۔ انہوں نے مزید کہا کہ انہیں مزدوروں سے دلی محبت ہے۔ اور وہ چاہتے ہیں کہ مزدوروں کے حالات زندگی میں تبدیلی آئے۔ وہ کوشش کررہے ہیں کہ سیاسی طور پر اتنے مضبوط ہوجائیں کہ سندھ کی صنعتوں اور کارخانوں میں سندھیوں کو روزگار دلواسکیں۔ اس موقع پر ڈاکٹر عبدالحمید میمن، جام عبدالفتاح، گل زار سومرو ودیگر نے بھی خطاب کیا۔ حکومت اپنے ہی اعلان پر عملدرآمد کروانے میں مکمل ناکام ہوگئی۔ حکومتی عدم توجہی کے باعث محنت کش طبقہ معمولی معاوضہ لینے پر مجبور ہے، محنت کشوں کی تنظیمیں رسمی بیانات اور احتجاج کی حد تک محدود ہوکر رہ گئی ہیں، مزدور اوران کے اہل خانہ کسمپرسی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔

(لالہ عبدالحلیم)

خیرپور یکم مئی کو مزدوروں کے عالمی دن کے حوالے سے ایک تقریب کا انعقاد کیا گیا جس میں خواتین وحضرات نے شرکت کی۔ تقریب کی شروعات کرتے ہوئے عبدالمنیم ابڑو نے کہا کہ 1886ء میں امریکی شہر شکاگو میں محنت کشوں نے آٹھ گھنٹے کام لینے کے لیے احتجاج کیا۔ ان پر تشدد کیا گیا جس کے نتیجے میں کچھ لوگ ہلاک ہوئے اور سینکڑوں زخمی ہوگئے جبکہ محنت کشوں کو گرفتار کرکے سزائیں بھی دی گئیں۔ پاکستان میں 1972ء میں مزدور پالیسی کو عمل میں لاکر سرکاری طور پر یکم مئی کو عام تعطیل والی فہرست میں رکھا گیا۔ پوری دنیا میں یکم مئی کو مزدوروں کا عالمی دن منایا جاتا ہے۔ محمد عارف چند نے کہا کہ سندھ میں مزدور قانون ابھی تک غیر فعال ہے۔ فیکٹریوں کے مالکان مزدور قوانین کی پاسداری نہیں کرتے اور محکمہ لیبر خاموش نظر آتا ہے۔ امجد علی کا کہنا تھا کہ اکثر فیکٹریوں میں ٹھیکیداری نظام کے تحت کام لیا جاتا ہے جس میں آٹھ کی بجائے بارہ گھنٹے کام لیا جارہا ہے۔ ٹھیکیداری نظام کی وجہ سے مزدوروں کو قانونی حقوق، گریجویٹی، اولڈ ایج بینیفٹ، سالانہ بونس اور دوسرے حقوق سے محروم کیا جاتا ہے۔ مزمل علی کا کہنا تھا کہ کئی فیکٹریوں میں تین، تین ماہ تک تنخواہیں نہیں دی جاتیں جس سے مزدوروں کے حالات خراب ہوتے جارہے ہیں۔ محترمہ کنول نے کہا کہ آج تک مزدور اپنے حقوق کے بارے میں کچھ نہیں جانتے مزدوروں کے حقوق کے بارے میں سیمینار کرائے جائیں جن میں مزدور فیکٹری مالکان کو شریک کیا جائے تاکہ کوئی فیکٹری مالک اپنے مزدوروں سے ناانصافی نہ کرسکے اگر کرلے بھی تو مزدور

یکم مئی کو مزدوروں کے عالمی دن کے حوالے سے ایک تقریب کا انعقاد کیا گیا جس میں خواتین وحضرات نے شرکت کی۔ تقریب کی شروعات کرتے ہوئے عبدالمنیم ابڑو نے کہا کہ 1886ء میں امریکی شہر شکاگو میں محنت کشوں نے آٹھ گھنٹے کام لینے کے لیے احتجاج کیا۔ ان پر تشدد کیا گیا جس کے نتیجے میں کچھ لوگ ہلاک ہوئے اور سینکڑوں زخمی ہوگئے جبکہ محنت کشوں کو گرفتار کرکے سزائیں بھی دی گئیں۔ پاکستان میں 1972ء میں مزدور پالیسی کو عمل میں لاکر سرکاری طور پر یکم مئی کو عام تعطیل والی فہرست میں رکھا گیا۔ پوری دنیا میں یکم مئی کو مزدوروں کا عالمی دن منایا جاتا ہے۔ محمد عارف چند نے کہا کہ سندھ میں مزدور قانون ابھی تک غیر فعال ہے۔ فیکٹریوں کے مالکان مزدور قوانین کی پاسداری نہیں کرتے اور محکمہ لیبر خاموش نظر آتا ہے۔ امجد علی کا کہنا تھا کہ اکثر فیکٹریوں میں ٹھیکیداری نظام کے تحت کام لیا جاتا ہے جس میں آٹھ کی بجائے بارہ گھنٹے کام لیا جارہا ہے۔ ٹھیکیداری نظام کی وجہ سے مزدوروں کو قانونی حقوق، گریجویٹی، اولڈ ایج بینیفٹ، سالانہ بونس اور دوسرے حقوق سے محروم کیا جاتا ہے۔ مزمل علی کا کہنا تھا کہ کئی فیکٹریوں میں تین، تین ماہ تک تنخواہیں نہیں دی جاتیں جس سے مزدوروں کے حالات خراب ہوتے جارہے ہیں۔

اپنے حقوق سے آگاہ ہوں اور انہیں حاصل کرنے کے لیے جدوجہد کریں۔ عدنان علی نے کہا کہ کاٹن فیکٹریز میں کام کرنے والے مزدور اکثر دمہ اور کینسر جیسے موذی امراض کا شکار ہوجاتے ہیں لیکن فیکٹری مالکان کی طرف سے کوئی بھی معاونت فراہم نہیں کی جاتی۔ محترمہ نرگس نے کہا کہ رسمی اور غیر رسمی کام کرنے والے ہر مزدور کو قانون کے مطابق سہولیات فراہم کی جائیں۔

(عبدالمنیم ابڑو

ملتان اکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) ملتان ٹاسک فورس نے مزدوروں کے حقوق کے حوالے سے 03 مئی 2016 کو ایک مقامی ہوٹل میں ایک کانفرنس کا اہتمام کیا جس میں مزدور تنظیموں کے قائدین، بھٹہ مزدور کارکنان، وکلاء اور انسانی حقوق کے کارکنوں نے شرکت کی۔ شرکاء کی جانب سے مزدوروں کو درپیش مسائل اور ان کے حقوق پر بننے والے قوانین کا جائزہ لیا گیا اور اس بات پر بھی بات چیت کی گئی کہ ہمارے ہاں بننے والے قوانین پر کس حد تک عمل درآمد کرایا جاتا ہے۔

فیصل محمود ریجنل کوآرڈینیٹر ایچ آر سی پی نے تمام ساتھیوں کی آمد کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ آج کی بات چیت کا بنیادی مقصد ہمارا وہ محروم طبقہ جس کا کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ آج اس مزدور کانفرنس کا بنیادی مقصد مزدور راہنماؤں، سیاسی جماعتوں کے کارکنان اور مزدوروں کو ایک جگہ بٹھا کر مزدوروں کو درپیش مسائل کا حل نکالنا ہے اور اس بات کو بھی دیکھنا ہے کہ مزدوروں کے حقوق پر کام کرنے والی تنظیموں کو کس حد کامیابی حاصل ہوئی ہے۔

شیخ شعیب امجد ایڈووکیٹ نے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ محنت کش اور متوسط طبقے کا المیہ یہ ہے کہ جب سیاسی پارٹیوں کے نامزد کردہ نمائندوں کو ووٹ دیتے ہیں اور جب وہ منتخب ہوکر پارلیمنٹ میں جاتے ہیں تو وہاں بیٹھ کر مزدوروں کے مسائل، حقوق اور ان سے ہونے والی ناانصافیوں پر خاموش رہتے ہیں۔ مزدوروں کا اپنے حقوق حاصل کرنے کے لئے ملک میں موجود عدالتی نظام سے انصاف حاصل کرنا انتہائی مشکل ترین ہے۔ موجودہ خراب اقتصادی صورتحال نے مزدوروں کو سنگین مسائل سے دوچار کردیا ہے۔ چائلڈ لیبر عروج پر ہے۔ حکومت کو مؤثر منصوبہ بندی، فیملی پلاننگ اور صحت اور تعلیم کے شعبوں پر وسیع سرمایہ کاری کرنے کی ضرورت ہے۔ تاکہ ملک میں چائلڈ لیبر وجبری مشقت ختم ہوسکے۔ حکومت کو ایسی پالسیاں بنانی چاہئیں جس کے نفاذ سے مزدوروں کا معاشی استحصال نہ ہو۔

سید مصور حسین نقوی (صدر ساؤتھ پنجاب ورکرز فیڈریشن) نے کہا کہ رسمی مزدوروں کے حقوق تو آئی ایل او کے چارٹر کے مطابق تسلیم شدہ ہیں لیکن غیر رسمی مزدوروں کے حقوق کا سرے سے کوئی وجود نہیں ہے۔ ملکی لیبر قوانین پر عمل درآمد نہیں ہورہا ہے ان قوانین کے تحت لازم ہے کہ ملازم کو سماجی تحفظ کے ادارے سے رجسٹرڈ کر کے سوشل سکیورٹی کارڈ جاری کیا جائے تاکہ وہ اداروں سے اپنا اور اپنے خاندان کے لئے صحت جیسی سہولیات حاصل کرسکے۔ مگر 90 فی صد مزدور اس حق سے محروم ہیں۔ EOBI (اولڈ ایج بینیفٹ انسٹی ٹیوٹ) میں مزدوروں کی رجسٹرڈ فہرستیں نہ ہونے کی وجہ سے مزدور لیبرز کورٹ تک رسائی حاصل نہیں کرسکتے اور نہ ہی

قانونی طور پر یونینز بنا کر اپنے حقوق کا دفاع کر سکتے ہیں۔فیکٹریاں ،کارخانے ،بھٹے وغیرہ عملاً ہرقسم کے لیبر انسپکشن سے سے مبرا ہیں۔پاکستان کو GSP پلس جیسی خصوصی حیثیت یورپی یونین کی پارلیمنٹ نے دس برس کے لئے دی اس GSP پلس معاہدہ کے تحت حکومت پاکستان نے وعدہ کیا تھا کہ حکومت ILO کے بنیادی مزدور معیارات کوحقیقی معنوں میں فیکٹریوں میں لاگو کرے گی۔مزدور رہنما دلاورعباس بھٹی نے کہا کہ جب مزدور قانون میں دیئے گئے حقوق کے لئے آواز بلند کرتا ہے تو اسے مزاحمت کرسامنا کرنا پڑتا ہے۔مزدوروں کوبحثیت طبقہ اپنی بقاءاور اپنے حقوق کے حصول کے لئے ایک منظّم ٹریڈ یونین اور مزدورتحریک کی ضرورت ہے تا کہ مزدورسرمایہ داراورحکومت کی جانب سے ہونے والی ناانصافیوں کے خلاف اپنی آواز بلند کر سکے۔کامریڈندیم پاشانے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ ملازم فیکٹریوں ،کارخانوں اور بھٹہ خشت پر کام کے عوض تنخواہ حاصل کرتے ہیں مگر افسوس کہ مزدورکو ہر شعبہ میں کبھی مقرر کردہ اجرت یاتنخواہ اورمراعات حاصل نہیں ہوسکیں۔مزدورکو کبھی بھی بنیادی انسانی حقوق اورمزدورحقوق سرمایہ درانہ نظام میں میسرنہیں آسکے۔مزدور سارادن کام کرتا ہے پھر بھی اسے دو وقت کا کھانا نصیب نہیں ہوتا ۔ہمارے ملک میں وسیع پیمانے پرغربت پھیل رہی ہے۔علاج معالجہ کی سہولیات ناپید ہیں۔کسان بڑی مشکل سے گندم کاشت کرتا ہے مگر سفارش کے بغیر باردانہ کا حصول ناممکن ہوتا ہے۔مصورحسین نقوی نے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ ہمیشہ سے ہمارا استحصال ہوتا آرہا ہے ۔اس معاشرے میں 2016 کے بعد بھی مزدوروں کوحقوق ملنے کی کوئی امیدنہیں ہے۔ہمیں منظّم ہونے کی ضرورت ہے۔لوگ ہمارے حقوق سلب کرنے کے لئے منظّم ہوچکے ہیں۔تنظیمیں اورٹریڈ یونینیز جوحقوق کی بات کرتی ہیں ان میں قیادت کا فقدان ہے ۔بھٹہ مزدوراور فیکٹری مزدور میں شعور پیدا کرنے کی ضرورت ہے ۔اگر ہم منظّم ہو جائیں تو ہم اپنے حقوق حاصل کر سکتے ہیں ۔ہمارے ملک میں 5فی صد سامراجی طبقہ تو منظّم ہے مگر 95فی صد مزدور طبقہ غیر منظّم ہے جس کی وجہ سے مزدوروں کا استحصال ہو رہا ہے۔شاہد لودھی نے کہا کہ پاکستان کے ایوان میں سرمایہ دار اورمزدورکی لڑائی ہے۔ٹریڈ یونینیز مظبوط ہونی چاہیے۔ہم نے کبھی نہیں دیکھا کہ سیاسی جماعتوں کے منشور میں لیبر پالیسی ہو۔دنیا بھر میں مزدوروں کو لیبر قوانین کے تحت سہولیات حاصل ہورہی ہیں جبکہ ہمارے ہاں زراعت پر بھی سبسڈی ختم کردی گئی ہے۔تاج محمد سوز ایڈووکیٹ نے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے ہاں قانون و آئین میں حقوق درج

پاکستان کوGSPپلس جیسی خصوصی حیثیت یورپی یونین کی پارلیمنٹ نے دس برس کے لئے دی اس GSPپلس معاہدہ کے تحت حکومت پاکستان نے وعدہ کیا تھا کہ حکومت ILO کے بنیادی مزدور معیارات کوحقیقی معنوں میں فیکٹریوں میں لاگو کرے گی۔مزدور رہنما دلاورعباس بھٹی نے کہا کہ جب مزدور قانون میں دیئے گئے حقوق کے لئے آواز بلند کرتا ہے تو اسے مزاحمت کرسامنا کرنا پڑتا ہے۔مزدوروں کوبحثیت طبقہ اپنی بقاءاوراپنے حقوق کےحصول کے لئے ایک منظّم ٹریڈ یونین اورمزدورتحریک کی ضرورت ہے تا کہ مزدورسرمایہ داراورحکومت کی جانب سے ہونے والی ناانصافیوں کے خلاف اپنی آواز بلند کرسکے۔کامریڈندیم پاشانے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ ملازم فیکٹریوں،کارخانوں اور بھٹہ خشت پرکام کے عوض تنخواہ حاصل کرتے ہیں مگر افسوس کہ مزدورکو ہر شعبہ میں کبھی مقرر کردہ اجرت یا تنخواہ اورمراعات حاصل نہیں ہو سکیں۔مزدورکوکبھی بھی بنیادی انسانی حقوق اورمزدورحقوق سرمایہ درانہ نظام میں میسرنہیں آسکے۔مزدور سارادن کام کرتا ہے پھر بھی اسے دووقت کا کھانا نصیب نہیں ہوتا۔ہمارے ملک میں وسیع پیمانے پرغربت پھیل رہی ہے۔علاج معالجہ کی سہولیات ناپید ہیں۔

ہیں۔مزدورطبقہ کواوقات کا رمسئلہ،سوشل سیکورٹی کارڈ کا مسئلہ ،کام کرنے والی جگہوں پرحفاظتی سامان کی عدم دستیابی کا مسئلہ ہمیشہ سے چلا آرہا ہے جوکہ آج تک حل نہیں ہوا۔لیبرانسپکٹرز کا فیکٹری مالکان سے گٹھ جوڑ ہے جس کی وجہ سے مزدورطبقہ اپنے بنیادی حقوق سے محروم ہیں۔بلدیہ ٹاؤن کراچی میں واقع ایک فیکٹری میں 364مزدور جاں بحق ہوئے لیکن عوام کی جانب سے کوئی آواز بلندنہیں ہوئی۔سول سوسائٹی کوبل کر اس بارے سوچنا ہوگا اور سرمایہ داران نظام کو بدلنا ہوگا تب جا کر مزدورکواس کے حقوق مل سکیں گے۔معروف قانون دان اور سماجی رہنمانفیس احمد انصاری نے شرکاء سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے ملک کا 95فیصد طبقہ محنت کش ہے اور انہیں کےحقوق کا زیادہ استحصال ہورہا ہے جو کہ ایک لمحہ فکریہ ہے۔2010میں لیبر پالیسی بنائی گئی جس میں کچھ اصول و قواعد بھی بنائے گئے جن میں مزدوروں کو یونین سازی کا حق دیا گیا۔مزدور کی اجرت،کام کرنے والی جگہ اور کام کاتعین اور بچوں کے حوالے سے بھی پالیسیاں بنائی گئیں ان پالیسی میں بچوں کوفیکٹری میں کام کرنے سے منع کر دیا گیا۔لیکن آج بھی بچے فیکٹریوں میں کام کر رہے ہیں اورآج بھی مزدورکوقوانین کے مطابق معاوضہ نہیں دیا جاتا ۔بات اس حد تک نہیں رہتی کہ آپ نے قوانین بنادیئے ہیں پھرسب ٹھیک ہوجائے گا ۔بات اس وقت بنے گی جب ان قوانین پرعمل درآمد بھی ممکن ہو ۔69سال سے حالات نہیں سدھر سکے اور نہ ہی ایسی صورتحال آئندہ نظر آرہی ہے ہم سرمایہ دارانہ نظام اور جاگیردارانہ نظام میں اس قدر جکڑے جاچکے ہیں کہ 5فیصد طبقہ 95فیصد طبقے پرحکمرانی کررہا ہے۔

(نامہ نگار)

ٹوبہ ٹیک سنگھ مزدوروں کے عالمی دن پر انسانی حقوق کمشن آف پاکستان ٹوبہ ٹیک سنگھ عوامی ورکرز پارٹی پاکستان کے زیراہتمام یکجہتی مزدور ریلی نکالی گئی اور جلسہ منعقد کیا گیا۔ریلی کی قیادت عوامی ورکرز پارٹی پاکستان کے سیکرٹری جنرل فاروق طارق،انسانی حقوق کمشن آف پاکستان ٹوبہ ٹیک سنگھ کی طرف سے اعجاز اقبال کر رہے تھے۔ریلی میں انسانی حقوق کمشن آف پاکستان کے ممبران اورعوامی ورکرز پارٹی کےضلعی صدرمحمد زبیر،پاکستان بھٹہ مزدور یونین پنجاب کےضلعی جنرل سیکرٹری محمد شبیر اور ٹیکسٹائل پاور لومز اینڈ گارمنٹس ورکرز فیڈریشن کے محنت کشوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ریلی وریام روڈ سے شروع ہوکر شہباز چوک پہنچ کر اختتام پذیر ہوئی۔بھٹہ مزدوروں کی ریلی چونگی گوجرہ روڈ سے شروع ہوکر شہباز چوک میں اختتام پذیر ہوئی جس کی قیادت پاکستان بھٹہ مزدور یونین کےضلعی جنرل سیکرٹری محمد شبیر نے کی۔شہباز چوک میں منعقدہ جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے عوامی ورکرز پارٹی کے مرکزی رہنما فاروق طارق نے شکاگو کے شہداءکوزبردست خراج تحسین پیش کیا۔انہوں نے کہا کہ آج باہمی اتحاد کی کمی کے باعث دنیا بھر کے محنت کش سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کے ہاتھوں یرغمال بنے ہوئے ہیں۔ . شرکا سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے کہا کہ مزدورکی کم ازکم تنخواہ25ہزارروپےمقرر کی جائے۔ٹوبہ ٹیک سنگھ کےکوآرڈینیٹر اعجازاقبال نے کہا کہ اس دور میں بھی مزدوری کےاوقات کار بہت زیادہ ہیں جس کے باوجود انہیں مناسب معاوضہ نہیں دیا جاتا۔مناسب معاوضہ نہ ملنے کی وجہ سے مزدوروں کا معاشی استحصال ہورہا ہے اوران میں بے چینی بھی پائی جاتی ہے۔ان کا کہنا تھا کہ مزدوروں کوترقی کے سفر سے محروم کرکے روشن پاکستان کا خواب شرمندہ تعبیرنہیں ہوسکتا لہٰذا حکومت کو چاہیے کہ وہ مزدوروں کومقرر کردہ اجرت دلوانے کے لیے اپنا کردارادا کریں۔

(اعجازاقبال)ح

مفت ڈائیلسز پروگرام پانچ ماہ سے بند

پاکپتن وزیراعلی پنجاب کا مفت ڈائیلسز پروگرام گزشتہ پانچ ماہ سے بند پڑا ہے۔ پانچ ماہ سے مریضوں کوادویات کی فراہمی بند ہے۔ 68 مریض زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا ہیں۔ ہسپتال میں ڈائیلسز کروانے والے مریض خضر حیات، کوثر بی بی، محمد بشیر، محمد منشا، معین اختر اوران کے لواحقین نے بتایا کہ مریضوں کے ہر ماہ دو سے تین مرتبہ ڈائیلسز ہوتے ہیں۔ ایک ڈائیلسز پر تین سے چار ہزار روپے خرچہ آتا ہے جوکہ اس مہنگائی کے دور میں برداشت کرنا ناممکن ہے۔ انہوں نے مزید بتایا کہ وزیراعلیٰ پنجاب ڈائیلسز پروگرام کی ادویات پچھلے سال اکتوبر کے آخر سے محکمہ صحت نے نہیں دی ہیں۔ لوگ ادویات کی فراہمی کے لیے بار بار ای ڈی او ہیلتھ اور ڈی سی او آفس کے باہر چکر لگا رہے ہیں مگر بے سود۔ انہوں نے مزید بتایا کہ محکمہ سوشل ویلفیئر و بیت المال کی طرف سے پچیس مریضوں کوادویات فراہم کی گئیں تاہم۔ چند دن بعد انہوں نے بھی کہا کہ ان کے پاس فنڈ ز ختم ہوگئے ہیں۔

(غلام نبی)

نابینا افراد کا تنخواہیں نہ ملنے کے خلاف احتجاج

پاکپتن پاکپتن میں محکمہ سوشل ویلفیئر و دیگر محکمہ جات میں نابینا افراد کو حکومت پنجاب نے بھرتی کیا تھا مگر ان کو اب تک پانچ ماہ سے تنخواہیں نہیں مل سکیں۔ قاری محمد طاہر کی زیر قیادت ضلع پاکپتن کے نابینا افراد نے نگینہ چوک پاکپتن اور پریس کلب پاکپتن میں ایک پرامن احتجاج کیا اور حکومت پنجاب سے مطالبہ کیا کہ ان کا معاشی قتل بند کیا جائے اور انہیں ان کی سابقہ تنخواہیں دی جائیں۔

(غلام نبی)

فائرنگ سے سماجی رہنما ہلاک

کراچی سندھ کے دارالحکومت کراچی میں نامعلوم مسلح افراد کی فائرنگ سے سول سوسائٹی کے رہنما خرم ذکی ہلاک ہوگئے۔ ضلع وسطی کے سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس (ایس ایس پی) مقدس حیدر نے بتایا کہ 7 مئی کو 2 موٹر سائیکلوں پر سوار 4 نامعلوم مسلح افراد نے نارتھ کراچی سیکٹر 11B میں ایک ہوٹل کے باہر فائرنگ کی جس کے نتیجے میں 3 افراد شدید زخمی ہوئے۔ واقعے کی اطلاع ملتے ہی پولیس اور امدادی کارکنوں نے موقع پر پہنچ کر لاش اور زخمیوں کو ہسپتال منتقل کیا۔ پولیس عہدیدار کا کہنا تھا کہ فائرنگ سے زخمی ہونے والوں کی شناخت سول سوسائٹی کے رہنما خرم ذکی، صحافی راؤ خالد اور ایک راہ گیر اسلم کے نام سے ہوئی۔ خرم ذکی کو شدید زخمی حالت میں آغا خان ہسپتال منتقل کیا گیا تھا، جہاں ڈاکٹروں نے انہیں مردہ قرار دے دیا، جبکہ دیگر زخمیوں کو عباسی شہید ہسپتال منتقل کیا گیا جہاں اسلم کی حالت تشویشناک بتائی جارہی تھی۔ خیال رہے کہ خرم ذکی کا شمار سول سوسائٹی کے سرگرم رہنماؤں میں ہوتا تھا اور وہ ماضی میں صحافت کے پیشے سے بھی منسلک رہ چکے ہیں اس کے علاوہ وہ لیٹ اُس بلڈ پاکستان (Let us build Pakistan) کے سوشل میڈیا پیج کو چلا رہے تھے۔ خرم ذکی کے ٹوئٹر اکاؤنٹ کے مطابق وہ نیوز ون ٹی وی چینل سے بھی منسلک تھے۔ یہ بھی یاد رہے کہ خرم ذکی کی ویب سائیٹ لوب پاک ڈاٹ کام پاکستان میں بلاک ہے۔ خرم ذکی سول سوسائٹی کے رہنما جبران ناصر کے ساتھ لال مسجد کے خطیب مولانا عبدالعزیز کے خلاف مظاہروں میں بھی شریک رہے تھے۔

(نامہ نگار)

مظاہرین پر فائرنگ سے 3 ہلاک

پشاور کرم ایجنسی کے علاقے پاراچنار کے قریب احتجاجی مظاہرین پر فائرنگ سے چار افراد ہلاک جبکہ پانچ لیویز اہلکار سمیت متعدد زخمی ہوگئے ہیں۔ سابق سینیٹر علامہ عابد الحسینی اور دیگر علماء کی جانب سے 10 مئی کو پاراچنار میں شعبان کی مناسبت سے محفل کا انعقاد کیا گیا تھا۔ محفل میں شرکت کیلئے پشاور سے علماء پاراچنار جارہے تھے کہ پولیٹکل انتظامیہ نے علماء کو چھپری چیک پوسٹ پر روک دیا جس پر قبائل نے صدرہ کے مقام پر احتجاج شروع کیا۔ مشتعل مظاہرین کو منتشر کرنے کے لیے ایف سی اور لیویز اہلکاروں نے لاٹھی چارج کیا اور آنسو گیس کی شیلنگ کی جبکہ مظاہرین نے اہلکاروں پر پتھراؤ کیا۔ اس دوران فائرنگ کے نتیجے میں چار افراد ہلاک جبکہ متعدد زخمی ہوگئے جن میں پانچ لیویز اہلکار بھی شامل ہیں۔ زخمیوں کو ایجنسی ہیڈ کوارٹر ہسپتال پاراچنار منتقل کردیا گیا۔ مظاہرین کو منتشر کرنے کے دوران مرکزی شاہراہ پر آمدورفت بند کردی گئی۔ لیفٹننٹ کرنل یاسر بشیر نے کہا کہ سیکیورٹی فورسز اور مقامی پولیس نے ہجوم کو پرامن انداز میں منتشر کرنے کی کوشش کی تاہم صورت حال اس وقت خراب ہوگئی جب لوگوں نے سیکیورٹی فورسز پر فائرنگ کردی جس کے نتیجے میں پانچ لیویز اہلکار زخمی بھی ہوئے۔ انہوں نے بتایا کہ فائرنگ کے تبادلے میں تین افراد ہلاک ہوئے جبکہ معاملے کی تحقیقات کی جارہی ہے۔ ان کا مزید کہنا تھا کہ اس سلسلے میں 47 افراد کو گرفتار بھی کیا گیا ہے۔ ادھر اسسٹنٹ پولیٹکل ایجنٹ پاراچنار شاہد علی خان کے مطابق واقعہ کی تحقیقات کی جارہی ہیں اور ملوث افراد کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

(نامہ نگار)

صحافیوں کے تحفظ پر زور

حیدرآباد 3 مئی کو حیدرآباد یونین آف جرنلسٹ کے تحت صحافت کے عالمی دن کے موقع پر پریس کلب سے ریڈیو پاکستان تک ریلی نکالی گئی۔ قبل ازیں ایک اجلاس بھی ہوا جس میں شہدا صحافت کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے آزادی صحافت کے لیے ہر قربانی دینے کا عزم کیا گیا۔ حامد شیخ کی زیر صدارت ایچ یو جے کے اجلاس میں پی ایف یو جے کی مجلس عاملہ کے رکن حمید الرحمان، سیکرٹری ایچ یو جے ستار م مہیشوری، نائب صدر اشوک کمار، شیراز بھٹی، سینئر صحافیوں جاوید نثار، نسیم قریشی، راشد شفی، الطاف کوٹی، نجیب میمن، یاسر راجپوت، طالب مغل، شیراز آرائیں، امتیاز کھاوڑ سمیت دیگر نے شرکت کی۔ حامد شیخ نے کہا کہ میڈیا آج بھی دباؤ کا شکار ہے۔ صحافیوں اور ایڈیٹرز کو مختلف ہتھکنڈوں کے ذریعے ہراساں کیا جارہا ہے۔ اطلاعات کی رسائی صحافیوں کا حق ہے لیکن انہیں اس حق سے محروم کرنے کی سازش کی جارہی ہے۔ حمید الرحمان نے کہا کہ آزادی صحافت کے لیے جدوجہد جاری رہے گی۔ ستارم مہشوری کا کہنا تھا کہ اوچھے، ہتھکنڈے ہمیں اپنے مقاصد سے نہیں ہٹا سکتے۔ شہید صحافیوں کو خراج عقیدت پیش کرنے کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ ان کے نام سے منسوب ایوارڈ کا اجرا کیا جائے۔ محمد حسین خان نے کہا کہ آج میڈیا کو جو آزادی حاصل ہے وہ صحافیوں کی طویل جدوجہد اور ان کی قربانیوں کا نتیجہ ہے۔ صحافیوں نے اس کے لیے قید و بند اور مظالم برداشت کئے ہیں۔

(لالہ عبدالحلیم)

عوام کو سیاست سے الگ مت کرو

آئی۔اے۔رحمٰن

سرکار اور حزب مخالف کی جماعتوں کے درمیان ہونے والی پنجہ آزمائی نے ملک کے سیاسی کلچر میں موجود بنیادی خامی کو آشکار کردیا ہے اور اس خامی کو جو نام دیا جاسکتا ہے، وہ ہے ''رہنما کی پوجا'' اور وہ بھی سیاسی فیصلہ سازی اور حکومتی انتظام وانصرام سے عوام کی علیحدگی کی قیمت پر۔ گزشتہ روز دو تیکھی قسم کی شہ سرخیاں پڑھنے کو ملیں۔ وزیراعظم کی تقریر پڑھنے کو ملی جس میں وزیراعظم کے بارے میں کہا گیا کہ انہوں نے کہا کہ وہ اپنی تحقیر کرنے والوں کے استعمال کے لیے سڑکیں تعمیر کروا رہے تھے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ حکومت عوام کے مہیا کئے گئے وسائل کے ساتھ سڑکیں تعمیر کرواتی ہے۔ دوسری طرف پاکستان تحریک انصاف کے سربراہ نے اعلان کیا کہ وہ جب اقتدار میں آئیں گے تو پاکستانی ملازمتوں کے لیے برطانیہ نہیں جائیں گے بلکہ برطانیہ سے واپس اپنے وطن آئیں گے۔ یہ بات کہتے ہوئے انہیں یہ خیال نہیں آیا کہ اگر وہ جمہوری عمل کے ذریعے حکومتی سربراہ بن گئے تو وہ مطلق العنان حاکم نہیں ہوں گے اور ایسا نہیں ہوگا کہ تمام تر اختیارات ان کے پاس ہوں گے۔

دونوں سیاسی رہنما اپنے اس تصور کو تقویت دے رہے تھے کہ پاکستانی ریاست وزیراعظم کی جاگیر ہوتی ہے۔ اور ریاست میں جو بھی اچھائی ہوتی ہے اس اچھائی کا منبع وہی ہوتا ہے۔ اس سے ذاتی سطح پر انتہائی حد تک کی عقیدت کا اظہار ہوتا ہے۔ ان بیانات کو تو ایک طرف رکھیے، جس طرح حکومت اور سیاسی جماعتیں اپنے معاملات چلا رہی ہیں، وہ بڑی حد تک اس حقیقت کی تصدیق کرتی ہیں کہ اب سیاسی جماعتوں میں اجتماعی فیصلوں کی جگہ شخصی فیصلوں نے لے لی ہے۔ اور ایک شخص کا کیا ہوا فیصلہ ہی حتمی قرار دیا جاتا ہے۔ پارلیمانی نظام، جس میں کابینہ بطور انتظامیہ کام کرتی ہے اور اجتماعی طور پر پارلیمنٹ کو جوابدہ ہوتی ہے، انحطاط کا شکار ہو کر وزارت عظمٰی کے نظام میں تبدیل ہو چکا ہے۔ کابینہ کے ہر رکن کے پاس ایک خاص حد تک اختیار ہے کہ وہ ان معاملات پر فیصلہ دیں جو اس وزیر کے دائرہ اختیار میں ہیں اور اگر معاملات اس سے آگے کے ہوں تو پھر ان معاملات پر فیصلے کابینہ کو کرنے چاہئیں۔ کوئی نہیں جانتا کہ یہ نظام کیسے چل رہا ہے اس لیے کہ کابینہ کے اجلاس تو رسوائی کا باعث بن کر رہ گئے ہیں۔ اگرچہ تمام امور کے بارے میں فیصلے کابینہ کو کرنے چاہئیں لیکن یہ تمام فیصلے وزیراعظم خود کرتے ہیں۔ پارلیمانی جمہوریت کے طور طریقوں سے یہ انحراف کوئی خوش آئند بات نہیں ہے۔ وزیراعظم کے ہاتھوں میں اختیارات اور وقار کے ارتکاز کے باعث یہ احتمال رہتا ہے کہ وزیراعظم اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کرسکتا ہے اور اگر وزیراعظم کے پاس تمام تر اختیارات ہوں گے تو پھر وزیراعظم کچھ بھی کرسکتا ہے۔

مشترکہ فیصلہ سازی کے طور طریقوں سے انتظامیہ کی طرف سے ہونے والے تجاوز نے مقنّنہ کو بھی متاثر کیا ہے۔ وقفہء سوالات کی اہمیت میں کمی کے باعث تحاریک التواء اور اراکین اسمبلی کی طرف سے اقدام کرنے میں رکاوٹ ڈالنے کا مقصد اس کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے کہ پارلیمانی جمہوری عمل میں رکاوٹیں پیدا کی جائیں۔ اس سب کے باوجود کسی قسم کا احتجاج نہیں کیا جارہا۔ مرکز میں ہمارے جو مطلق العنان حکمران بیٹھے ہیں، خاص طور پر فوجی کمانڈروں کی صورت میں، انہوں نے یقینی طور پر صوبائیت کا پرچار کیا ہے۔ کالاباغ نے ایوب خان کے اطوار اور روش کو اپنایا۔ ہر چند کہ یہ جاگیرداری کا پرتو تھا۔ اگرچہ یہ جاگیرداری کی بہت ہی کمزور شکل تھی لیکن شکل تو بہرحال تھی۔ اس سے کہیں زیادہ مضحکہ خیز منعم خان تھے جو مشرقی بنگال میں حکومت کو نچلے درجے کے فوجی افسروں کی تربیتی سطح پر لے آئے تھے۔

بدقسمتی سے ہماری تاریخ میں ایسے بہت سے بگاڑ اور انحراف سامنے آئے ہیں لیکن ایسا بھی نہیں کہ ہماری تاریخ ان بگاڑوں یا

بدقسمتی سے ہماری تاریخ میں ایسے بہت سے بگاڑ اور انحراف سامنے آئے ہیں لیکن ایسا بھی نہیں کہ ہماری تاریخ ان بگاڑوں یا انحراف سے بھی بھری پڑی ہے۔ آج کے پاکستان میں صوبائی وزراء اپنے ماتحتوں اور عوام کے ساتھ رویوں کے حوالے سے اپنے وزرائے اعلیٰ سے بھی آگے جانے کی کوشش میں رہتے ہیں۔ ان کا رویہ انتہائی متکبرانہ اور خود پسندی کا ہوتا ہے۔

انحراف سے بھی بھری پڑی ہے۔ آج کے پاکستان میں صوبائی وزراء اپنے ماتحتوں اور عوام کے ساتھ رویوں کے حوالے سے اپنے وزرائے اعلیٰ سے بھی آگے جانے کی کوشش میں رہتے ہیں۔ ان کا رویہ انتہائی متکبرانہ اور خود پسندی کا ہوتا ہے۔ وہ اٹل اور قطعی احکامات جاری کرتے ہیں۔ وہ سبھی کو ڈراتے دھمکاتے ہیں ان میں تحمل کا اتنا مادہ نہیں ہوتا کہ وہ دوسروں کی بات کو سنیں۔ اگر کوئی ان کے اقدامات پر سوال کرتے تو اس کو لعنت ملامت کے ڈھیر میں دفنا دیا جاتا ہے۔ دوسری طرف سیاسی جماعتوں کو دیکھیں تو ان میں بھی صورتحال مختلف نہیں ہے۔ اس میں بھی شخصیت پرستی پائی جاتی ہے۔ لوگوں کو کہا جاتا ہے کہ وہ مسٹر ایکس یا مسٹر وائی کی تقلید کریں اور جس جماعت کی وہ قیادت کرتے ہیں، اس کا کیا سیاسی موقف ہے، اس کو ضروری نہیں سمجھا جاتا۔ اس وقت ملک کی موجودہ سیاسی کھلبلی سیاسی جماعتوں کے قائدین کے درمیان باکسنگ ٹورنامنٹ کی طرح ہے اور ان کے حامی محض تماشائیوں سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے۔

اگر عوام کے جمہوری حقوق کا ذرّہ برابر احترام بھی موجود ہوتو پھر ضروری ہوجانا چاہئے تھا کہ سیاسی جماعتیں ان انکشافات سے پیدا ہونے والے سوالات پر اپنے اندر بحث مباحثہ کرتیں اور مرکزی، صوبائی اور ضلعی سطح کی پارٹی تنظیموں میں گفتگو کرتیں اور پارٹی کے اندر ہونے والے اس بحث مباحثے کے دوران پانامہ لیکس کے اثرات پر غوروخوض کیا جاتا۔ کیا کسی بھی سیاسی جماعت نے ایسا کیا؟ پاکستان کی سیاسی جماعتوں نے اس مسئلہ پر غوروخوض کے لیے نہ تمام شہریوں کو اپنا ایجنڈا تیار کرنے کے عمل میں شامل نہیں کیا اور نہ ہی اس پر عملدرآمد کے حوالے سے انہیں اعتماد میں لیا گیا۔ یہ رویہ ہر معاملے میں روا رکھا گیا جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ نہ تو جمہوری چلن رواج پاسکا اور نہ ہی جمہوری ادارے جڑ پکڑ سکے۔ چنانچہ سیاست کے کچھ طالب علم تسلسل کے ساتھ یہ بات کہہ رہے ہیں کہ پاکستان میں صحیح معنوں میں کسی سیاسی جماعت کا وجود ہے ہی نہیں۔

اگر ہم پاکستان کو ایک ذمہ دار اور جمہوری آدرشوں کی محافظ ریاست کے طور پر دیکھنا چاہتے ہیں تو پھر سیاست سے عوام کو علیحدہ کرنے کے عمل کو ترک کرنا ہوگا۔ ہمیں اس بات کو ممکن بنانا ہوگا کہ پارٹی کارکنوں کو چاہے ان کا تعلق بدین سے ہو، یا خضدار سے یا لالہ موسیٰ سے یا وہ مردان کے رہنے والے ہوں، اُن کی تربیت ایسی ہونی چاہئے کہ وہ اپنے پارٹی قائد کی طرح ہر سیاسی معاملے پر واضح سوچ اور پارٹی موقف کو واضح طور پر عام لوگوں تک پہنچانے کی قدرت رکھتے ہوں۔ یہ غلط فہمی دور کرنا بے حد ضروری ہے کہ بڑے بڑے جلسے کروانے کے وسائل رکھنے والے پارٹی رہنما ہی وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے ساتھ مشورہ کرنا ضروری ہوتا ہے۔ یہ اجتماعات ایجی ٹیشن کی سیاست کا بچا کھچا ہوتے ہیں اور ایجی ٹیشن کی سیاست گزشتہ صدی کے دوران برصغیر میں رائج رہی۔ ان اجتماعات میں سیاسی رہنما پارٹی فیصلوں کی تائید عوام سے حاصل کرتے رہے۔ عوامی استصواب کی بجائے ان اجلاسوں کا مقصد پارٹی رہنماؤں کو ان کے فیصلوں کی تائید دلوانا ہونا تھا۔ یہ بات اس وقت واضح ہوئی جب ہمیں معلوم ہوا کہ سیاسی رہنما کسانوں یا نوجوانوں کو بتاتے ہیں کہ ان کے مسائل کیا ہیں اور کوئی نہیں جو ان کے مسائل پر توجہ دے۔ لہٰذا سیاسی کارکنوں کو ان کی طرف توجہ دینی چاہئے۔

یہ کہا جاسکتا ہے کہ پاکستانی لوگ چونکہ سنجیدہ سیاسی معاملات کی جانچ اور پرکھ کرنے کی مکمل صلاحیت نہیں رکھتے، اس لیے ان کے ساتھ باہمی عمل سے کچھ حاصل نہیں ہوسکتا۔ لیکن اس سے زیادہ مضحکہ خیز عذر اور کوئی نہیں ہوسکتا۔ پاکستانی سیاستدانوں نے اپنے ذہنی افلاس اور پیش بینی کی قوت کے فقدان کو چھپانے کی خاطر عوام کی ذہنی پسماندگی کو اس کی وجہ قرار دے دیا ہے۔ مزید برآں عوام میں عقلی طور پر فیصلے کرنے کی صلاحیت کیسے پیدا ہوسکتی ہے جب تک انہیں قانونی طور پر متعلقہ افراد ہی تصور نہ کیا جائے اور ان کی آراء کو اہمیت ہی نہ دی جائے۔ اگر ہمارے سیاستدان عوام کی رائے سے تیار کی جانے والی حکمت عملی اختیار نہیں کرتے، تو اس وقت تک وہ لوگوں کو ایک یا دوسرے انتہا پسند گروہ کے جمہوریت مخالف جوش خطابت کا شکار کرتے رہیں گے۔

سیاستدانوں کو چاہئے کہ وہ عوام سے گفتگو کرنا شروع کریں، ان کے ساتھ سرپرستانہ انداز نہ اپنائیں۔ وقت آگیا ہے کہ سیاسی عمل میں عوام کی شرکت کو یقینی بنایا جائے۔

(انگریزی سے ترجمہ، بشکریہ ڈان)

امن فورس کے رضا کار کے مکان پر حملہ، بچی سمیت دو ہلاک

---- 23 اپریل کو پرامن فورس کے رضا کار کے مکان پر حملے میں بچی سمیت دو افراد جاں بحق ہوئے۔ کراچی سے فون پر اس واقعے کی تفصیل بتاتے ہوئے نیشنل پارٹی کے مرکزی ترجمان جان محمد بلیدی کا کہنا تھا کہ سردار غلام حسین کے پاس ایک زیرِ تعمیر سکول کا ٹھیکہ تھا۔ ان کا کہنا تھا کہ سردار غلام حسین زیرِ تعمیر سکول کام دیکھنے گئے تھے جہاں مسلح افراد نے ان کو نشانہ بنایا۔ سردار غلام حسین کا شمار نہ صرف پارٹی کے اہم رہنماؤں میں ہوتا تھا بلکہ ان کا تعلق بلوچ قبیلہ سرپرہ کے سردار خاندان سے تھا۔ وہ مستونگ کے ضلعی کونسل کے چیئر مین بھی رہے تھے۔ ادھر بلوچستان کے وزیر اعلیٰ نواب ثناء اللہ زہری نے ایک بیان میں اس واقعے کی مذمت کی ہے۔ بیان میں کہ وزیر اعلیٰ نے اس واقعے میں ملوث افراد کی فوری گرفتاری کا حکم دیا ہے۔

(بی بی سی اردو)

مقامی سیاسی لیڈر قتل

سوات پاکستان کے صوبہ خیبر پختونخوا کے ضلع سوات میں حکام کا کہنا ہے کہ عوامی نیشنل پارٹی کے ایک مقامی رہنما کو مسلح افراد نے فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا ہے۔ پولیس کے مطابق یہ واقعہ 10 اپریل کی صبح سوات کے علاقے مالم جبہ میں تلی گرام کے مقام پر پیش آیا۔ مالم جبہ پولیس سٹیشن کے ایک اہلکار سید علی شاہ نے بی بی سی کو بتایا کہ عوامی نیشنل پارٹی کے مقامی رہنما جمشید علی خان سڑک پر پیدل جا رہے تھے کہ دو مسلح افراد نے ان پر اندھا دھند فائرنگ کر دی، جس سے وہ موقع ہی پر ہلاک ہو گئے۔ انھوں نے کہا کہ مقتول منگلور ویلج ڈیفنس کونسل کے رکن بھی رہ چکے ہیں۔ ادھر کالعدم تنظیم تحریک طالبان پاکستان کے ترجمان محمد خراسانی نے اس حملے کی ذمہ داری قبول کی ہے۔ خیال رہے کہ جمشید علی خان اس سے قبل مسلم لیگ نون میں بھی رہ چکے ہیں۔ تاہم چند سال قبل انھوں نے مسلم لیگ نون چھوڑ کر اے این پی میں شمولیت اختیار کی تھی۔ یہ امر بھی اہم ہے کہ سوات میں گذشتہ ایک ہفتے کے دوران ٹارگٹ کلنگ کا یہ دوسرا واقعہ ہے۔ اس سے قبل چار باغ میں پولیس موبائل پر مسلح افراد کی طرف سے فائرنگ کی گئی تھی جس میں دو پولیس اہلکار زخمی ہوئے تھے۔ سوات میں اس سے پہلے بھی سیاسی رہنماؤں، امن کمیٹیوں کے مشران اور سکیورٹی اہلکاروں کو ہدف بنا کر قتل کرنے کے واقعات ہوتے رہے ہیں۔ تاہم گذشتہ کچھ عرصہ سے ان واقعات میں کافی حد تک کمی آ گئی تھی۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ سوات میں گذشتہ آٹھ سالوں کے دوران مختلف سیاسی جماعتوں کے رہنما اور کارکن شدت پسندوں کے حملے میں مارے گئے ہیں۔ تاہم ان میں سب سے زیادہ عوامی نیشنل پارٹی کے کارکنوں کو قتل کیا گیا ہے۔ اے این پی کا دعوی ہے کہ خیبر پختونخوا میں طالبان حملوں میں ان کے پانچ سو سے زیادہ کارکن مارے جا چکے ہیں۔ جن میں سے زیادہ تر سوات میں ہلاک کیے گئے اور جن میں بعض اہم صوبائی رہنما اور اراکین صوبائی اسمبلی بھی شامل ہیں۔

(نامہ نگار)

امن لشکر کے سربراہ پر حملہ، دو افراد ہلاک

خیبر ایجنسی امن لشکر کے ایک سربراہ پر ہونے والے مبینہ خودکش حملے میں حملہ آور سمیت دو افراد ہلاک ہو گئے ہیں۔ تاہم حملے میں لشکر کے سربراہ محفوظ رہے۔ پولیٹکل انتظامیہ خیبر کے ایک اہلکار نے بتایا کہ یہ واقعہ 17 اپریل کی صبح لنڈی کوتل تحصیل کے دورافتادہ علاقے بازار زخہ خیل میں پیش آیا۔ انہوں نے کہا کہ ایک مبینہ خودکش حملہ آور بازار زخہ خیل امن کمیٹی کے سربراہ بلال کے حجرے میں داخل ہونے کی کوشش کر رہے تھے کہ اس دوران اس نے خود کو دھماکہ سے اڑا دیا جس سے حملہ آور اور ایک رضا کار ہلاک ہو گئے۔ تاہم حملے میں امن لشکر کے سربراہ محفوظ رہے ہیں۔ بعض ذرائع کا کہنا ہے کہ امن لشکر کے رضا کاروں نے ایک مشکوک شخص کو حجرے میں داخل ہوتے وقت ان پر فائرنگ کر دی جس سے ایک زوردار دھماکہ ہوا۔ مقامی ذرائع کا کہنا ہے کہ حملہ آور نے خودکش جیکٹ پہن رکھی تھی اور ان کا ہدف امن کمیٹی کے سربراہ تھے تاہم حجرے کے صحن میں داخل ہونے سے پہلے ہی ان پر فائرنگ کر دی گئی۔ یاد رہے کہ لنڈی کوتل تحصیل کا علاقہ بازار زخہ خیل وادی تیراہ کا ایک دورافتادہ مقام سمجھا جاتا ہے جو لنڈی کوتل بازار سے تقریباً ساٹھ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ ماضی میں اس علاقے میں کالعدم تنظیم لشکر اسلام کے جنگجوؤں کا اثر رسوخ رہا ہے۔ خیال رہے کہ خیبر ایجنسی میں گذشتہ کئی سالوں سے طالبان مخالف امن لشکروں کے سربراہان اور رضا کار شدت پسندوں کی رف سے حملوں کی زد میں رہے ہیں۔ تاہم خیبر ایجنسی میں سکیورٹی فورسز کی آپریشن خیبر ون اور خیبر ٹو کے نتیجے میں علاقے میں سکیورٹی کی صورتحال کافی حد تک بہتر ہوئی ہے۔ حالیہ حملہ بھی کافی عرصہ کے بعد پیش آیا ہے۔ ایجنسی بھر میں اب شدت پسندوں کی اثر رسوخ میں کافی حد تک کمی آئی ہے۔ تاہم ٹارگٹ کلنگ کے واقعات بدستور جاری ہیں۔

(نامہ نگار)

سیاسی جماعت کے رہنما ہلاک

مستونگ پاکستان کے صوبہ بلوچستان کے ضلع مستونگ میں نامعلوم مسلح افراد کی فائرنگ سے نیشنل پارٹی کے ایک رہنما سمیت دو افراد ہلاک ہو گئے۔ نیشنل پارٹی کے رہنما سردار غلام حسین پر حملے کا واقعہ اپریل کو 23 ضلع مستونگ کے علاقے کردگاپ میں پیش آیا۔ کردگاپ میں انتظامیہ ذرائع کے مطابق حملے کے نتیجے میں سردار غلام حسین سمیت دو افراد ہلاک اور ایک شخص زخمی ہوا جبکہ حملہ آور فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔

(نامہ نگار)

سرکاری دفتر میں خودکش دھماکا

مردان مردان میں سرکاری دفتر میں ہونے والے خودکش دھماکے میں حملہ آور ہلاک اور متعدد افراد زخمی ہو گئے ہیں۔ یہ دھماکہ 19 اپریل کی دوپہر مردان میں محکمہ ایکسائز کے دفتر میں ہوا۔ مردان کے ڈی پی او فیصل شہزاد نے بتایا کہ دھماکہ خودکش تھا اور حملہ آور فائرنگ کرتا ہوا زبردستی دفتر کے اندر داخل ہوا۔ ان کے مطابق حملہ آور نے دفتر کے کمپیوٹر سیکشن میں دھماکا کیا اور اس کی خودکش جیکٹ میں آٹھ سے دس کلو بارودی مواد موجود تھا۔ ضلعی پولیس افسر نے یہ بھی کہا کہ فائرنگ کی آوازیں سن کر دفتر میں موجود افراد کی بڑی تعداد وہاں سے بھاگ گئی تھی اور اسی وجہ سے جانی نقصان نہیں ہوا۔ ان کا کہنا تھا کہ اس دفتر پر حملے کے حوالے سے کوئی الرٹ جاری نہیں کیا گیا تھا۔ دھماکے کی اطلاع ملتے ہی سکیورٹی اور امدادی اداروں کے اہلکار جائے وقوع پر پہنچ گئے اور علاقے کو گھیرے میں لے لیا۔ امدادی ادارے ریسکیو 1122 کے ترجمان بلال فیضی نے بی بی سی کو بتایا کہ اس دھماکے میں 18 افراد زخمی ہوئے ہیں جنھیں ڈسٹرکٹ ہسپتال مردان منتقل کر دیا گیا ہے جہاں دو کی حالت تشویش ناک بتائی جاتی ہے۔ کالعدم شدت پسند تنظیم جماعت الاحرار نے اس دھماکے کی ذمہ داری قبول کر لی ہے۔ خیال رہے کہ مردان میں ہی گذشتہ برس دسمبر میں نیشنل ڈیٹا بیس اتھارٹی کے دفتر پر بھی خودکش حملہ کیا گیا تھا جس میں 26 افراد ہلاک ہو گئے تھے۔

(نامہ نگار)

بدامنی میں لینڈ مافیا کا کردار؟

لاہور ایک مقامی زمیندار کے مطابق پنجاب کے ضلع منڈی بہاؤالدین کے گاؤں چک نمبر 44 میں بدامنی کے پیچھے زمینوں پر قبضہ کرنے والے ایک مافیا کا ہاتھ ہے۔ زمیندار امان اللہ نے بذریعہ فون ڈان کو بتایا کہ '5 سے 7 افراد کا ایک گروہ گذشتہ ایک صدی سے یہاں رہائش پذیر مسیحی برادری کے خلاف بے بنیاد پروپیگنڈا کر رہا ہے، جبکہ یہاں رہنے والے مقامی مسلمانوں اور مسیحیوں کے درمیان اس سے قبل تک مکمل ہم آہنگی پائی جاتی تھی۔' ان کا کہنا تھا کہ 'شرپسندوں' نے سب سے پہلے مسیحی برادری سے کوڑیوں کے دام ایک زمین کا ٹکڑا حاصل کرنے کی کوشش کی اور ناکامی کے بعد اقلیتی گروپ کے خلاف نفرت انگیز مہم کا آغاز کر دیا۔ منڈی بہاؤالدین کے گاؤں چک نمبر 44 میں صورتحال اُس وقت کشیدہ ہوئی جب کچھ شرپسندوں نے ایک ماہ قبل یہ افواہیں پھیلانا شروع کیں کہ محکمہ صحت کا ملازم ایک خاکروب توہین اسلام کا مرتکب ہوا ہے۔ اس سے قبل اپریل کے وسط میں منڈی بہاؤالدین کے ایک دیہی ہیلتھ سینٹر میں کام کرنے والے عمران مسیح نامی ایک خاکروب کے حوالے سے اس کے ساتھیوں نے رپورٹ دی تھی کہ عمران کو ایک ایسی یوٹیوب ویڈیو دیکھتے ہوئے پایا گیا جس میں ایک مسیحی رہنما اپنی تقریر میں مسلمانوں پر تنقید کر رہے تھے۔ عمران کے ساتھیوں نے الزام لگایا کہ اس نے اپنے موبائل فون میں گستاخانہ ویڈیوز اَپ لوڈ کی تھیں، اس معاملے کو گاؤں کے امام مولوی عمران کے سامنے بھی اٹھایا گیا، جنھوں نے اپنے خطبوں میں لوگوں کو اکسانا شروع کیا، اس صورتحال نے عمران مسیح کو گاؤں چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ امان اللہ کا مزید کہنا تھا کہ کچھ شرپسند گاؤں کی مقامی مسجد کمیٹی کے رکن بھی تھے، جو اقلیتی کمیونٹی کی زمین پر قبضہ کرنا چاہتے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ اس معاملے کی رپورٹ ڈسٹرکٹ پولیس افسر (ڈی پی او) راجا بشارت کو دی گئی، جنھوں نے ایک 6 رکنی کمیٹی تشکیل دی، جس میں مسلمانوں اور مسیحی کمیونٹی کے 3،3 رہنما شامل تھے، تاکہ اس معاملے کو مذاکرات کے ذریعے حل کیا جاسکے۔ ان کا کہنا تھا کہ ڈی پی او نے ٹرمز آف ریفرنسز (ٹی او آرز) بھی تشکیل دیئے جن پر دونوں فریقین نے رضامندی ظاہر کی۔ زمیندار امان اللہ کے مطابق کمیٹی کی تشکیل کے بعد اس کے کچھ اراکین نے اس معاملے پر عوام کو بھڑکانا شروع کر دیا۔ ان کا کہنا تھا کہ صورتحال خراب ہونے پر تقریباً 15 خاندانوں نے گاؤں چھوڑ دیا اور نامعلوم مقام پر منتقل ہو گئے، بعدازاں پولیس کی جانب سے سیکیورٹی کی یقین دہانی پر ان میں سے 10 خاندان واپس آ گئے۔ امان اللہ نے بتایا کہ کسی بھی ناخوشگوار صورتحال سے نمٹنے کے لیے گاؤں میں 60 سے 70 پولیس اہلکاروں کو تعینات کیا گیا ہے۔ دوسری جانب پنجاب کے انسپکٹر جنرل آف پولیس (آئی جی پی) مشتاق سکھیرا نے واقعے کا نوٹس لے کر رپورٹ طلب کر لی۔ ڈان کو دستیاب رپورٹ میں ڈی پی او کا کہنا تھا کہ بوسل دیہی ہیلتھ سینٹر کے سپروائزر، کمپیوٹر آپریٹر محسن علی اور ڈسپینسر بلال احمد نے خاکروب عمران مسیح کے موبائل پر ایک ویڈیو دیکھی جس میں کچھ گستاخانہ مواد موجود تھا۔ یہ واقعہ جمعے کی نماز کے دوران چک نمبر 44 کے عمائدین کے علم میں لایا گیا، جنھوں نے کہا کہ اس معاملے کی رپورٹ پولیس یا مسلم علماء کو کرنی چاہئے۔ اب جبکہ وہ اس معاملے پر بات چیت کر ہی رہے تھے کہ ایک علاقہ رہائشی اشرف، جس مسیحیت چھوڑ کر اسلام قبول کیا تھا، ان تک پہنچا اور کہا کہ اس کے پاس بھی کچھ ویڈیوز ہیں اور آپ لوگ مسیحیوں کے خلاف اکسانے کے لیے اس معاملے کو کیوں ہوا دے رہے ہیں؟ علاقے کے بڑوں نے اشرف کو مسجد سے جانے کا کہا جس کے بعد اس نے مسیحی کمیونٹی سے رابطہ کیا اور پروپیگنڈا شروع کر دیا کہ مسلمان اس معاملے پر اکٹھا ہو کر ان پر حملہ کرنے والے ہیں۔ پولیس نے اشرف کو گرفتار کر لیا جس نے اپنی غلطی پر معافی مانگی۔ ڈی پی او راجا بشارت نے ڈان کو بتایا کہ علاقے کی صورتحال کنٹرول میں ہے اور کچھ لوگ سوشل میڈیا پر اس معاملے کو لے کر عوامی جذبات بھڑکانے میں ملوث تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ امن کمیٹی نے پولیس اور ضلعی انتظامیہ کو یقین دہانی کروائی ہے کہ کوئی بھی قانون کو اپنے ہاتھوں میں نہیں لے گا۔ لینڈ مافیا کے حوالے سے سوال کے جواب میں ڈی پی او کا کہنا تھا کہ کچھ لوگ بے بنیاد الزامات لگانے میں ملوث ہیں۔

(انگریزی سے ترجمہ، بشکریہ روزنامہ ڈان)

چار افراد کی لاشیں برآمد

لکی مروت خیبرپختونخوا کے جنوبی ضلع لکی مروت میں چار افراد کی لاشیں ملی ہیں جنھیں گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا ہے۔ پولیس کے مطابق ہلاک ہونے والے تین افراد مفرور تھے۔ یہ لاشیں تحصیل نورنگ کے ایک دیہات سے ملی ہیں۔ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس مراد خان نے بتایا کہ 16 مئی کی رات پولیس کو یہ اطلاع موصول ہوئی کہ راستے میں لاشیں پڑی ہیں جس پر پولیس ٹیم موقع پر پہنچی۔ ان کا کہنا تھا کہ صبح کے وقت یہ لاشیں ملیں جنھیں گولیاں مار کر قتل کیا گیا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ لاشیں ہسپتال لائی گئیں جہاں ان کی شناخت ہو چکی ہے۔ ان میں تین افراد مفرور تھے۔ پولیس کے مطابق ان میں فرمان اللہ قتل اور اقدام قتل سمیت نو مقدمات میں اور نسیم خان بارہ مقدمات میں پولیس کو مطلوب تھے۔ ان میں ڈاکٹر ولد شہباز دو مقدمات میں اشتہاری قرار دیئے گئے تھے جبکہ امی اللہ نامی شخص کی لاش بھی ان کے ہمراہ پڑی تھی۔ پولیس نے بتایا کہ لاشوں کے قریب دو موٹر سائیکل بھی کھڑے ملے ہیں۔ ڈی ایس پی مراد خان نے بتایا کہ اب تک یہ معلوم نہیں ہو سکا ہے کہ انھیں کس نے قتل کیا ہے۔ اس لیے نامعلوم افراد کے خلاف مقدمہ درج کیا گیا ہے۔ لکی مروت میں اس سے پہلے بھی تشدد کے متعدد واقعات پیش آ چکے ہیں۔ گذشتہ مہینے تحصیل نورنگ میں نامعلوم افراد نے دو پولیس اہلکاروں کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا تھا۔ رواں سال مارچ کے مہینے میں نورنگ کے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کفایت حسین اپنی رہائش گاہ میں مردہ پائے گئے تھے۔ پولیس کے مطابق ان کی کنپٹی پر گولی کا نشان تھا لیکن یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ آیا یہ خودکشی تھی یا انھیں قتل کیا گیا تھا۔ اسی طرح گذشتہ سال دسمبر کے مہینے میں لکی مروت کے ایک حجرے سے دو افراد کی لاشیں ملی تھیں۔ ہلاک ہونے والے افراد کے والدین کا کہنا تھا کہ ان کے بچوں کی کسی سے کوئی ذاتی دشمنی نہیں تھی۔

(نامہ نگار)

مذہبی۔ سیاسی کارکن ہلاک

ڈیرہ اسماعیل خان پاکستان کے صوبے خیبرپختونخوا کے جنوبی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں رنک کے قریب نامعلوم افراد نے فائرنگ کر کے جمعیت علمائے اسلام (ف) کے ایک کارکن شاہ عالم کو ہلاک کر دیا۔ یہ واقعہ 17 مئی کی رات تھانہ پروا کی حدود میں پیش آیا۔ پولیس کے مطابق تین نامعلوم افراد عالم شاہ کی سرائے میں داخل ہوئے اور وہاں پر موجود ملازم مجاہد کو اٹھایا۔ مجاہد نے پولیس کو بتایا کہ نامعلوم افراد نے ان سے شاہ عالم کے بارے میں پوچھا اور ان پر فائرنگ کر کے فرار ہو گئے۔ مجاہد کا کہنا تھا کہ نامعلوم افراد نے ان پر بھی تشدد کیا جس سے وہ زخمی ہو گئے۔ پولیس نے مقدمہ درج کر کے تفتیش شروع کر دی ہے۔ ڈیرہ اسماعیل خان میں آپریشن ضرب عضب کے بعد امن وامان کی صورت حال میں قدرے بہتر ہوئی ہے اور تشدد کے واقعات میں کمی آئی تھی لیکن اب ایک مرتبہ پھر شہر میں ٹارگٹ کلنگ کے واقعات میں اضافہ دیکھا جا رہا ہے۔

(نامہ نگار)

مندر میں چوری کی واردات

جھل مگسی ایچ آر سی پی کے ضلعی کور گروپ، جھل مگسی کو ذرائع ابلاغ کی اطلاعات سے معلوم ہوا کہ حاجی شہر بالا ناڑی میں ہندوؤں کے مندر میں چوری کی واردات پیش آئی ہے۔ ضلعی کور گروپ کو آرڈینیٹر نے حقائق کی چھان بین کے لیے متعلقہ جگہ کا دورہ کیا اور متعلقہ فریقین سے ملاقات کی۔ مقامی ہندو رہنما پورن مل نے بتایا کہ حاجی شہر میں 20 ہندو گھرانے رہائش پذیر ہیں۔ سیٹھ پرٹومل نے مزید بتایا کہ 21 اپریل کی رات کو چند نامعلوم افراد آئے اور انہوں نے ایک تیز دھار آلے سے مندر کے بیرونی گیٹ کا تالا توڑا اور اندر داخل ہوگئے۔ ان کا کہنا تھا کہ انہوں نے کمشنر نصیر آباد سے ملاقات کرکے انہیں اس واقعہ سے آگاہ کیا تھا۔ علاقہ کے افراد نے بتایا کہ تحصیل بالا ناڑی کے تحصیلدار نے شبہ کی بنیاد پر ہندوؤں کے چند گھروں کی تلاشی لی تھی۔ ضلعی کور گروپ نے اس حوالے سے تحصیلدار کامران رئیسانی سے رابطہ کرکے ان کا موقف جاننے کی کوشش کی مگر ان سے رابطہ نہ ہوسکا۔ (رحمت اللہ ابرار)

مندر آئی ہوئی خواتین کو لوٹ لیا گیا

خیرپور میرس 10 مئی کو ہریالود کے ہندو محلّہ میں واقع بڑے مندر میں پوجا کرنے آئی ہوئی خواتین کو ڈاکوؤں نے لوٹ لیا۔ ملزمان نے ایک عورت رینا کماری سے زیورات بھی اتروا لئے اور کانوں سے بالیاں اتروائیں اور کانوں سے بالیاں اتروائیں جس دوران متاثرہ خاتون زخمی بھی ہوئی۔ اس کی چیخ پکار پر لوگ جمع ہوئے جس پر مسلح افراد فرار ہوگئے۔ سول سوسائٹی کے لوگوں نے ایس ایس پی خیرپور سے نوٹس لینے کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ ملزمان کو جلد از جلد گرفتار کیا جائے۔ (عبدالمنیم ابڑو)

قاتلوں کی عدم گرفتاری، ہندو برادری کا احتجاج

حیدرآباد 2 مئی باگری ہندو برادری کی جانب سے نوجوان کے قاتلوں کی گرفتاری کے لیے اولڈ کیمپس سے پریس کلب تک احتجاجی ریلی نکالی گئی اور نعرے بازی کی گئی۔ اس موقع پر مکھی بھگت کرم چند، دیوان مہیش کمار، نریندر کمار، پاکستان ہندو کونسل کے ممبر رامیش کمار اور دیگر نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آج یکم مئی مزدوروں کی آزادی کا دن ہے وہ مزدور جنہوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ دے کر اور مزدوروں کے حق کے لیے جدوجہد کی لیکن مزدوروں کے حالات بدترین ہیں۔ تھالیو ولد شان داگری انور کالونی ٹنڈو محمد خان سے جو مزدوری کرنے حیدرآباد کے علاقے عبداللہ ٹاؤن آیا اس کا بے دردی سے قتل کردیا گیا۔ انہوں نے ڈاکٹر رمیش کمار ایم این اے، ڈی آئی جی اور ایس ایس پی حیدرآباد سے اپیل کی کہ تھالیو کے قاتلوں کو گرفتار کیا جائے اور نہیں سزا دی جائے اور تھالیو کے بیوی بچوں کو انصاف فراہم کیا جائے۔

(لالہ عبدالحلیم)

مسیحی شہری پر توہینِ رسالت کا الزام

شیخوپورہ شہر شیخوپورہ کے علاقے خانپور کنال میں مقامی افراد نے ایک مسیحی شہری عثمان لیاقت پر توہین رسالت کا الزام لگاتے ہوئے اُن کے خلاف پولیس سٹیشن میں درخواست درج کروائی ہے۔ اس واقعے کے بعد سے عثمان لاپتہ ہیں۔ 22 مئی کو علاقے کے تھانے کے ایس ایچ او افتخار نے بی بی سی سے بات کرتے ہوئے بتایا کہ درخواست میں لکھا گیا ہے کہ عثمان لیاقت نے فیس بک پر ایک توہین آمیز پوسٹ کی ہے۔ پولیس کو شبہ ہے کہ یہ آپس کی لڑائی کا مسئلہ ہے۔ اہلکار کے مطابق 'یہ دو گرہوں میں لڑائی معلوم ہوتی ہے۔ ہمیں جو درخواست ملی ہے اس میں جس پوسٹ کا ذکر ہے وہ تقریباً چھ ماہ پرانی معلوم ہوتی ہے تاہم معاملہ کی چھان بین جاری ہے اور اس کے بعد ہی باضابطہ درخواست یعنی پرچہ درج کیا جائے گا۔' عثمان لیاقت تین بچوں کے والد ہیں اور گاڑیوں کی ایک کمپنی میں ملازمت کرتے ہیں۔ عثمان کی بیوی نے بتایا کہ 'اتوار کو میرے شوہر گھر سے باہر گئے تو ایک گروہ کے ساتھ ان کا جھگڑا ہوا۔ سر پر چوٹ لگنے کے بعد انھیں ہسپتال لے جایا گیا۔ جہاں ڈاکٹروں نے کہا کہ جب تک پولیس نہیں آتی وہ پٹی نہیں کریں گئے۔' ان کا مزید کہنا تھا کہ 'پولیس کے ایک اہلکار کے آنے کے بعد عثمان کی پٹی ہوئی جس کے بعد پولیس انھیں اپنے ساتھ لے گئی۔' تاہم ایس ایچ او افتخار کا کہنا ہے کہ عثمان کے خلاف ایف آئی آر درج نہیں ہوئی ہے اس لیے انھیں گرفتار نہیں کیا گیا۔ 'ہم نے عثمان کو گرفتار نہیں کیا۔' تاہم بعض رہائشیوں کے مطابق پولیس نے عثمان کو حفاظتی تحویل میں رکھا ہوا ہے۔ عثمان کی بیوی نے بتایا کہ 'اسی دن ہمارے گھر کے باہر مسلمانوں کا ایک ہجوم جمع ہوگیا اور نعرے بازی کرنے لگا کہ عثمان کے ساتھ ہم بہت برا کریں گے۔ لوگوں نے بتایا کہ وہ کہہ رہے تھے کہ ان کی عورتوں کو باہر نکال کر اسی طرح ان کی بے حرمتی کرتے ہیں جس طرح انھوں نے ہمارے مذہب کی کی ہے۔' انھوں نے بتایا کہ اس نعرہ بازی کے بعد ہمیں معلوم ہوا کہ جھگڑے کے بعد ان پر توہین رسالت کا الزام لگایا جارہا ہے۔ عثمان کی بیوی کا کہنا ہے کہ 'مجھے لڑائی کی وجہ نہیں معلوم مگر گھر کے باہر شور مچانے کے بعد خوف کی وجہ سے ہم گھر چھوڑ کر آگئے ہیں۔ ہمیں اپنی عزت کا ڈر ہے۔ ہمارے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔' حال ہی میں ان واقعات میں اضافہ دیکھنے میں آیا ہے۔ گذشتہ تین ماہ میں مسیحیوں کے حلاف توہین رسالت کے الزام کا یہ تیسرا واقعہ ہے۔

(بشکریہ بی بی سی اردو)

فائرنگ سے جماعتِ احمدیہ کا کارکن ہلاک

کراچی کراچی میں فائرنگ کے ایک واقعے میں جماعت احمدیہ سے تعلق رکھنے والا ایک شخص ہلاک اور ان کا دوست زخمی ہوگیا ہے، پولیس نے واقعے کو ٹارگٹ کلنگ قرار دیا ہے۔ گلشن اقبال کے علاقے میں 24 مئی کی شب یہ واقعہ پیش آیا۔ ٹاؤن تھانے کے ایس ایچ او محمد ایوب نے بتایا کہ 'رات نو بجے کے قریب بجلی گئی ہوئی تھی مقتول داؤد احمد اپنے دوست کے ساتھ گھر کے باہر بیٹھے ہوئے تھے کہ موٹر سائیکل پر سوار حملہ آور نے ان پر فائرنگ کی۔' پولیس کے مطابق فائرنگ میں داؤد اور ان کے دوست زخمی ہوگئے جنھیں ہسپتال پہنچایا گیا جہاں داؤد جانبر نہ ہوسکے۔ دوسری جانب جماعت احمدیہ کے ترجمان سلیم الدین کے مطابق داؤد احمد اپنے دوست کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک موٹر سائیکل پر دو نامعلوم افراد آئے اور پیچھے بیٹھے ہوئے شخص نے موٹر سائیکل سے اُتر کر داؤد احمد پر فائرنگ کردی، جس کے نتیجہ میں انھیں تین گولیاں لگیں۔ ترجمان کا کہنا ہے کہ داؤد احمد کے دوست جو موقع پر پہنچ چکے تھے انھیں اٹھانے کے لیے بھاگے تو موٹر سائیکل سوار نے ان پر بھی فائرنگ کردی اور وہ ٹانگ میں گولی لگنے سے زخمی ہوگئے۔ ترجمان کا دعویٰ ہے کہ مقتول داؤد احمد کی کسی سے کوئی دشمنی نہیں تھی اور انھیں صرف احمدی ہونے کی بنا پر نشانہ بنایا گیا ہے۔ (نامہ نگار)

غیر معمولی مایوسی

آئی۔اے۔رحمٰن

پاکستان کے جمہوریت پسند لوگ ایک بار پھر قومی اسمبلی میں سرکار اور حزب مخالف دونوں ہی سے مات کھا گئے اور انہیں شدید مایوسی کا سامنا کرنا پڑا۔ یہ واردات گذشتہ پیر کو ہوئی۔ وزیراعظم نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ قومی اسمبلی کے اجلاس کو زیادہ اہمیت نہیں دیں گے جس کے بارے میں توقع کی جارہی تھی کہ وزیراعظم اجلاس کے شروع ہونے کے ایک گھنٹہ بعد چیمبر میں آکر اپنا دفاع کریں گے۔ وہ جو کچھ کہنا چاہتے تھے اس پر انہوں نے آدھ گھنٹہ گفتگو کی۔ انہوں نے اس حوالے سے کچھ نہیں کہا جس کے بارے میں لوگ سننا چاہتے ہیں۔ آخر کار حزب مخالف نے وہ کچھ پارلیمنٹ سے باہر آکر کہنا مناسب سمجھا جو اس کو پارلیمنٹ کے اندر کہنا چاہیے تھا۔ دونوں میں سے کسی بھی فریق نے ملک کے واحد مقتدر اعلیٰ ادارے کو وہ تعظیم نہیں دی جس کا وہ حق دار تھا۔

یہ دوسری بار ایسا ہوا ہے کہ میاں نواز شریف نے سیاسی مدبر بننے اور آئندہ انتخابات کا مضبوط فاتح ہونے کا موقع کھویا ہے۔ اگر وہ پانامہ لیکس کا معاملہ طے ہونے تک کے لیے وزارت عظمیٰ سے الگ ہونے کے فیصلے کا اعلان کردیتے تو وہ یہ سب بن سکتے تھے۔ اس سے قبل انہوں نے یہ موقع تب کھویا تھا جب 22 اپریل کو انہوں نے اپنے خاندان کی مشکلات اور خاندان کی محنت و مشقت کی کہانی سنا کر لوگوں کی حمایت حاصل کرنے کی کوشش کی تھی۔ غالباً اس وقت انہیں یہ اندازہ نہیں تھا کہ صورتحال کس قدر گھمبیر تھی۔ لیکن گزشتہ چند ہفتوں کے دوران جو کچھ ہوا تھا، اس سے انہیں کچھ سیکھنا تو چاہئے تھا۔ کچھ وقت کے لیے اقتدار سے الگ ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہوتا کہ وہ مجرم ثابت ہوجاتے۔ محض پانامہ لیکس کی بنیاد پر وزیراعظم کو قصوروار یا مجرم قرار نہیں دیا جاسکتا تھا۔ سیاست میں سیاستدانوں کے بارے میں لوگوں کا تصور یہ ہوتا ہے کہ ان کا کردار صحیح ہو۔ چنانچہ ان کے حقیقی جرم یا ان کی معصومیت سے زیادہ ان کے کردار کو دیکھا جاتا ہے۔ وہ سیاستدان جو کسی بھی صورتحال کے بارے میں اپنے لیے تقریریں لکھنے والوں کے لفظوں کی بجائے عوامی سوچ اور رائے کو مقدم رکھتے ہیں، وہ ان سیاستدانوں کی نسبت زیادہ عزت کماتے ہیں جو اس کے برعکس کرتے ہیں۔

حکومت نے نظام کو پٹڑی سے ہٹانے کا ہوّا کھڑا کرکے زیادتی کی ہے۔ پارلیمنٹ میں اکثریتی جماعت ہی ریاستی طاقت کی قانونی طور پر محفوظ ترین جگہ ہوتی ہے۔ اس کی قیادت میں تبدیلی، اس کی نوعیت کیسی بھی ہو، سے نظام پٹڑی سے نہیں اترے گا لیکن اخلاقی طور پر اس کی مزاحمت تو یقینی طور پر ہوگی۔ ہوسکتا ہے کہ وزیراعظم عوامی سطح پر کسی ایسے دباؤ کے نہ ہونے کے باعث خود کو مضبوط سمجھتے ہوں، جس کے باعث دنیا بھر میں تبدیلیاں آتی رہتی ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ عوام کو ان کی اس قوت سے محروم کردیا گیا ہے جس کے سبب وہ جمہوریت کو تحفظ دیتے اور سیاسی سرکشی کا مقابلہ کرتے تھے اور پاکستان میں یہ عوامی جذبہ ہمیشہ بہت مضبوط رہا ہے اور اگر جمہوری عمل کو ایک بار پھر انتشار کا شکار کیا گیا تو اس میں عوام کی بے حسی کا بھی عمل دخل ہوگا۔

ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنے والے جنگجو اور تیغ زن یہ ادراک نہیں رکھتے کہ وہ پوری سیاسی اشرافیہ پر مفاد پرستی کا الزام لگا کر اس کو اجتماعی طور پر بدنام کرتے ہیں۔ اس ناگوار صورتحال کو جانچنے میں ناکامی نے نواز شریف کے مخالفوں کو موقع فراہم کیا ہے کہ وہ اپنے مالی اور نظریاتی بدعنوانی کے ریکارڈ پر سے لوگوں کی توجہ ہٹا سکیں اور نواز شریف سے حساب مانگیں۔ اس سے اور کچھ ہوا ہو یا نہ ہوا ہو لیکن اتنا ضرور ہوا کہ اس سے جمہوری قوتوں کو اس قدر حوصلہ ملا کہ جس سے وہ اس قابل ہوئے کہ وہ لوگوں کو بگاڑ پیدا کرنے والے سیاستدانوں کی گرفت سے بچاسکیں۔ اگر جمہوری عمل میں ایک بار پھر خلل ڈالا گیا تو ملک کی سیاسی اشرافیہ کو پہلے سے زیادہ ذمہ دار ٹھہرایا جائے گا۔ اتفاقی طور پر فوج نے بطور ادارہ پانامہ لیکس کے معاملے سے خود کو حکومت سے فاصلے پر رکھا ہے اور بلاامتیاز احتساب کی حمایت کرکے تدبیراتی کامیابی حاصل کی ہے۔ نواز شریف کے حالیہ دور حکومت میں پہلی بار ایسا ہوا ہے کہ ان کا پراپیگنڈہ کرنے والے یہ دعویٰ نہیں کررہے کہ حکومت اور فوج کی سوچ میں یکسانیت پائی جاتی ہے۔

> یہ دوسری بار ایسا ہوا ہے کہ میاں نواز شریف نے سیاسی مدبر بننے اور آئندہ انتخابات کا مضبوط فاتح ہونے کا موقع کھویا ہے۔ اگر وہ پانامہ لیکس کا معاملہ طے ہونے تک کے لیے وزارت عظمیٰ سے الگ ہونے کے فیصلے کا اعلان کردیتے تو وہ یہ سب بن سکتے تھے۔

اگر حکومت اس صورتحال کے بارے میں بہتر سوچ نہیں رکھتی تو اس کے لیے اس کو خود اپنی سرزنش کرنی چاہیے اس لیے کہ خود حکومت نے ''یکساں سوچ'' کا غیر منطقی پھندا اپنے گلے میں ڈالا تھا۔ کوئی جمہوری حکومت مسلح افواج کو عوامی حمایت سے قائم ہونے والے جمہوری ادارے کے ساتھ برابری کا درجہ نہیں دیتی۔ وہ لوگ جو اپنے جمہوری حقوق پر ہونے والی ناقص قسم کی مفاہمت سے قوت حاصل کرتے ہیں، انہیں بے بسی یا پریشان کن صورتحال میں تنہا چھوڑ دیئے جانے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ پانامہ لیکس سے پاکستان کی جمہوریت کو پہنچنے والا نقصان تو رہا اپنی جگہ، اس سے کہیں زیادہ نقصان تو اس پر ہونے والے غیر معیاری اور گھٹیا بحث مباحثے سے ہوا ہے۔ ایک مرحلے پر سرکاری ترجمانوں نے وزیراعظم کے احتساب کا مطالبہ کرنے والے تمام لوگوں کو دہشت گرد قرار دے دیا۔ کوئی نہیں جانتا کہ وہ کون لوگ تھے جنہوں نے مشورہ دیا تھا کہ پوری حزب اختلاف کو 'پروٹیکشن آف پاکستان ایکٹ' کے تحت رگڑا دیا جائے۔

بحث مباحثہ کرنے والی حکومتی ٹیم میں کچھ ایسے لوگ تھے جنہوں نے منہ کھول کر یہ کہنے کی ''جرات'' کی کہ وزیراعظم حزب مخالف کے سوالات کے جواب دینے کے پابند نہیں ہیں۔ شاہ سے زیادہ شاہ کے ایک وفادار نے وزیراعظم کا دفاع کرتے ہوئے یہاں تک کہہ دیا کہ وزیراعظم یہ کہہ کر پارلیمنٹ کو ہی نظرانداز کردیں کہ وہ اپنی مصروفیات کی بناء پر اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہیں کرسکتے۔ ایک جواں مرد سورما نے تو پلک جھپکائے بغیر تسلیم کرلیا کہ وزیراعظم ٹیکس کی ادائیگی سے پہلوتہی کرتے ہیں۔ سرکاری اراکین کے ایک گروہ اور حزب اختلاف کے درمیان تلخ کلامی سے عمومی طور پر باز رہنے کے حوالے سے جو بات کہی جارہی ہے، وہ یہ ہے کہ دونوں ایک دوسرے کو 'وہ ہم سے زیادہ بددیانت ہیں' کہتے ہیں۔ کوئی سنجیدہ سیاستدان خود کو چھوٹی برائی کے طور پر پیش کرکے عوامی حمایت حاصل نہیں کرتا۔

گزشتہ کئی ہفتوں سے پوری انتظامیہ عضو معطل بن کر رہ گئی ہے جس کے باعث ریاست اور عوام کو بھاری نقصان برداشت کرنا پڑا ہے۔ اب جبکہ سرکاری رہنما اور ان کو چیلنج کرنے والے لوگ اپنی دشنام طرازی کی مریضانہ جنگ میں مصروف ہیں، عوام کی پریشانیوں اور تکالیف ناقابل برداشت ہوتی جارہی ہیں۔ سیاسی حکام عوام دشمن اور عقل کے دشمن حکومتی اعمال کے ہاتھوں استحصال کا شکار رہیں گے۔ اور یہ استحصال سائبر کرائم بل اور اورنج لائن ٹرین پراجیکٹ کے حوالے سے ہوتا رہے گا۔ حکمرانوں کے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ وہ انسانی حقوق کے علمبرداروں کے قتل کو روک سکیں یا جرگوں کو بچیوں اور خواتین کو شرمناک سزائیں دینے سے روک سکیں یا چھوٹے کاشتکاروں اور غیر رسمی شعبہ میں کام کرنے والوں کی تکلیفوں کا ازالہ کرسکیں۔ پنجاب کے ایک قصبے کے مسیحیوں کو کہا گیا ہے کہ اگر وہ اپنے آباؤ اجداد کے گھروں میں رہنا چاہتے ہیں تو انہیں اپنا مذہب چھوڑنا ہوگا۔ اور سرکار میں کوئی آدمی ایسا نہیں ہے کہ جس کے پاس ایسے انسان دشمنوں کو روکنے کی ہمت ہو اور وہ انہیں گفت و شنید اور قوانین پر عملدرآمد کے ذریعے روک سکے۔ سیاسی اشرافیہ کے پاس ایسا کچھ نہیں ہے جس کو وہ عوام کے جمہوری حقوق کو تحفظ دینے کے لیے استعمال کرسکے۔ اب عام انتخابات سے گریز ممکن نہیں اور اب یہ ممکن ہے کہ اقتدار ایک منتخب حکومت سے دوسری عوامی حمایت کی حامل منتخب اتھارٹی کو منتقل ہو لیکن یہ بات ذہن میں رکھنی ضروری ہے کہ اس قسم کی جمہوری حکومت کے استحکام کی ضمانت نہیں دی جاسکتی۔ پاکستان کے عوام نے بھلے کتنے بھی گناہ کئے ہوں، یہ ان کا حق ہے کہ ان کی تقدیر آج کے حاکموں سے بہتر لوگوں کے ہاتھوں میں ہو۔

(انگریزی سے ترجمہ، بشکریہ ڈان)

قانون نافذ کرنے والے ادارے

تھانے پر چھاپہ، دو بہنیں بازیاب

حیدر آباد یکم مئی کو ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج کے حکم پر عدالتی ریڈ کمشنر نے تھانہ ویمن پر چھاپہ مار کر دو بہنوں گیارہ سالہ زیبو اور سات سالہ شہناز کو بازیاب کراتے ہوئے انہیں درخواست گزار کے حوالے کر دیا۔ نواحی گاؤں محمد خان باگڑانی کے حیات کھوسو نے سیشن جج کی عدالت میں درخواست دی تھی کہ عدالتی حکم پر پولیس نے گاؤں محمد باگڑانی میں تجاوزات کے خلاف کارروائی کے دوران چھ مردوں اور اٹھارہ سے زائد خواتین و بچوں کو حراست میں لے لیا ہے۔ 26 اپریل کو تھانہ چھلڑ کی پر عدالتی چھاپے کے دوران چھ مرد بازیاب کرائے گئے۔ جن پر مقدمہ درج تھا لیکن خواتین اور بچے وہاں نہیں ملے تھے۔ اطلاع ہے کہ خواتین اور بچوں کو تھانہ ویمن منتقل کیا گیا ہے''۔ عدالت نے مذکورہ درخواست پر سیشن کورٹ کے سپرنٹنڈنٹ عبدالکریم سہتو کو تھانہ ویمن پر چھاپہ مار کر خواتین اور بچوں کو بازیاب کرانے کا حکم دیا تھا۔ عدالتی چھاپے کے وقت ویمن تھانے میں زیبو اور شہناز موجود تھیں جبکہ دیگر خواتین اور بچے وہاں نہیں ملے۔ تاہم بچیوں کی موجودگی کے حوالے سے تھانہ ویمن میں کوئی اندراج نہیں تھا۔ ریڈ کمشنر کے استفسار پر ایس ایچ او نے بتایا کہ ان بچیوں کو سائٹ پولیس نے ان کے حوالے کیا تھا۔

(لالہ عبدالحلیم)

مزارعین پر ریاستی طاقت کے استعمال کا نوٹس لیا جائے

اسلام آباد پیپلز پارٹی کے سینیٹر فرحت اللہ بابر نے اوکاڑہ ملٹری فارم کے مزارعین کے خلاف ریاستی طاقت کے استعمال سے پیدا ہونے والے مضمرات پر بحث کے لیے سینیٹ میں تحریکِ التوا جمع کروا دی ہے۔ سینیٹر فرحت اللہ بابر کی جانب سے میڈیا کو جاری کیے جانے والے بیان کے مطابق تحریکِ التوا میں کہا گیا ہے کہ کسانوں نے عالمی یومِ کسان کے موقعے پر 17 اپریل کو اپنے حقوق کو اجاگر کرنے کے لیے پرامن اور آئینی انداز میں اظہار کیا تھا لیکن ریاست نے اس خوف سے کہ اس کے ظلم بے نقاب ہو جائیں گے، ان دیہاتیوں کے خلاف طاقت کا بے دریغ استعمال کیا۔' نہتے دیہاتیوں کو مارا پیٹا اور درجنوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ ان پر دہشت گردی کے مقدمات بنا دیے گئے۔' تحریکِ التوا میں اس خدشے کا اظہار بھی کیا گیا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ ان لوگوں پر فوجی عدالتوں میں مقدمات چلائے جائیں۔ اس سے ایک ایسی صورت حال پیدا ہوسکتی ہے جس سے ریاست اور سماج کے لیے مضمرات پیدا ہوسکتے ہیں۔ بیان کے مطابق تحریکِ التوا میں کہا گیا ہے کہ 'دہشت گردوں اور مزارعین کے درمیان فرق روا رکھا جانا چاہیے ورنہ دہشت گردی کے خلاف جنگ متاثر ہوسکتی ہے۔ ایسی صورت حال کا سینیٹ کو نوٹس لینا چاہیے۔' کسانوں اور فوج کے درمیان اوکاڑہ اور پنجاب کے 22 دیہاتوں میں زمین کی ملکیت کا تنازع کئی دہائیوں سے چل رہا ہے۔' مزارعین کے حقوق ان کو دیے جائیں۔ جنرل مشرف کے دورِ حکومت میں ان مزارعین پر ظلم پر ہیومن رائٹس واچ نے بھی کہا تھا کہ پاکستانی فوج بجائے ان کسانوں کے حقوق کا تحفظ کرنے کے ان پر ظلم کر رہی ہے۔ اب ایک مرتبہ پھر عالمی طور پر ملک کی بدنامی ہوسکتی ہے اس لیے اس معاملے پر ایوان میں بحث کرائی جائے۔' گذشتہ ماہ عوامی ورکرز پارٹی کے جنرل سیکریٹری فاروق طارق نے کہا تھا کہ انجمن مزارعین نے کسانوں کے عالمی دن کے موقعے پر ایک کنونشن کی تیاری کی تھی لیکن ضلعی انتظامیہ نے اس پر نیشنل ایکشن پلان کے تحت پابندی عائد کر دی اور کہا کہ یہ دہشت گردی ہے۔ ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان نے الزام لگایا تھا کہ صوبہ پنجاب کے ضلع اوکاڑہ میں فوج اور مقامی کسانوں کے درمیان کئی برس سے چلنے والے زمینی تنازعے کو دہشت گردی کا رنگ دیا جا رہا ہے۔

(بشکریہ بی بی سی اردو)

جعلی پولیس مقابلے میں مار ڈالا

بصیرپور تھانہ بصیرپور کے ایک مبینہ پولیس مقابلے کی جوڈیشل انکوائری میں جوڈیشل مجسٹریٹ دیپالپور احمد مجتبیٰ فاروقی نے پولیس مقابلہ کو جعلی قرار دے دیا۔ 3 جون 2015 کو ایس ایچ او تھانہ بصیرپور طاہر وحید بٹ اور اس کے ساتھیوں سب انسپکٹر مرزا اشرف بیگ، سب انسپکٹر محمد منشا، اے ایس آئی ناظم حسین اور ہیڈ کانسٹیبل محمد سعید نے محمد شعبان کو لاہور سے غیر قانونی طور پر گرفتار کیا دو دن تک اسے تشدد کا نشانہ بنایا اور دو دن بعد اسے بصیرپور کے نواحی گاؤں شہامد کے مقام پر ایک جعلی مقابلہ میں ہلاک کر دیا۔ بعدازاں ہونے والی عدالتی انکوائری کی رپورٹ سے ثابت ہوا کہ پولیس نے محمد شعبان کو جعلی پولیس مقابلے میں ہلاک کیا تھا۔

(اصغر حسین)

بچے

بچوں کے حقوق کے تحفظ پر زور

تربت 16 مئی کو شاہ پور ہوٹل میں ایچ آر سی پی اسپیشل ٹاسک فورس تربت کے زیرِ اہتمام بچوں کے حقوق کے موضوع پر ایک مشاورت منعقد ہوئی جس میں انسانی حقوق کے سرگرم کارکنان اور بچوں سمیت خواتین و حضرات کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی۔ حمل امین نے نظامت کے فرائض سرانجام دیتے ہوئے پروگرام کا مختصر تعارف پیش کیا۔ پر بشیر احمد دانش نے بچوں کے حقوق بیان کئے اور اس کے بعد مختلف شرکاء نے باری باری اظہارِ خیال کرتے ہوئے مکران میں بچوں کے حقوق کی صورتحال پر روشنی ڈالی۔ اظہارِ خیال کرنے والوں میں خان محمد جان، محمد طاہر بلوچ، التیاز سخی، شکر اللہ یوسف، سفر خان، جمیل احمد، مہراللہ گچکی، فضل کریم، اعجاز احمد ایڈوکیٹ، منور علی رٹہ، مہراللہ بلوچ، زاہد سلیمان، علی چراگ، اقصا بلوچ، نورین بلوچ، سلیمان بلوچ، حباس حسن، خلیل ابرم، جمشید پرواز، غنی پرواز اور دیگر شامل تھے۔ شرکاء کا کہنا تھا کہ بچے قوم کے مستقبل کے وارث ہوتے ہیں۔ اس لئے زندہ اقوام انہیں اور انکے حقوق کو بے حد اہمیت دیتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں 20 نومبر 1989 کو بچوں کے حقوق کا میثاق منظور کیا گیا۔ جو کل 41 دفعات پر مشتمل ہے۔ اور جس میں بچوں کے تمام حقوق شامل ہیں۔ (غنی پرواز)

دستی بم پھٹنے سے بچی ہلاک

پشاور ناصر باغ میں گھر کے اندر دستی بم پھٹنے سے بچی جاں بحق جبکہ اس کی ماں شدید زخمی ہوگئی۔ 23 مئی کو 7 سالہ بچی مستانہ دختر قیوم سکنہ تاج کالونی ناصر باغ روڈ پر واقع اپنے گھر کے قریب کھیل رہی تھی جہاں اسے ایک دستی بم ملا جسے وہ گھر لے آئی اور اس سے کھیلنے لگی کہ اچانک وہ پھٹ گیا جس کے نتیجے میں مستانہ اپنی والدہ روشن بی بی سمیت شدید زخمی ہوگئی۔ زخمیوں کو طبی امداد کیلئے ہسپتال پہنچایا گیا جہاں مستانہ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے دم توڑ گئی جبکہ اس کی والدہ روشن بی بی کو انتہائی نگہداشت وارڈ میں داخل کر دیا گیا ہے جہاں اس کی حالت انتہائی نازک بتائی گئی ہے۔ تھانہ ناصر باغ پولیس نے ایف آئی آر درج کر لی ہے۔

(روزنامہ آج)

انتہاپسندی کی روک تھام اور رواداری کے فروغ کے لیے منعقدہ تربیتی ورکشاپس کی رپورٹس

ایچ آر سی پی نے سندھ اور بلوچستان کے بعض مقامات پر امن ورواداری کے فروغ کے لیے تربیتی ورکشاپس منعقد کیں۔

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کی جانب سے انتہاپسندی کے خاتمے اور انسانیت دوست اقدار کے فروغ کے عنوان سے 11-12 اپریل 2016ء کو تحصیل ہالا ضلع مٹیاری میں دوروزہ تربیتی ورکشاپ کا انعقاد کیا گیا جس میں تربیت کاروں نے درج ذیل موضوعات پر لیکچر دئیے:

انسانی حقوق کا فروغ،حقوق کی تحریک کو مستحکم کرنے کیلئے حکمت عملی کی تشکیل اور عوام تک رسائی حاصل کرنے میں سول سوسائٹی کا کردار، جمہوریت اور انسانی حقوق،انسانی حقوق اور معاشی ترقی کے مابین تعلق،میڈیا کیا ہے،اس کی مختلف اقسام،بدلتے ہوئے رحجانات اور انتہاپسندی کے انسداد یا فروغ میں میڈیا کا کردار اورانتہاپسندی کے انسداد میں ادب ادیب اور فنون لطیفہ کا کردار۔ تربیتی ورکشاپس کے دوران شرکاء کو ایچ آر سی پی کی تیار کردہ دستاویزی فلمیں ہم انسان اور لوٹ جاتی ہے ادھر کو بھی نظر دکھائی گئیں جنہیں شرکاء نے بے حد پسند کیا۔تربیتی ورکشاپ کے دوران گروپ ورک کے ذریعے تحصیل ہالا میں انسانی حقوق کی صورتحال کا جائزہ بھی لیا گیا جس میں شرکاء نے اپنی اپنی رائے کا اظہار کیا۔ورکشاپ کی مختصر رودادذیل میں بیان ہے۔

ہالا، ضلع مٹیاری 12,11 اپریل 2016

انسانی حقوق کا فروغ،حقوق کی تحریک کو مستحکم کرنے کیلئے حکمت عملی کی تشکیل اور عوام تک رسائی حاصل کرنے میں سول سوسائٹی کا کردار

ندیم عباس

ہم سب سے پہلے بات اپنے حقوق کی کرینگے جو ہمیں 10 دسمبر 1948ء کو اقوام متحدہ کے طرف سے ملے تھے۔اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے منشور کے درج ذیل 30 آرٹیکل ہیں:

آرٹیکل 1: تمام بنی نوع انسان آزاد پیدا ہوئے ہیں اورعظمت وحقوق کے لحاظ سے برابر ہیں۔انہیں ضمیر اور اسباب کی دولت سے نوازا گیا ہے اور انہیں ایک دوسرے کے ساتھ بھائی چارے کے جذبے سے پیش آنا چاہئے۔

آرٹیکل 2: ہرشخص کو بلاتفریق کسی نسل،رنگ جنس ،زبان،مذہب۔سیاست یا دیگر نظریات جیسے قومی یا سماجی بنیاد، دولت،پیدائش یا دیگر معیار کے اس اعلامیے میں ڈیکلریشن میں واضع کردہ یکساں آزاد حقوق حاصل ہیں۔علاوہ ازیں کسی ملک کے سیاسی پس منظر،حدود یا بین الاقوامی معیار کے باعث یا کسی فرد کی کسی علاقے سے وابستگی چاہے وہ آزاد ہو، ٹرسٹ کے زیراثر ہو،غیر خودمختاری کی کسی اور حدود و قیود کے تحت ہو،کوئی تفرق روانہ رکھی جائے گی۔

آرٹیکل 3: ہرکسی کو زندگی،آزادی اور سلامتی کا حق حاصل ہے۔

آرٹیکل 4: کسی شخص کو غلامی یا محکومی میں نہیں رکھا جائے گا،غلام اور غلاموں کی تجارت کسی بھی شکل میں ممنوع ہے۔

آرٹیکل 5: کسی بھی شخص کو تشدد،ظلم غیرانسانی سلوک، ہتک آمیز برتاؤ یا سزا کا نشانہ نہیں بنایا جائے گا۔

آرٹیکل 6: ہرانسان کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ ہرجگہ قانونی طور پر اپنی پہچان بطور شخص کرواسکے۔

آرٹیکل 7: قانون کی نظر میں تمام شہری برابر ہیں اور بلاکسی تفریق کے یکساں قانونی تحفظ کے مستحق ہیں۔

آرٹیکل 8: ہرشخص کو قانونی طور پر عطا کردہ بنیادی حقوق کے خلاف ورزی کے خلاف مجاز قومی عدالت/ اٹربیونل کے سامنے موثر چارہ جوئی کا حق حاصل ہے۔

آرٹیکل 9: کسی شخص کو بلاجواز گرفتار،قید یا جلاوطن نہیں کیا جائے گا۔

آرٹیکل 10: ہرشخص کو اپنے حقوق و ذمہ داریوں کے تعین اور کسی بھی فوجداری الزام کے خلاف یکساں طور پر ایک آزاد خودمختار اور غیر جانبدار ٹربیونل کے سامنے منصفانہ آزادانہ شنوائی کا حق حاصل ہے۔

آرٹیکل 11: ہرشخص کو جس پر کسی قابل سزا جرم کے سرزد ہونے کا الزام ہے،اسے اس وقت تک قصوروار نہیں ٹھہرایا جائیگا جب تک کہ اس پر آزادانہ طور پر قانون کے تحت ٹرائل جس میں اپنے دفاع کیلئے اس کے پاس تمام ضمانت موجود ہو،جرم ثابت نہیں ہوجاتا۔

آرٹیکل 12: کسی بھی شخص کے خلاف،خاندان،گھر اور رہائش میں مداخلت نہیں کی جائے گی اور نہ ہی اس کی عزت وشہرت پر حملہ کیا جائے گا۔ ہرفرد کو اس طرح کی مداخلت یا حملے کے خلاف قانونی تحفظ حاصل ہے۔

آرٹیکل 13: ہرفرد کو ریاست کے حدود میں آزادیء تحریک اور رہائش کا حق حاصل ہے۔

آرٹیکل 14: (1) ہرفرد کو ظلم کے خلاف کسی دوسرے ملک میں پناہ حاصل اور وہاں رہنے کا حق حاصل ہے۔

آرٹیکل 15: (1) ہرکسی کو ایک قومیت کا حق حاصل ہے۔(2) کسی فرد کو اس کی قومیت سے محروم نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی قومیت کی تبدیلی کے حق سے انکار کیا جائے گا۔

آرٹیکل 16: (1) بالغ عمر مرد وخواتین کو بلاتفریق نسل،قومیت یا مذہب،شادی کرنے اور خاندان کی تشکیل کا حق حاصل ہے۔انہیں شادی کے دوران شادی،اس کے انقطاع پر یکساں حقوق حاصل ہیں (2) شادی صرف خواہشمند جوڑے کی مکمل اور آزاد مرضی کی صورت میں ہوگی .(3) خاندان معاشرے کا بنیادی یونٹ ہے جسے معاشرے اور ریاست کا تحفظ حاصل ہے۔

آرٹیکل 17: (1) ہرشخص کو ذاتی طور اور دوسروں کے ساتھ ملکر جائیداد خریدنے کا حاصل ہے،(2) کسی کو زبردستی اسکی جائیداد سے محروم نہیں کیا جاسکتا۔

آرٹیکل 18: ہرکسی کو آزادی خیال،ضمیر اور مذہب،بشمول تبدیلی مذہب وعقائد اور آزادی،انفرادی یا معاشرتی طور پر،دوسروں سے ملکر یا عوام اور نجی سطح پر،اسے اپنے مذہب،عقیدے کے عبادت،عمل یا تبلیغ کی صورت میں اظہار کے حقوق حاصل ہیں۔

آرٹیکل 19: ہرکسی کو آزادی اظہار کا حق حاصل ہے اس کے اندر کسی مداخلت کے بغیر رائے کی آزادی اور کسی بھی میڈیا سے حدود کی پرواہ کیے بغیر معاملات اور نظریات کا حصول،جستجو اور تشہیر شامل ہے۔

آرٹیکل 20: ہرکسی کو پرامن اجتماع وانجمن سازی کی آزادی حاصل ہے،

آرٹیکل 21: ہرایک کو براہ راست یا آزادانہ طور پر منتخب نمائندوں کے ذریعے اپنے ملک کی حکومت میں شمولیت کا حق حاصل ہے۔

آرٹیکل 22: ہرشخص جو کہ معاشرے کا حصہ ہے اس کو

معاشرتی تحفظ کا حق حاصل ہے،اسے قومی کوششوں اور بین الاقوامی تعاون کے ذریعے معاشی۔ثقافتی اورسماجی حقوق کے حصول کا حق بھی حاصل ہے جو کہ ملک کے وسائل اوراداروں کے مطابق ہوں اوراس کی عظمت اور شخصیت کی تعمیر کے لئے ناگزیر ہیں۔

آرٹیکل23: ہرایک کوکام کرنے ،ملازمت کے آزادانہ انتخاب، کام کرنے کی منصفانہ اور معاون فضاء اور ملازمت کے تحفظ کا حق حاصل ہے۔

آرٹیکل24: ہرشخص کوکام کرنے کےمعقول اوقات کے علاوہ آرام اورفرصت کا حق بھی حاصل ہے۔اس میں معاوضے کے ساتھ معیادی چھٹی بھی شامل ہے۔

آرٹیکل25: ہرشخص کوایسے معیارزندگی کا حق حاصل ہے جو کہ اس کے خاندان کی صحت اور بہبود کیلئے مناسب ہو جس میں خوراک، کپڑے، رہائش، صحت، ضروری۔سماجی تحفظات وغیرہ اور سلامتی بے روزگاری میں، بیماری میں، بیوہ، بڑی عمر میں یا ایسی دوسری صورت حال میں جہاں روزگار کا فقدان ہو اورحالات اپنے قابو سے باہر ہوں۔

آرٹیکل26: ہرایک کوتعلیم کا حق حاصل ہے۔تعلیم مفت ہونی چاہیے(کم از کم بنیادی سطح پر) بنیادی تعلیم لازمی ہونی چاہیے۔تکنیکی اور پیشہ وارانہ تعلیم عام میسر ہونی چاہیے۔اعلیٰ تعلیم قابلیت کی بنیادی پر ہرکسی کودستیاب ہو۔

آرٹیکل27: ہرشخص کمیونٹی کی ثقافتی زندگی میں حصہ لینے کیلئے فنون لطیفہ سے لطف اندوز ہونے کیلئے اورصنعتی ترقی کے فوائدکے حصول میں آزاد ہے۔

آرٹیکل28: ہرشخص کوایک ایسے سماج اور بین الاقوامی نظام کا حق حاصل ہے جس کے اندراس اعلان میں درج کئے گئے حقوق کا اعتراف اورتحفظ کیا جائے۔

آرٹیکل29: ہرشخص کی اس برادری میں ذمہ داریاں ہیں جس میں اس کی شخصیت کی مکمل تعمیر ہوسکے۔

آرٹیکل30: اس اعلان میں شامل کسی چیز کا مطلب یہ نہیں لیاجائے گا کہ یہ کسی ریاست یاشخص کوکسی ایسی حرکت میں شامل ہونے یا کوئی کام کرنے کا اشارہ کرتی ہے۔جس کا مقصداس اعلامیے میں شامل حقوق کی خلاف ورزی ہو۔

ہم کو جب تک اپنے حقوق کا پتہ نہیں ہوگا تب تک ہم نہ اپنے لئے کچھ کرسکتے ہیں نہ دوسروں کے لئے ،حقوق کے فروغ میں سول سوسائٹی کا بڑااہم کردار ہے۔

جمہوریت اور انسانی حقوق،انسانی حقوق اور معاشی ترقی کے مابین تعلق

پنہل ساریو

انسانی حقوق کا عالمی علامیہ اور پاکستان کا آئین،ریاست کوتمام شہریوں کے بنیادی حقوق کے تحفظ کا ذمہ دار قرار دیتے ہیں۔ 1973ء کے آئین کے آرٹیکل 8 تا 28 شہریوں کے لئے ان تمام بنیادی انسانی حقوق کی فہرست پر مشتمل ہیں جو ریاست کی ذمہ داری قرار دیئے گئے ہیں۔ انسانی حقوق کی پاسداری اور بنیادی آزادیوں کے احترام کو یقینی بنانے کے لیے پاکستانی آئین ایک ایسا آئینی ڈھانچہ مہیا کرتا ہے جہاں مقننہ کوان حقوق کی

پاکستان گذشتہ کئی دہائیوں سے خواتین،اقلیتوں ،بچوں کے حقوق سے متعلق عالمی اعشاریوں پر نچلی ترین سطح پر ہے۔انسانی حقوق کے تحفظ اور ان کی خلاف ورزیوں کی روک تھام میں حائل رکاوٹیں پاکستان کے کمزور سیاسی نظام اور قدامت پرست معاشرے کی پیداوار ہیں۔جمہوری اقدار کے زوال اور شدت پسندی کے فروغ کے باعث بنیادی حقوق سے متعلق مسائل اور رکاوٹوں میں اضافہ دیکھنے میں آیا ہے۔غیر مستحکم جمہوری نظام ،وسائل کی کمی، سیاسی اداروں کی کمی ،انصاف کی فراہمی کے نظام میں نقائص ،انسانی حقوق کے متعلق آگاہی کی کمی اور امن امان کی خراب صورتحال وہ چند عوامل ہیں جو انسانی حقوق کی فراہمی میں رکاوٹ ہیں۔

فراہمی کے لئے مناسب قانون سازی کا ذمہ دار جبکہ اعلیٰ عدلیہ کوان کا محافظ قرار دیا گیا ہے۔ایک آئینی اورجمہوری سیاسی نظام اور انسانی حقوق کے تمام اہم عالمی معاہدوں کا رکن ہونے کے باوجود انٹرنیشنل ہیومن رائٹس انڈیکس کے مطابق پاکستان انسانی حقوق کی صورتحال کے اعتبار سے 146ویں نمبر پر ہے جو یقیناً تشویش ناک ہے۔

پاکستان گذشتہ کئی دہائیوں سے خواتین، اقلیتوں، بچوں کے حقوق سے متعلق عالمی اعشاریوں پر نچلی ترین سطح پر ہے۔انسانی حقوق کے تحفظ اوران کی خلاف ورزیوں کی روک تھام میں حائل رکاوٹیں پاکستان کے کمزور سیاسی نظام اور قدامت پرست معاشرتی معاشرے کی پیداوار ہیں۔جمہوری اقدار کے زوال اورشدت پسندی کے فروغ کے باعث بنیادی حقوق سے متعلق مسائل اور رکاوٹوں میں اضافہ دیکھنے میں آیا ہے۔غیر مستحکم جمہوری نظام، وسائل کی کمی، سیاسی اداروں کی کمی ،انصاف کی فراہمی کے نظام میں نقائص ،انسانی حقوق کے متعلق آگاہی کی کمی اور امن امان کی خراب صورتحال وہ چند عوامل ہیں جوانسانی حقوق کی فراہمی میں رکاوٹ ہیں۔

انسانی حقوق اور معاشی ترقی کے مابین تعلق: دولت کی پیداوار اور تقسیم کے ناقص نظام کی وجہ سے حکومت کے پاس بنیادی حقوق کی فراہمی اور تحفظ کے لیے ضروری وسائل موجود نہیں۔خسارے کی معیشت اورکم پیداواری قوت کے باعث حکومت شہری سہولیات کی فراہمی کے اداروں اورفلاحی ترقیاتی منصوبوں پر خاطرخواہ رقم خرچ نہیں کرتی۔پاکستان میں تعلیم صحت، خوراک، رہائش اور تحفظ پر عالمی معیار سے کم رقم خرچ کی جارہی ہے۔سرحدوں پر کشیدگی، دہشتگردی اورعلیحدگی پسند گروہوں کے خلاف فوجی کاروائی کے لیے دفاع پر بجٹ کا بڑا حصہ خرچ کرنے کی وجہ سے بھی عوامی فلاح ممکن نہیں۔

میڈیا کیا ہے،اس کی مختلف اقسام، بدلتے ہوئے رجحانات اورانتہاپسندی کے انسداد یا فروغ میں میڈیا کا کردار

نثار کھوکھر

آج کے دور میں میڈیا کا کردار بڑااہم ہو چکا ہے،کسی ملک کی اقتصادیات، دفاعی صلاحیت اور سیاسی استحکام کے ساتھ میڈیا کا آزاد ہونا اس ملک کی سلمیت کیلئے بڑا سہارا بن چکا ہے۔جس ملک کا میڈیا آزاداور طاقتور ہوگا وہ ملک اتنا ہی مضبوط ہوگا۔میڈیا تین مقاصد کے حصول کے لئے کام کرتا ہے جن میں لوگوں کوتعلیم، تفریح اورحالات حاضرہ سے آگاہی دیناشامل ہے۔ایک ترقی یافتہ، تعلیم یافتہ اور باشعور معاشرے کی تشکیل تب ہی ممکن ہے جب میڈیا ان تینوں شعبہ جات میں توازن قائم کرے گا اور ہر شعبہ کو اس کی ضرورت اور اہمیت کے مطابق وقت اور توجہ دی جائے۔پاکستان میں میڈیا غیر ضروری مواد زیادہ دکھا یا جارہاہے۔میڈیا کی ناقص تربیت کی وجہ سے تعلیم جیسا شعبہ زبوں حالی کا شکار ہے۔پاکستان میں پرنٹ میڈیا کے سینکڑوں اخبارات، رسائل اور جرائد میں رومانوی داستانوں اور پرتجسس کہانیوں کا غلبہ ہے اور سائنس، ٹیکنالوجی اور تعلیم کے صفحات کا پیٹ بھرنے کیلئے جو مواد شائع ہوتا ہے وہ ناگفتہ بہ ہے۔ہمارے یہاں میڈیا کی سہولت تو ہے مگر میڈیا سے منسلک افراداورعوام کواس کے مثبت استعمال کا شعور کم ہے۔

انتہاپسندی کے انسداد میں ادب، ادیب اورفنون لطیفہ کا کردار

منوج کمار

ہمیں پہلے تو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ انتہا پسندی اصل میں ہے کیا، آیا یہ کوئی انفرادی رویے کا نام ہے یا اسے اجتماعی

سوچ کہہ سکتے ہیں۔اگر انتہا پسندی انفرادی رویہ ہے تو پھر یہ اجتماعی تصور میں کس طرح سے تبدیل ہو جاتا ہے۔آج کی اس ودکشاپ میں ہم اس بات پر کھل کر بات کر سکتے ہیں تا کہ ہمیں پتہ چل سکے کہ اپنی زندگیوں میں پیش آنے والی انتہا پسندی کس طرح سے ہمارے معاشرے کو تباہ اور برباد کرنے پر تلی ہوئی ہے۔اگر ہم انتہا پسندی کا جامع انداز میں جائزہ لیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ کوئی بھی فرد یا شخص اپنے نظریئے یا نقطہ نظر کو کسی دوسرے فرد یا شخص کے دل ودماغ میں زبردستی مسلط کرنے کی کوشش کرے یا اس تصور کو اپنے خیال میں لاکراز خود کوئی شخصی فیصلہ کر لے کہ میں جو بات یا نظریہ پیش کر رہا ہوں وہ دوسروں کے خیالات اور نظریے سے اعلیٰ و برتر ہے، باقی سب کے سب غلط راستے پہ ہیں تو یہ انتہا پسندی ہے۔

ہمارے ہاں انتہا پسندی کے تحت کسی کو قتل کر دینا، کسی کے گھر کو آگ لگا دینا، کسی کو مذہبی منافرت کے طور پے ذلیل اور خوار کر دینا عام سا تصور کیا جانے لگا ہے۔اس انتہا پسندی کی وجہ سے بہت سارے لوگ اپنی جانیں ضائع کر چکے ہیں۔کیا انتہا پسندی کسی سیاسی گروہ کو مضبوط کرتی ہے یا کسی مذہبی ٹولے کو، اس کا ہمیں خود سے جائزہ لینا ہوگا اور اپنے رویوں میں تبدیلی لانے کی کوشش کرنی ہوگی۔اگر ہم اپنے معاشرے میں کسی کو جینے کا حق نہیں دینگے تو معاشرہ خود بہ خود بگاڑ کی طرف بڑھنا شروع ہو جاتا ہے۔

انتہا پسندی کے انسداد میں ادب، ادیب اور فنون لطیفہ کا کردار بہت اہم رہا ہے خاص طور پر ہم سندھ کی دھرتی کا مطالعہ کریں تو یہاں پر مقیم مقامی صوفی بزرگوں نے اپنے رویے، کلام اور انداز فکر سے انتہا پسندی کی ہمیشہ نفی کی ہے کیونکہ، بنیادی طور پر کسی خطے یا علاقے میں موجود لکھاریوں نے انسانی معاشرے کو سنوارنے میں اپنا کردار ادا کیا ہے۔ادیب اس ادب کو جنم دیتا ہے جو اپنی جمالیاتی حس کی بنیاد پر کسی موضوع کو تشکیل دیتا ہے۔فن اور ادب زندگی کے وہ پہلو ہیں جن کے ذریعے وہ اپنے اندر لطیف جذبات کو جنم دیتے ہیں۔ایک فنکار، گلوکار، مصور، ڈرامہ نگار، شاعر ہمیشہ دوسروں کے دکھ درد کے بارے میں سوچتا ہے، لکھتا ہے، گاتا ہے، تصویر بناتا ہے، شعر پڑھتا ہے غرض یہ کہ اس کا تمام تخلیقی عمل لوگوں کے لیے ہوتا ہے کیونکہ وہ لوگوں کے مسائل کو عیاں کرتا ہے اور بہت ہی خوبصورت و شائستہ انداز میں لوگوں کے سامنے اپنی بات رکھتا ہے۔

اس انتہا پسندی کے ماحول میں فنون لطیفہ ہی وہ واحد طریقہ ہے جس سے ہم رویوں میں تبدیلی لا سکتے ہیں۔مگر اس کے لیے ضروری ہے خاص طور پر پاکستان میں کہ فنون لطیفہ سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی بھرپور حوصلہ افزائی کی جائے خواہ وہ کسی بھی فن کے ساتھ جڑے ہوئے ہوں کیونکہ یہی لوگ معاشرے میں امن سکون اور محبت کو جامع انداز میں فروغ دے سکتے ہیں۔ جب ایک فنکار اپنا فن پیش کر رہا ہوتا ہے تو لوگ اس کی بات کو غور سے سنتے ہیں اور اس کی حرکات وسکنات کا بغور مطالعہ کر رہے ہوتے ہیں کیونکہ وہ اپنے فن اور تخلیق سے لوگوں کے دلوں میں داخل ہو رہا ہوتا ہے۔ادیب، فنکار، مصور اور شاعر اپنے تخلیقی انداز کی وجہ سے لوگوں کے دلوں پر حکمرانی کر رہے ہوتے ہیں۔ان کے پیغامات کو ہر کوئی با آسانی سمجھ لیتا ہے۔امن کے قیام اور انتہا پسندی کے خاتمے کے لیئےفن کے تمام اسلوب موسیقی، ڈرامہ، رقص اور فلم یہ سب

> ہمارے ہاں انتہا پسندی کے تحت کسی کو قتل کر دینا، کسی کے گھر کو آگ لگا دینا، کسی کو مذہبی منافرت کے طور پر ذلیل اور خوار کر دینا عام سا تصور کیا جانے لگا ہے۔اس انتہا پسندی کی وجہ سے بہت سارے لوگ اپنی جانیں ضائع کر چکے ہیں۔کیا انتہا پسندی کسی سیاسی گروہ کو مضبوط کرتی ہے یا کسی مذہبی ٹولے کو ،اس کا ہمیں خود سے جائزہ لینا ہوگا اور اپنے رویوں میں تبدیلی لانے کی کوشش کرنی ہوگی۔اگر ہم اپنے معاشرے میں کسی کو جینے کا حق نہیں دینگے تو معاشرہ خود بہ خود بگاڑ کی طرف بڑھنا شروع ہو جاتا ہے۔

مل کر معاشرے میں بہتری لا سکتے ہیں اور انتہا پسندی کے خاتمے کے لیے اپنا کردار ادا کر سکتے ہیں۔

گھوٹکی 15,14 اپریل، 2016

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کی جانب سے ”انتہا پسندی کے خاتمے اور انسانیت دوست اقدار“ کے فروغ کے عنوان سے 14-15 اپریل 2016 کو گھوٹکی میں دوروزہ تربیتی ورکشاپ کا انعقاد کیا گیا جس میں تربیت کاروں نے درج ذیل موضوعات پر لیکچر دیئے: انسانی حقوق کا فروغ، حقوق کی تحریک کو مستحکم کرنے کیلئے حکمت عملی کی تشکیل اور عوام تک رسائی حاصل کرنے میں سول سوسائٹی کا کردار، جمہوریت اور انسانی حقوق، انسانی حقوق اور معاشی ترقی کے مابین تعلق، طرز فکر میں مثبت تبدیلی اور جمہوری رویوں کے فروغ کے لیے تعلیمی اداروں اور نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم کی شمولیت کی اہمیت، انتہا پسندی کیا ہے اس کے مختلف اقسام ہماری زندگیوں پر اثرات اور روک تھام کیلئے لائحہ عمل اور میڈیا کیا ہے، اس کے مختلف اقسام، بدلتے ہوئے رجحانات اور انتہا پسندی کے انسداد یا فروغ میں میڈیا کا کردار۔سہولت کاروں میں جمیلہ منگی، ندیم عباس، ضلعی کو آرڈینیٹر اللہ ورایو بوزدار، علی حسن مہر، راجہ مجیب شامل تھے اور تربیتی ورکشاپ میں شریک ہونے والے شرکاء میں ضلع گھوٹکی کے مختلف علاقوں اور مختلف طبقات سے تعلق رکھنے والے افراد شامل ہیں۔اتربیتی ورکشاپ کے دوران شرکاء کو دستاویزی فلمیں ہم انسان اورلوٹ جاتی ہے ادھر کو بھی نظر دکھائی گئیں جنھیں شرکاء نے بے حد پسند کیا۔تربیتی ورکشاپ کے دوران گروپ ورک کے ذریعے ضلع گھوٹکی میں انسانی حقوق کی صورتحال کا جائزہ بھی لیا گیا جس میں شرکاء نے اپنی اپنی رائے کا اظہار کیا۔ورکشاپ کی کارروائی درج ذیل میں بیان کی گئی ہے۔

انسانی حقوق کا فروغ، حقوق کی تحریک کو مستحکم کرنے کیلئے حکمت عملی کی تشکیل اور عوام تک رسائی حاصل کرنے میں سول سوسائٹی کا کردار

ندیم عباس

ہر انسان کو بنیادی حقوق حاصل ہیں مثلاً سانس لینے کا حق، سوچنے کا حق، انجمن سازی کا حق، معلومات لینے کا حق تعلیم کے حصول کا حق اور خوشگوار زندگی بس کرنے کا حق۔پہلی اور دوسری جنگ عظیم میں کروڑوں انسانی جانوں کے ضیاع کے بعد تمام اقوام نے بھائی چارے، رنگ ونسل اور علاقائی تعصّبات سے بالاتر ہو کر ایک ایسی دستاویز تیار کی جس کو اقوام متحدہ کے عالمی چارٹر کے نام سے جانا جاتا ہے۔ 10 دسمبر 1948ء کو انسانی حقوق کے اس منشور کو منظور کیا گیا۔اس چارٹر میں انسانی وقار کو پہلی دفعہ میں رکھا گیا ہے۔پاکستان اس وقت معاشی استحصال کے کنارے پر کھڑا ہے اور اس حالت کی اہم وجہ کمزور جمہوری نظام اور بڑھتی ہوئی انتہا پسندی ہے۔ابھی تک ملک کے عوام بنیادی حقوق سے پوری طرح واقف نہیں کہ ان کے حقوق ہیں کیا؟ ان کا استعمال کیسے کیا جاتا ہے؟ سول سوسائٹی کو چاہئے کہ وہ عوام کو بنیادی حقوق کے تصور سے روشناس کرے اور حقوق کی فراہمی کے لیے مناسب اقدامات کرے۔پاکستان میں انسانی حقوق اور جمہوریت کے فروغ کے لیے ایک باقاعدہ حکمت عملی بھی تشکیل دینے کی ضرورت ہے جس کے مطابق کام کر کے ہم اس تحریک کو اپنے ملک میں مستحکم کر سکتے ہیں۔

جمہوریت اور انسانی حقوق، انسانی حقوق اور معاشی ترقی کے مابین تعلق

جمیلہ منگی

جمہوریت ایک ایسا نظام حکومت ہے جس میں عام آدمی کو اپنی زندگی کے فیصلے کرنے کا حق حاصل ہو۔اس نظام

حکومت میں شہریوں کو بالواسطہ یا بلا واسطہ سیاسی، سماجی، معاشی اور ثقافتی سرگرمیوں کی مکمل آزادی کی ضمانت ملتی ہے۔ جب ہم جمہوریت کی بات کرتے ہیں تو سیاسی جماعتوں کا ذکر کرنا نہایت ضروری ہوتا ہے کیونکہ سیاسی جماعتوں کی موجودگی کے بغیر جمہوریت قائم نہیں ہوسکتی اور جمہوریت کے بغیر سیاسی جماعتیں کام نہیں کرسکتی۔ جمہوریت کا آغاز تقریباً 350 سال قبل یورپ میں ہوا تھا اور سیاسی جماعتوں کی تاریخ 200 برس پرانی ہے۔ یورپ میں جب نشاۃ ثانیہ کی تحریک چلی تھی اس میں عام آدمی کو علم تک رسائی ہوئی اور جمہوریت کا ارتقاء ہوا۔ اس کے بعد اصلاح کلیسا کی تحریک چلی جس کے باعث مذہب اور ریاست کی علیحدگی ہوئی اور چرچ کا مذہب پر سے تسلط ختم ہوا۔ ان دو تحریکوں کے نتیجے میں یورپ میں صنعتی انقلاب آیا جس کی بدولت وہاں ایک صنعتی متوسط طبقہ وجود میں آیا۔

انسانی حقوق: انسانی حقوق کی شروعات عالمی جنگوں کے بعد اقوام متحدہ کا ادارہ وجود میں آنے سے ہوئی جس نے 10 دسمبر 1948ء کو جنرل اسمبلی کے اجلاس میں منظور کی جانے والی قرارداد میں اعلان کیا کہ اقوام متحدہ کی رکن اقوام اس عزم کا اظہار کرتی ہیں کہ آنے والی نسلوں کو جنگ کی تباہ کاریوں سے نجات دلائیں گی اور مساویانہ حقوق کی توثیق کرتی ہیں۔ 10 دسمبر 1048ء کی منظور شدہ قرارداد کے تحت انسانی حقوق کا منشور 30 دفعات پر مشتمل ہے۔

انسانی حقوق اور معاشی ترقی کے مابین تعلق: جمہوریت ،معاشی ترقی اور انسانی حقوق کا آپس میں بہت گہرا تعلق ہے۔ یہ تینوں مل کر معیاری زندگی ،امن وامان اور انصاف کی یقین دہانی کرواتے ہیں۔ اگر کسی ریاست میں صحیح معنوں میں جمہوریت کا اطلاق ہوگا تو وہاں کے لوگوں کو تمام تر بنیادی حقوق فراہم ہوں گے جیسا کہ آزادانہ زندگی گزارنے کا حق ،غلامی سے آزادی کا حق ،نظریہ اور عقیدے کی آزادی کا حق ،صنفی شناخت کی آزادی کا حق ،صحت وتعلیم اور خوراک کے حقوق۔ کسی بھی جمہوری ملک کی ترقی کا انحصار اس کی معیشت پر ہوتا ہے۔ دنیا کے وہ تمام ممالک جنہوں نے اپنے ہاں جمہوریت کے تصور کو رائج کیا وہاں معیشت خوب پھلی پھولی۔ اگر جمہوری ممالک کی مثال سامنے رکھیں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ جہاں جمہوریت مضبوط ہوگی وہیں لوگوں کو انسانی حقوق میسر ہوں گے اور جب انسانی حقوق کی دستیابی ہوگی تو معاشی ترقی بھی یقینی ہوگی۔ ہر انسان کو اپنا حق ملے تو معاشرہ پر امن رہے گا۔ امن رہے گا تو عالمی برادری اور سرمایہ کار جمہوری ممالک میں سرمایہ کاری کریں گے تو ملک میں خوشحالی آئے گی جمہوری ممالک میں جہاں انسانی حقوق کے نکات پر پابند رہا جاتا ہے وہاں معاشی ترقی کا نیا باب کھل جاتا ہے۔

تعلیم انفرادی اور اجتماعی طور پر سب کے لئے اہم ہے۔ تعلیم ہر قوم کی بنیاد استوار ہوتی ہے جو قوم کو معاشی دولت، معاشرتی استحکام اور سیاسی قابلیت دیتی ہے۔ تعلیم ایک بہترین سرمایہ کاری ہے جو لوگوں کو ملازمت کے مواقع مہیا کرتی ہے اور ایک اچھا انسان بننے میں مدد دیتی ہے۔ انفرادی طور پر تعلیم یافتہ ہونا کسی بھی ملک کے افراد کی ترقی واستحکام کے لئے ضروری ہے۔ ابتدائی تعلیم بچوں کو ٹھوس بنیاد مہیا کرتی ہے جو سب بچوں کو سکول سے ملتی ہے۔ اگر سکول کا ماحول اور اساتذہ کی حکمت عملی اچھی ہو تو دونوں عوامل پڑھنے والے بچوں کو ترقی کی جانب راغب کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارا تعلیمی نصاب دنیا کے تعلیمی نصاب سے نہ صرف ہم آہنگ نہیں بلکہ قوم پرستانہ اور مذہبی جذبات سے بھرا پڑا ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ اپنے تدریسی نصاب سے ہم ایک رواداراور جمہوری معاشرہ تشکیل دے سکیں تعلیمی نصاب کا اصل مقصد جمہوریت پسند اور انسانی حقوق پر یقین رکھنے والے افراد پیدا کرنا ہے۔

طرز فکر میں مثبت تبدیلی اور جمہوری رویوں کے فروغ کے لیے تعلیمی اداروں اور نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم کی شمولیت کی اہمیت

راجا مجیب

تعلیم انفرادی اور اجتماعی طور پر سب کے لئے اہم ہے۔ تعلیم ہر قوم کی بنیاد استوار ہوتی ہے جو قوم کو معاشی دولت، معاشرتی استحکام اور سیاسی قابلیت دیتی ہے۔ تعلیم ایک بہترین سرمایہ کاری ہے جو لوگوں کو ملازمت کے مواقع مہیا کرتی ہے اور ایک اچھا انسان بننے میں مدد دیتی ہے۔ انفرادی طور پر تعلیم یافتہ ہونا کسی بھی ملک کے افراد کی ترقی و استحکام کے لئے ضروری ہے۔ ابتدائی تعلیم بچوں کو ٹھوس بنیاد مہیا کرتی ہے جو سب بچوں کو سکول سے ملتی ہے۔ اگر سکول کا ماحول اور اساتذہ کی حکمت عملی اچھی ہو تو دونوں عوامل پڑھنے والے بچوں کو ترقی کی جانب راغب کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارا تعلیمی نصاب دنیا کے تعلیمی نصاب سے نہ صرف ہم آہنگ نہیں ہیں بلکہ قوم پرستانہ اور مذہبی جذبات سے بھرا پڑا ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ اپنے تدریسی نصاب سے ہم ایک روادار اور جمہوری معاشرہ تشکیل دے سکیں جبکہ تعلیمی نصاب کا اصل مقصد جمہوریت پسند اور انسانی حقوق پر یقین رکھنے والے افراد پیدا کرنا ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ ہمارے تعلیمی نصاب میں ہنگامی بنیادوں پر جمہوری رویوں کو فروغ دینے کے لئے مثبت تبدیلیاں لائی جائیں۔ جمہوری رویوں اور رواداری کو فروغ دینے اور ملک میں بڑھتی ہوئی انتہاپسندی کو کم یا ختم کرنے کے لئے میڈیا اور ذرائع ابلاغ کا کردار، تعلیمی اداروں اور نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم کی شمولیت، سیاست کو مذہب سے پاک کرنے جیسے عوامل بہت اہم حیثیت رکھتے ہیں۔ ہمارے تعلیمی ادارے اور تعلیمی نصاب انتہاپسندی کی بنیادی جڑ ہیں کیونکہ موجود تعلیمی نصاب میں دوسرے مذاہب کے خلاف نفرت کا مواد ہونے کی وجہ سے انتہاپسندی جڑ پکڑتی رہی ہے اور وہی جڑ اب انتہاپسندی کا تناور درخت بنتے جارہی ہے۔ اِس لئے میڈیا اور تعلیمی اداروں سے منسلک تمام افراد کو نہ صرف انسانی حقوق کی تعلیم دی جائے بلکہ جمہوری رویوں کو فروغ دینے کے لئے اُن کی تربیت بھی کی جائے تاکہ حقیقی معنوں میں قائداعظم کا پاکستان بن سکے۔

انتہاپسندی کیا ہے، اس کی مختلف اقسام، ہماری زندگیوں پر اثرات اور روک تھام کیلئے لائحہ عمل

علی حسن مہر

انتہاپسندی ایک ایسی دیمک ہے جو انسان کو اندر سے ہی کھوکھلا کر دیتی ہے۔ انتہاپسندی کی کئی اقسام ہیں جن میں سماجی، ثقافتی، سیاسی، لسانی اور مذہبی انتہاپسندی شامل ہیں۔ ہمیں پاکستان کی تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ 11 اگست 1948ء کو قانون ساز اسمبلی میں قائداعظم نے واضح الفاظ میں کہا تھا کہ آپ کا تعلق کسی بھی ذات یا مسلک سے ہو ریاست کو اس سے کوئی سروکار نہیں۔ آپ سب اپنی اپنی عبادت گاہوں میں جانے کے لئے آزاد ہیں'' مگر بددیانتی اور منافقت کی بنا پر اُس دور کے حکمرانوں نے قائد کے الفاظ کو توڑ مروڑ کر رکھ دیا۔ مذہب انسان کا ذاتی مسئلہ ہے اور ریاست کے معاملات میں اس کا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا۔ آج پاکستان میں مسلمان فرقہ بندی میں تقسیم ہو چکے ہیں اور اقلیتیں عدم تحفظ کا شکار ہیں۔ عدم برداشت اور عدم رواداری کی وجہ سے انتہاپسندی بڑھ رہی ہے جبکہ پاکستان کو عوامی جمہوریہ سے اسلامی جمہوریہ پاکستان قرار دیا گیا۔ 1953ء میں مذہبی فساد اس وجہ سے ہوا تھا کہ مجلس احرار کی احمدی عقائد رکھنے والوں کے خلاف تحریک تشدد کا رنگ اختیار کر گئی تھی اور لاہور میں امن وامان کے لئے مارشل لاء نافذ کرنا پڑا تھا۔ ان فسادات کے بعد عدالتی تحقیقات کے

دوران جسٹس منیر احمد اور جسٹس رستم کیانی پر مبنی عدالتی کمیشن نے مسلمانوں کے مختلف مسالک کے علماء کو طلب کر کے ان سے اسلام کی تعریف کرنے کو کہا تھا۔ان دونوں جج صاحبان نے رپورٹ میں کہا تھا کہ کافی دنوں کی بحث کے بعد بھی علماء اسلام اور مسلمان کی تعریف پر متفق نہیں ہو سکے۔ جنرل ضیاء الحق کے دور میں پاکستان کی صورتحال مزید بحران کا شکار ہوئی۔ضیاء الحق اپنے عقائد کے بارے میں زیادہ متعصب تھے،انہوں نے پاکستانی معاشرے کو اپنی خواہش کے مطابق اسلامی سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کی اور اس کوشش میں انہوں نے معاشرے کو فرقہ وارنہ بنیاد و تقسیم کر دیا۔اس کے بعد افغانستان میں کمیونسٹ بغاوت کے بعد امریکہ کی مسلط کردہ جنگ میں پاکستان کے ملوث ہونے کی وجہ سے حالات بد سے بدتر ہو گئے۔یہ جنگ مذہبی نعرہ جہاد پر شروع کی تھی جس کے اثرات آج بھی موجود ہیں۔پاکستان فرقہ واریت میں بٹ چکا ہے اور مذہبی شدت پسندی بڑھنے سے قتل و غارت میں اضافہ ہو گیا ہے۔ہمارا مذہب امن وسلامتی کا درس دیتا ہے لیکن ہم نے اپنے مذہب کے اس پہلو کی پیروی کرنا چھوڑ دی ہے۔

میڈیا کیا ہے،اس کی مختلف اقسام، بدلتے ہوئے رجحانات اور انتہا پسندی کے انسداد یا فروغ میں میڈیا کا کردار

اللہ ورایو بزدار

آج کے دور میں میڈیا کا کردار بڑا اہم ہو چکا ہے۔کسی ملک کی معیشت، دفاعی صلاحیت اور سیاسی استحکام کے ساتھ میڈیا کا آزاد ہونا اس ملک کی سلامتی کیلئے بڑی اہمیت اختیار کر چکا ہے۔اس وقت دنیا کا سب سے طاقتور ہتھیار میڈیا ہے۔جس ملک کا میڈیا جتنا آزاد اور طاقتور ہو گا وہ ملک اتنا ہی مضبوط ہو گا۔اس وقت دنیا بھر میں الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا پر جو بھی کام ہو رہا ہے ہم اسے تین حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں یعنی میڈیا کے تین خاص مقاصد ہیں۔تفریح کی فراہمی کے لئے فلمیں، ڈرامے، کھیل، مزاحیہ پروگرام اور میوزیکل شوز دکھانا ہے۔حالات حاضرہ کے پروگراموں میں خبریں اور ملکی مسائل پر گفتگو کے ٹاک شوز پیش کئے جاتے ہیں۔تعلیم اور شعور کی فراہمی کے لئے اس شعبہ میں سائنسی ،اخلاقی، اقتصادی، ثقافتی اور مذہبی امور آتے ہیں۔ایک ترقی یافتہ تعلیم یافتہ اور باشعور معاشرے کی تشکیل تب ہی ممکن ہے جب میڈیا ان تینوں شعبہ جات میں توازن قائم کرے، ہر حصہ کو اس کی ضرورت اور اہمیت کے مطابق وقت اور توجہ دی جائے۔میڈیا کی ناقص تربیت کی وجہ سے تعلیم جیسا شعبہ زبوں حالی کا شکار ہے۔پاکستان میں پرنٹ میڈیا ایک مضبوط حیثیت کا ملک ہے جہاں سینکڑوں کی تعداد میں اخبارات ،ہفتہ روزہ اور ماہانہ رسائل وجرائد فروخت ہوتے ہیں جن میں رومانوی داستانوں اور پر تجسس کہانیوں کا غلبہ ہوتا ہے ۔اخبارات میں برائے نام سائنس وٹیکنالاجی اور تعلیم کے صفحات کا پیٹ بھرنے کیلئے جو کچھ شائع ہوتا ہے اس کا اسلوب دیکھ کر اظہار افسوس کیا جا سکتا ہے۔

خضدار 30 اپریل، یکم مئی 2016ء

> 1953ء میں مذہبی فساد اس وجہ سے ہوا تھا کہ مجلس احرار کی احمدی عقائد رکھنے والوں کے خلاف تحریک تشدد کا رنگ اختیار کر گئی تھی اور لاہور میں امن وامان کے لئے مارشل لاء نافذ کرنا پڑا تھا۔ان فسادات کے بعد عدالتی تحقیقات کے دوران جسٹس منیر احمد اور جسٹس رستم کیانی پر مبنی عدالتی کمیشن نے مسلمانوں کے مختلف مسالک کے علماء کو طلب کر کے ان سے اسلام کی تعریف کرنے کو کہا تھا۔ان دونوں جج صاحبان نے رپورٹ میں کہا تھا کہ کافی دنوں کی بحث کے بعد بھی علماء اسلام اور مسلمان کی تعریف پر متفق نہیں ہو سکے۔ جنرل ضیاء الحق کے دور میں پاکستان کی صورتحال مزید بحران کا شکار ہوئی۔

ورکشاپ کے اغراض ومقاصد

محمد یونس

انتہاء پسندی ہمارے ملک میں سنگین صورتحال اختیار کر چکی ہے۔انتہاء پسند اپنا نظریہ، اپنی سوچ اور اپنی مرضی کو عوام پر زبردستی مسلط کرنے کے لئے روزانہ کوئی نہ کوئی اقدام اٹھاتے ہیں۔انتہاء پسندی کا فروغ اس حد تک بڑھ چکا ہے کہ کوئی اس کے نتائج سے محفوظ نہیں۔ دوسری جانب انتہاء پسندی کی روک تھام اور اس کے اثرات سے عوام کو آگاہ رکھنے کے لئے کوئی اقدام نہیں اٹھایا جا رہا۔اس حوالے سے پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق ملک کے تمام صوبوں کے اضلاع اور تحصیلوں میں انتہاء پسندی کی روک تھام اور انسانی حقوق کی تعلیم کے حوالے سے تربیتی ورکشاپوں کا انعقاد کر رہا ہے۔یہ ورکشاپ بھی اسی جدوجہد کا تسلسل ہے۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق آپ سب سے یہ توقع رکھتا ہے کہ آپ تربیتی ورکشاپ کے دوران ڈسکشن میں بھرپور حصہ لیں گے اور اس دوروزہ ورکشاپ میں آپ جو سیکھیں گے اسے اپنے گلی محلوں بلکہ ہر گھر میں پہنچانے کی کوشش کریں گے۔اس حوالے سے اپنے اپنے علاقوں میں کمیونٹی میٹنگوں کا انعقاد کر کے لوگوں کو انتہاء پسندی، ہمارے معاشرے پر اس کے اثرات اور اس کے روک تھام کے لئے کمیونٹی کے کردار پر آگاہی فراہم کریں۔

انتہاء پسندی کیا ہے؟اس کی مختلف اقسام، ہماری زندگیوں پر اثرات اور روک تھام کے لئے لائحہ عمل

ممتاز کالم نگار و ریڈیو پاکستان خضدار کے اسٹیشن ڈائریکٹر سلطان احمد شاہوانی

دور حاضر میں انسان آج جس خوف میں سب سے زیادہ مبتلا ہے وہ خوف ہے انتہا پسندی کا۔انتہا پسندی یا بنیاد پرستی کیا ہے، یہ کیونکر وجود میں آئی، اسکی کتنی قسمیں ہیں اور اس کی روک تھام کیونکر ہو سکتی ہے؟ ان سوالوں کا جواب ڈھونڈھنے کے لئے ہمیں خود اپنے آپ پر، اپنا معاشرے پر اور اپنے ملک کے ساتھ ساتھ پوری دنیا میں وقوع پذیر ہونے والے حالات اور تبدیلیوں پر ایک گہری نظر ڈالنا ہوگی۔انسان بنیادی طور پر کسی نہ کسی حوالے سے اور کسی نہ کسی حد تک دوسرے انسانوں پر اپنا تسلط جمانا چاہتا ہے اور اس کے لئے وہ باقی انسانوں کو دباکر ان پر اپنا نظریہ یا اپنی سوچ مسلط کرنا چاہتا ہے۔جب کوئی کام اس کی مرضی کے مطابق نہ ہو یا کوئی اس کی راہ میں رکاوٹ بنے تو وہ اپنی طاقت استعمال کر کے زبردستی یہ کام انجام دینے کی کوشش کرتا ہے اور یہیں سے انتہا پسندی جنم لیتی ہے اور تشدد وتقسیم کا آغاز ہوتا ہے۔اگر آپ کسی بھی معاملے میں یہ سمجھیں کہ آپ جو بھی سوچتے اور کہتے ہیں وہی سچ ہے اور آپ کا نظریہ، آپ کی سوچ، آپ کا تجزیہ سب سے بہتر ہے اس لئے آپ کا مشورہ سب سے افضل جانا جائے اور اس پر ہر حال میں عمل کیا جائے تو پھر سمجھ لیں کہ آپ میں انتہاء پسندانہ سوچ جنم لے چکی ہے۔

سیاسی انتہا پسندی معاشرے میں بے چینی کا سبب بن کر ترقی اور خوشحالی کی راہ روک لیتی ہے۔سیاسی انتہا پسندی ہر وقت ہر جگہ موجود رہتی ہے تاہم یہ ترقی یافتہ علاقوں میں کم اور ترقی پذیر علاقوں میں زیادہ ہوتی ہے۔تاہم سیاسی مخالفین کو غیر جمہوری طریقوں سے نیچا دکھانے والا عمل آج بھی ہر جگہ جاری وساری ہے۔امریکہ میں کنزرویٹو اور ڈیموکریٹک امیدواروں کے درمیان ہونے والی رسہ کشی میں اخلاقی حدود کی پامالی سیاسی انتہا پسندی کی ایک تازہ ترین مثال ہے۔ہمارے ملک میں یہ رجحان کچھ زیادہ ہی ہے اور کبھی کبھی یہ اس حد تک بڑھ جاتی ہے کہ خود ریاست کے مفادات کو اس سے نقصان پہنچتا ہے۔کچھ دن پہلے خیبر پختونخواہ میں ایک اقلیتی نمائندے سورن سنگھ کا سیاسی قتل ملک میں سیاسی انتہا

پسندی کی تازہ ترین اور بدترین مثالوں میں سے ایک ہے۔ بلوچستان کے صوبے میں پائی جانے والی بے چینی کا اظہار بھی سیاسی انتہا پسندی ہی ہے جبکہ چند ایک مذہبی جماعتوں میں بھی سیاسی انتہا پسندی ہمہ وقت موجود رہتی ہے۔

روزمرہ کے معمولات میں انتہا پسندی بھی اب ایک عام سی بات بن گئی ہے۔ معمولی باتوں پر قتل جیسے سنگین جرائم کا ارتکاب کرنا بلکہ بعض معاملات میں بھائی کے ہاتھوں سگے بھائی کا قتل ہونا بھی ہمارے معاشرے میں نظر آتا ہے۔ روز مرہ کے معمولات میں انتہا پسندی دراصل ریاست کی جانب سے دی جانے والی کمزور تعلیم کی عکاسی کرتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ انتہا پسندی کی بڑی وجوہات میں سے ایک وجہ بڑھتی ہوئی بے روزگاری، معاشی عدم مساوات اور میرٹ کا قتل ہے، تاہم حکومتی پالیسیاں کسی بھی صورت نظرانداز نہیں کی جاسکتیں۔ ملکی سیاست مذہبی، لسانی اور علاقائی بنیادوں پر چل رہی ہیں اور دن بدن قومی سوچ سیاسی میدان سے دور ہوتی جا رہی ہے۔ مخالفین کی کردارکشی، غیر جمہوری تنقید اور ان کے خلاف غیر پارلیمانی زبان کا استعمال اب ہماری سیاست میں کوئی نئی بات نہیں رہی۔ سیاسی رہنماؤں کے دیکھا دیکھی، سیاسی کارکن بھی ان کی تقلید کرنے لگتے ہیں۔ چونکہ ان سیاسی کارکنوں کی باقاعدہ سیاسی تربیت نہیں ہوتی اس لئے مخالفت میں وہ انتہا پسندی کی حد بھی پار کر جاتے ہیں۔ بڑھتی ہوئی معاشی عدم مساوات اور بدعنوانی عوام پبلک، بالخصوص نوجوانوں میں مایوسی پھیلا دیتی ہیں جس سے وہ اس نظام سے مایوس ہوکر انتہا پسندی کا شکار بن جاتے ہیں۔ سفارش، رشوت اور اقرباپروری سے بھی انتہا پسندی کو شہ ملتی ہے۔ اس کے علاوہ انصاف میں تاخیر سے بھی لوگ قانون ہاتھ میں لیکر انتہا پسند بن جاتے ہیں اور عدالتی پیچیدگیوں اور طویل عرصے تک مقدمہ بازی سے تنگ آکر اپنا فیصلہ خود کرنا چاہتے ہیں جو اکثر غلط ثابت ہوتے ہیں کیونکہ ان کے فیصلے میں انتہا پسندانہ رجحانات ہوتے ہیں۔

انتہا پسندی کے خاتمے کے لیے سب سے پہلے ہمیں دوسروں کی رائے اور ان کے جذبات کا احترام کرنا ہوگا اور تمام تفرقات کی بیخ کنی کیلئے انصاف اور میرٹ کو اوّلیت دینی ہوگی۔ آزادی اظہار اگر کسی گروہ یا فرقے کی دل آزاری کا سبب بنتی ہے تو اس کی حدیں مقرر کرنا لازمی ہوگا۔ کوئی بھی پالیسی جو ملک کی ترقی وخوشحالی کے لئے بنی ہو، اس پر ملک کے تمام چھوٹے بڑے شہروں اور قصبوں میں یکساں عمل درآمد یقینی بنانا ہوگا اور حکومت کی تبدیلی کے ساتھ پالیسی تبدیل کرنے کی روش کی حوصلہ شکنی کرنا ہوگی۔ نظام انصاف کو مزید بہتر بنانا اور قبائلی نظام کو ملکی قوانین کے تابع بنانا بھی انتہا پسندی کے خاتمے میں مددگار ثابت ہوگا۔ انتہا پسندی کے خاتمے یا اس کے فروغ میں نوجوانوں کا کردار بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ بدقسمتی سے وہ تمام پسماندہ علاقے جہاں جہاں انتہا پسندی جنم لیتی یا پنپتی ہے وہ سب اس وقت نظرانداز ہو رہے ہیں۔ یہاں تک کہ بڑے شہروں میں بھی نوجوانوں کی رہنمائی کے لئے کوئی خاطرخواہ بندوبست نہیں ہے۔ نظام تعلیم کو جنگ وجدل کی داستانوں سے پاک کرنا ہوگا کیونکہ ماہرین نفسیات اس بات پر متفق ہیں کہ جنگ کی بہت زیادہ باتیں بالآخر جنگ ہی کی طرف انسان کو لے جاتی ہیں۔ ان کی جگہ ایسی لوک کہانیاں سکول کی سطح پر کورس میں شامل کی جائیں جن سے باہمی احترام، برداشت اور مساوات کا جذبہ فروغ پاسکے۔ انتہاء پسندی کو اعتدال پسندی سے ہی شکست دی جاسکتی ہے۔ میڈیا کا بہتر استعمال بھی انتہا پسندی کی روک تھام میں اہم کردار ادا کرسکتا ہے۔ نوجوانوں اور بچوں کے لئے خصوصی صحتمندانہ سرگرمیوں کا آغاز بہت ضروری ہے اس کیلئے دینی مدرسوں میں اصلاحی پروگراموں کا آغاز کر کے انہیں دورِحاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ کیا جانا بھی ضروری ہے۔ معاشرتی مشترکہ اقدار کو فروغ دے کر قومی یکجہتی کو مضبوط بنایا جاسکتا ہے اور جیو اور جینے دو کی پالیسی کو عام کرکے ہم برداشت، رواداری اور باہمی احترام کا جذبہ پیدا کرکے انتہائی پسندی کا راستہ روک سکتے ہیں۔

انتہا پسندی کے خاتمے کے لیے سب سے پہلے ہمیں دوسروں کی رائے اور ان کے جذبات کا احترام کرنا ہوگا اور تمام تفرقات کی بیخ کنی کیلئے انصاف اور میرٹ کو اوّلیت دینی ہوگی۔ آزادی اظہار اگر کسی گروہ یا فرقے کی دل آزاری کا سبب بنتی ہے تو اس کی حدیں مقرر کرنا لازمی ہوگا۔ کوئی بھی پالیسی جو ملک کی ترقی وخوشحالی کے لئے بنی ہو، اس پر ملک کے تمام چھوٹے بڑے شہروں اور قصبوں میں یکساں عمل درآمد یقینی بنانا ہوگا اور حکومت کی تبدیلی کے ساتھ پالیسی تبدیل کرنے کی روش کی حوصلہ شکنی کرنا ہوگی۔ نظام انصاف کو مزید بہتر بنانا اور قبائلی نظام کو ملکی قوانین کے تابع بنانا بھی انتہا پسندی کے خاتمے میں مددگار ثابت ہوگا۔ انتہا پسندی کے خاتمے یا اس کے فروغ میں نوجوانوں کا کردار بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ بدقسمتی سے وہ تمام پسماندہ علاقے جہاں جہاں انتہا پسندی جنم لیتی یا پنپتی ہے وہ سب اس وقت نظرانداز ہو رہے ہیں۔ یہاں تک کہ بڑے شہروں میں بھی نوجوانوں کی رہنمائی کے لئے کوئی خاطرخواہ بندوبست نہیں ہے۔ نظام تعلیم کو جنگ وجدل کی داستانوں سے پاک کرنا ہوگا

انسانی حقوق کا فروغ، حقوق کی تحریک کو مستحکم کرنے کیلئے حکمت عملی کی تشکیل اور عوام تک رسائی حاصل کرنے میں سول سوسائٹی کا کردار

حفیظ بزدار

تاریخی طور پر دیکھا جائے تو ہمارے مشاہدے میں یہ بات آتی ہے کہ انسان اپنی ابتداء سے انتہا تک سیکھنے کے مراحل سے گزرتا رہتا ہے۔ پوری انسانی زندگی سیکھنے کا ایک عمل ہے جس میں روز نئے مشاہدوں سے انسان گزرتا ہے۔ ہم ایک دوسرے سے سیکھتے ہیں، اپنے سماج سے سیکھتے ہیں، اپنی سوسائٹی و اردگرد سے سیکھتے ہیں۔ سیکھنے کا یہ عمل بنیادی طور پر خیال کے تصور سے ہوکر ہی آتا ہے۔ خیال بنیادی طور پر عمل کا بنیادی نقطہ ہے، پہلے خیال ابھرتا ہے اور بعدازاں اس پر عمل کیا جاتا ہے۔، بحیثیت انسان اگر ہم اپنے حقوق کے متعلق خود نہیں سوچیں گے تو ہم اس بات کا یقین رکھیں کہ پھر ہماری حقوق کے لئے کوئی اور خود سے نہیں سوچے گا۔ اس حوالے سے ہمیں یہ سمجھنا ہوگا کہ بحیثیت انسان ہمارے حقوق کیا ہیں؟ ہمارے بنیادی حقوق میں انسانی بقا کا حق، زندگی کا حق، مذہبی آزادی اور سیاسی آزادی سمیت دیگر حقوق شامل ہیں۔ دوسری جنگ عظیم میں کروڑوں انسان مارے گئے اور ان کے مارے جانے کے بعد اس وقت دنیا میں موجود تمام طاقت ور قوتوں نے آئندہ اس طرح کی صورتحال سے بچنے کے لئے انسانی حقوق کے متعلق ایک منشور تیار کیا گیا جسے انسانی حقوق کے عالمی منشور کا نام دیا گیا جس میں زندہ رہنے کے حق کو ہر انسان کا بنیادی اور ضروری حق مانا گیا۔ محصولات اور ٹیکسوں کی وصولی کے لئے خود مختار نظام وضع کیا گیا، ریاست کو چلانے اور انسانی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے ایک معاشی نظام تشکیل دیا گیا اور ٹیکسوں کی وصولی کا خود مختار نظام ترتیب دیا گیا۔ اسی طرح جمہوری رویوں کا انسانی حقوق کے فروغ میں بنیادی کردار ہے۔ جمہوری روّیوں کا تقاضا یہی ہے کہ تمام انسان ایک دوسرے کے مذہب کا احترام کریں۔ جمہوری رویوں کو ہم ملکی سطح پر دیکھنے سے پہلے اپنے اردگرد کا جائزہ لیں اور مشاہدہ کریں کہ ہمارے گھروں محلوں اور سوسائٹی میں جمہوریت موجود ہے کیونکہ مجموعی طور پر ہمارے اردگرد جمہوریت نظر نہیں آتی۔ ضرورت اس بات کی

ہے کہ ہم جمہوری روّیوں کا آغاز اپنے گھروں، محلوں اور سوسائٹی سے کریں، برابری کے فلسفے پر عمل کریں اور ایک دوسرے کی رائے کا احترام کریں۔ آج دنیا گلوبل ویلیج بن چکی ہے۔ ہمیں چاہئے کہ سوشل میڈیا کے ذریعے ہر طبقہ تک رسائی حاصل کر کے ان میں جمہوری رویوں کے فروغ کی تعلیم کو عام کرنے کی کوشش کریں۔ جب رویوں میں مثبت تبدیلیاں رونما ہوں گی تب باقی مسائل حل ہونگے۔

انتہاء پسندی کے انسداد یا فروغ میں ادیب و شاعر اور فنون لطیفہ کا کردار

جہاں آراء تبسم، مصنفہ شاعرہ و ڈپٹی ڈائریکٹر وومن ڈیولپمنٹ ڈپارٹمنٹ

کہیں بخشش کا یہ سامان ہوا پھرتا ہے
شہر سارا ہی پریشان ہوا پھرتا ہے
ایک بارود کی جیکٹ اور نعرہ تکبیر
راستہ خلد کا آسان ہوا پھرتا ہے
نقب کو شیطان بھی مانگے ہے پناہیں
جس سے صبح وہ صاحب ایمان ہوا پھرتا ہے
ہم کو جکڑا ہے جہاں جبر کی زنجیروں نے
اب تو یہ شہر ہی زندان ہوا پھرتا ہے
جانے کب کسے مار دے کافر کہہ کر
شہر کا شہر مسلمان ہوا پھرتا ہے

انتہاء پسندی ہم سب کی زندگی کا اہم موضوع ہے۔ ہمارا ملک اور ہم سب لوگ آج مختلف قسم کی انتہاء پسندی کا شکار ہیں اس موقع پر بات کرنے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ ہمیں معلوم ہو کہ انتہا پسندی سے کیا مراد ہے۔ جس نے آج پوری قوم کو اپنی شکنجے میں جکڑ رکھا ہے۔ انتہاء پسندی سے مراد ہے کہ جب ہم زندگی کے ہر معاملے میں انتہائی سطح پر چلے جائیں اور پھر ایک وقت ایسا آئے گا کہ کسی درمیانی راستے اور مفاہمت کو کوئی امکان باقی نہ رہے گا۔ مثال کے طور پر اگر والدین اپنے بچوں سے کہیں کہ تمیں ہماری مرضی کے بغیر مسکرانے کا اختیار نہیں تو یہ ایک قسم کی انتہاء پسندی ہے۔ اسی طرح اگر والدین کہیں کہ تمیں ہماری مرضی کے بغیر اپنے تعلیمی ادارے میں مضامین اختیار کرنے کا حق نہیں اور تمہیں فلاں دوستسے ملنے کی اجازت نہیں تو یہ بھی ایک قسم کی انتہاء پسندی ہے۔ اسی طرح اگر کوئی حکمران اپنے لوگوں سے کہے کہ جو حکم میں نے جاری کر دیا ہے اس حکم میں جو کچھ کہا گیا ہے بس وہی حتمی ہے اب آپ لوگوں کے پاس سوائے اس کی تعمیل کے کوئی اور چارہ نہیں کیونکہ درحقیقت آمرانہ نظام حکومت بھی انتہاء پسندی ہے۔ اس نظام میں کسی گفتگو اور مفاہمت کی گنجائش فراہم نہیں

انتہاء پسندی ہم سب کی زندگی کا اہم موضوع ہے۔ ہمارا ملک اور ہم سب لوگ آج مختلف قسم کی انتہاء پسندی کا شکار ہیں اس موقع پر بات کرنے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ ہمیں معلوم ہو کہ آخر انتہاء پسندی سے کیا مراد ہے جس نے آج پوری قوم کو اپنی شکنجے میں جکڑ رکھا ہے۔ انتہاء پسندی سے مراد ہے کہ جب ہم زندگی کے ہر معاملے میں انتہائی سطح پر چلے جائیں اور پھر ایک وقت ایسا آئے گا کہ کسی درمیانی راستے اور مفاہمت کو کوئی امکان باقی نہ رہے گا۔ مثال کے طور پر اگر والدین اپنے بچوں سے کہیں کہ تمیں ہماری مرضی کے بغیر مسکرانے کا اختیار نہیں تو یہ ایک قسم کی انتہاء پسندی ہے۔ اسی طرح اگر والدین کہیں کہ تمیں ہماری مرضی کے بغیر اپنے تعلیمی ادارے میں مضامین اختیار کرنے کا حق نہیں اور تمیں فلاں دوست سے ملنے کی اجازت نہیں تو یہ بھی ایک قسم کی انتہاء پسندی ہے۔

کرتی ہیں۔ انتہاء پسندی ایک ذہنی رویہ کا نام ہے جو مسائل کے غیر موزوں حل کے حصول پر زور دیتا ہے۔ انتہاء پسند اپنی قوت بازو سے حالات کو اپنے تصور کے مطابق تبدیل کرتے ہیں جبکہ اعتدال پسند حالات کے مطابق خود کو ڈھالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسی طرح انتہاء پسند اصول کا سہارا لیتے ہیں اور اعتدال پسند حکمت عملی سے کام لیتے ہیں۔ سختی کا نقطہ عروج موت ہے اور حکمت کا نقطہ عروج زندگی ہے۔ انسانی زندگی کا پہیہ ہر وقت گردش میں ہے۔ انسان کی حیثیت پہیے کی طرح ہے اور وقت کی گردش انسانی کو گھماتی ہے دباو ڈالتی ہے۔ انسانی زندگی میں خوش قسمتی، بدقسمتی، روزگار کے معاملات کی منصوبہ بندی، امیدوں اور خواہشات کی یلغار اور دیوانہ وار محنت کے بعد اعصابی تناو کا شکار ہو جانا اور نتیجتاً کسی اسکینڈل یا سازش کا شکار ہو کر انتہاء پسندی کی طرف مائل ہو جانا ممکن ہوتا ہے۔ انتہاء پسندی کی دوسری صورت تنہائی اور فراغت ہے۔ فراغت اور اکیلا پن انسان کے دماغ میں وسوسے اور منفی خیالات کو جنم دیتے ہیں۔ ایسی صورت میں بھی انسان انتہاء پسندی کے بھنور اور گرداب میں پھنستا چلا جاتا ہے جہاں سے واپسی کسی حد تک ناممکن ہے کیونکہ اس صورت میں انسان خوف، بے توکلی، ڈپریشن اور نا امیدی کا شکار ہو جاتا ہے۔ راہ راست پر چلنے والی تمام راہیں دھندلا جاتی ہیں اور انسان کے پاس دو راستے ہوتے ہیں یا تو وہ ایسا کریں یا پھر ایسا ہونے دیں اور ان دونوں صورتوں کا انجام خطرناک ہوتا ہے۔ اس خطرناک صورتحال میں ادب، ادیب، اور فنون لطیفہ کے مثبت کردار کی اشد ضرورت ہوتی ہے کیونکہ ہر زمانے کا ادب اپنے زمانے کے تمام نمائندہ شعور کا نمائندہ ہوتا ہے، ایک ایسا نمائندہ جو اپنے زمانے کے تمام منفی اور مثبت پہلوؤں کو نہ صرف نظر میں رکھتا ہے بلکہ اس کی تکمیل بھی کرتا ہے۔ یہ ذمہ داری بھی ہر زمانے کے ادیب کی ہوتی ہے کہ وہ اپنے زمانے کو آئینہ بنا کر اگلے زمانے کے حوالے کریں تاکہ حال کا زمانہ ماضی کے آئینہ میں اپنا عکس دیکھ کر اپنے خدو خال کا تعین کر سکے۔ بدقسمتی سے انسانی شعور کی ترقی کو بتدریج زمانے نے نظر انداز کرنے کا رویہ اپنایا اور اپنے ہی شعور سے بے اعتنائی کو نئے شعور کی کامیابی سمجھا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ زمانوں کے خدو خال بگڑتے چلے گئے اور آج ہم تاریخ کے کنفیوز ترین عہد یا زمانے میں زندہ رہنے پر مجبور ہیں۔ جس انسان کے پاس آئینہ نہیں ہوگا تو وہ اپنے چہرے کے خدو خال بگڑنے یا سنورنے کا اندازہ بھی نہیں لگا سکے گا۔

کسی بھی ملک میں میڈیا کی بنیادی ذمہ داریاں کیا ہوتی ہیں، انتہا پسندی کے انسداد یا فروغ میں میڈیا کا کردار؟

عبدالواحد شاہوانی

ہم اپنے موضوع کو مختلف حصوں میں تقسیم کر کے تفصیلی گفتگو کریں گے تاکہ یہ جانکاری حاصل ہو کہ میڈیا کیا ہے، اس کی ذمہ داریاں کیا ہیں؟ انتہاء پسندی کے فروغ یا انسداد میں اس کا کیا کردار ہے۔ یہاں ہم ایک دوسرے سے سیکھنے کی کوشش کریں گے۔ سب سے پہلے ہمیں یہ سمجھنا ہوگا کہ میڈیا کا مطلب کسی بھی خبر کو جانچنا، اس کا نتیجہ نکال کر لوگوں تک منتقل کرنا ہے۔ میڈیا کی کئی اقسام ہیں جس میں پرنٹ میڈیا، الیکٹرانک میڈیا اور سوشل میڈیا شامل ہیں۔ اگر ہم میڈیا کی درجہ بندی کریں تو ہمیں دو حصوں میں میڈیا نظر آئے گا، ایک حصہ ریاستی میڈیا اور دوسرا حصہ پرائیوٹ میڈیا۔ ریاستی میڈیا کا تصور بادشاہ شیر شاہ سوری کے دور حکومت میں آیا جس میں بادشاہ نے اپنی ریاست میں ایک ایسا نظام متعارف کروایا جس میں ریاست کے تمام حصوں سے خبریں اکٹھی کر کے صرف بادشاہ کے مفاد کے خبروں کو عوام تک پہنچایا جاتا تھا جبکہ پرائیوٹ میڈیا کی بنیاد کاروباری نقطہ نظر سے رکھی گئی ہے۔ ہمارے ملک میں میڈیا کی جو بنیادی ذمہ داریاں ہوتی ہیں اس میں خبر کی حقیقت کو عوام تک پہنچانا، انتہاء پسندوں کی جانب سے کی جانے والی دہشت گردانہ کاروائیوں کی لائیو کوریج نہ کرنا، خبروں میں اشتعال انگیزی کو فروغ نہ دینا، ایسے علماء سیاست دان، اسکالروں اور سماجی شخصیات کو اپنے ٹاک

شوز میں مدعو کرنا جو بنیادی مسائل کو دیکھتے ہوئے ان کے حل کے لئے غیر جانبدارانہ تجاویز دے سکیں۔ مگر بدقسمتی سے آج میڈیا بھی انتہاء پسندی کے فروغ میں اہم اور بنیادی کردار ادا کر رہا ہے۔ ریٹنگ کی جنگ میں تمام اخلاقی و انسانی اصولوں کو روندا جا رہا ہے۔ دہشت گردوں کی کاروائیوں کی براہ راست کوریج کر کے ایک جانب انتہاء پسندوں کے ایجنڈے کو فروغ دیا جار ہا ہے تو دوسری جانب ملک میں خوف کے ماحول کو جنم دیا جا رہا ہے۔ ہمارے میڈیا میں گیٹ کیپر کا تصور ہی نہیں کیونکہ اگر گیٹ کیپر کے تصور کو اپنا کر خبریں نشر کی جائیں تو یقیناً عوام کو ایک سچی خبر ملنے میں خود جستجو کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ پاکستان میں پیمرا ایک ادارہ ہے جو صرف برائے نام یا حکومت کی خواہش پر کام کر رہا ہے۔ اگر پیمرا اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرے تب ہی میڈیا میں انتہاء پسندی کو ختم کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔

طرز فکر میں مثبت تبدیلی اور جمہوری رویوں کے فروغ کیلئے تعلیمی اداروں اور نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم کی شمولیت کی اہمیت

ندیم گرگناڑی

میرا موضوع مختلف حصوں میں تقسیم ہے۔ طرز فکر میں تبدیلی اس وقت ممکن ہے جب ہم اپنی نئی نسل کو جو تعلیم دے رہے ہیں اس کے نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم کو شامل کریں۔ آج ہم جو نصاب پڑھا رہے ہیں اس میں غیر ضروری کہانیوں، غیر حقیقی باتوں کے علاوہ ذہن سازی کے لئے کوئی مواد موجود نہیں۔ جنگوں کے قصے پڑھانے سے بچے علم سے لیس نہیں ہو سکتے۔ ہمارا تعلیمی نصاب ایسا ہونا چاہئے کہ جس میں بچوں کو ابتداء ہی سے باہمی حقوق کے احترام کے متعلق آگہی فراہم کی جائے۔ تعلیمی نصاب ایسا ہونا چاہئے جس میں یہ صلاحیت ہو کہ وہ ایک انسان کو معاشرے اچھا شہری بنانے میں مدد دے۔ ترقی یافتہ قومیں انسانی حقوق کے متعلق جدید نصاب کو اپناتے ہوئے بہتر علم حاصل کر کے اقتصادی اور معاشی طور پر مستحکم ہو گئیں۔ تعلیمی ادارں خصوصاً پرائمری اور مڈل کے تعلیمی نصاب کو ترتیب دینے والے اداروں کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ تعلیمی نصاب میں انسانی حقوق کے متعلق مضامین کی شمولیت کو اولیت دیں جس سے بچے بچپن ہی سے انسانی حقوق اور اپنے فرائض کے متعلق آگاہ ہوں گے اور عملی زندگی میں انتہاء پسندی کے تدارک کے لئے اپنا مثبت کردار ادا کر سکیں گے۔ ہمارے معاشرے میں یہ ایک المیہ ہے کہ تعلیمی نصاب میں انسانی حقوق کے متعلق کسی قسم کی آگاہی شامل نہیں کی گئی ہے۔ اس طرح کسی بھی شخص کے طرز عمل میں تبدیلی نہیں آسکتی کیونکہ اس کو بچپن میں نہیں بتایا گیا کہ وہ نہ صرف اپنے حقوق کا احترام کریں بلکہ دوسروں کے حقوق کا بھی خیال رکھیں۔

ضلع خضدار میں عوام کو درپیش بنیادی مسائل شرکاء کی نظر میں: دو روزہ ورکشاپ کے میں شرکاء سے ان کے ضلع کے مسائل کے متعلق پوچھا گیا جس میں شرکاء نے مجموعی طور پر تین بنیادی مسائل کو اہم قرار دیا جن میں صحت، تعلیم اور پینے کے صاف پانی کی فراہمی شامل ہیں۔ شرکاء کا کہنا تھا کہ ضلع خضدار کا شمار بلوچستان کے بڑے شہروں میں ہوتا ہے مگر یہاں کے عوام تمام بنیادی سہولتوں سے محروم ہیں۔ ضلع بھر کے ہسپتالوں میں ادویات اور اسٹاف کی کمی ہے، ڈاکٹر اکثر ہسپتالوں سے غائب رہتے ہیں۔ ایمرجنسی کی صورت میں بہت کم لوگ مریض خضدار شہر پہنچ پاتے ہیں۔ ہسپتالوں میں ادویات نہ ہونے کے برابر ہیں حتیٰ کہ مریضوں کے ورثاء سرنج تک باہر سے خریدلاتے ہیں۔ پورے ضلع کے کسی بھی ہسپتال میں نہ سی ٹی اسکین مشین ہے، نہ ایم آر آئی مشین حتیٰ کہ جدید ڈیجیٹل ایکسرے مشین تک میسر نہیں۔ تعلیم کی صورتحال قابل تشویش ہے۔ ضلع میں کہیں تعلیمی ادارے بند پڑے ہیں تو کہیں ٹیچرز کی کمی ہے۔ تعلیمی اداروں میں اسامیاں خالی ہیں اور لیبارٹریوں میں سائنسی تعلیم کا سامان دستیاب نہیں۔ ضلع خضدار میں زیر زمین واٹر لیول انتہائی تیزی کے ساتھ نیچے جا رہا ہے مگر حکومت کی جانب سے واٹر لیول کو کنٹرول کرنے کے لئے ڈیمز تعمیر نہیں کئے جا رہے۔ اگر صورتحال ریہی رہی تو بہت جلد خضدار شہر اور گردونواح کے علاقوں میں لوگ پانی نہ ہونے کی وجہ سے نقل مکانی کرنا شروع کریں گے۔

پاکستان میں انتہاء پسندی بڑی تیزی سے سنگین صورتحال اختیار کرتی جا رہی ہے۔ اپنی سوچ، اپنے نقطہ نظر کو حتمی سمجھنے والے عناصر، گروہ اور جماعتیں اپنی رائے کو حتمی سمجھ کر عوام پر زبردستی مسلط کرنے کے لئے روزانہ کوئی نہ کوئی قدم اٹھاتے رہتے ہیں۔ انتہاء پسندی اس حد تک بڑھ چکی ہے کہ اس کے نتائج سے کوئی بھی شہری محفوظ نظر نہیں آتا۔ اس حوالے سے عوام کو باشعور بنانے اور انتہاء پسندی کے نقصانات سے آگاہ کرنے اور انتہاء پسندی کے فروغ کو روکنے کے لئے کوئی عملی منصوبہ بندی نظر نہیں آتی۔

قلات 4-5 مئی 2016ء

ورکشاپ کے اغراض ومقاصد

محمد یونس

پاکستان میں انتہاء پسندی بڑی تیزی سے سنگین صورتحال اختیار کرتی جا رہی ہے۔ اپنی سوچ، اپنے نقطہ نظر کو حتمی سمجھنے والے عناصر، گروہ اور جماعتیں اپنی رائے کو حتمی سمجھ کر عوام پر زبردستی مسلط کرنے کے لئے روزانہ کوئی نہ کوئی قدم اٹھاتے رہتے ہیں۔ انتہاء پسندی اس حد تک بڑھ چکی ہے کہ اس کے نتائج سے کوئی بھی شہری محفوظ نظر نہیں آتا۔ اس حوالے سے عوام کو باشعور بنانے اور انتہاء پسندی کے نقصانات سے آگاہ کرنے اور انتہاء پسندی کے فروغ کو روکنے کے لئے کوئی عملی منصوبہ بندی نظر نہیں آتی۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق عوام کو انتہاء پسندی کے اثرات سے آگاہ کرنے کے لئے پاکستان میں اضلاع اور تحصیلوں کی سطح پر انتہاء پسندی کی روک تھام اور انسانی حقوق کی تعلیم کے حوالے سے تربیتی ورکشاپوں کا انعقاد کر رہا ہے اور یہ ورکشاپ بھی اسی کا تسلسل ہے۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کی جانب سے ہم آپ سب سے یہ امید کرتے ہیں کہ آپ تربیتی ورکشاپ کے دوران ماہرین کے لیکچروں سے بھرپور استفادہ حاصل کریں گے، اس کے دوران مباحثوں بھرپور حصہ لیں گے اور اس دوروزہ ورکشاپ میں آپ جو سیکھیں گے اسے اپنے گلی محلوں بلکہ ہر گھر میں پہنچانے کی کوشش کریں گے۔ اپنے علاقوں میں کمیونٹی میٹنگوں کا انعقاد کر کے لوگوں کو انتہاء پسندی کے اثرات سے آگاہ کرنے کی کوشش کریں گے اور ساتھ ہی ساتھ لوگوں کو یہ سمجھانے کی بھی کوشش کریں گے کہ ہمارے معاشرے پر انتہاء پسندی کے اثرات کیسے پڑ رہے ہیں اور اس کی روک تھام کے لئے کمیونٹی کیا کردار ادا کر سکتی ہے۔

انتہاء پسندی کیا ہے؟ اس کی مختلف اقسام، ہماری زندگیوں پر اثرات اور روک تھام کے لئے لائحہ عمل

منیر آزاد

میری نظر میں جب کوئی فرد، گروہ، تنظیم یا حکومت اپنی سوچ، عقیدہ اور نظریہ منفی انداز میں دوسروں پر مسلط کرنا چاہیں جس میں کسی درمیانی راستے یا مفاہمت کا کوئی امکان باقی نہ رہے تو یہ انتہاء پسندی کہلاتی ہے۔ انتہاء پسندی کے پیچھے کوئی بھی سوچ یا نظریہ کارفرما ہو سکتا ہے مثلاً عقائد کی ترویج کے نام پر ہونے والا جہاد، فاشزم کی آڑ میں ہونے والی جنگیں، نظریاتی تبدیلی کے نام پر برپا ہونے والے انقلاب، طاقت کے حصول یا معاشی اور سیاسی اثر رسوخ حاصل کرنے کی خاطر لڑی جانے والی جنگیں اور قوم پرستی کے نام پر

مزدوروں اورعورتوں پر حملہ، ان سب کو انتہاء پسندی کے علاوہ کوئی اور نام نہیں دیا جا سکتا۔ انتہاء پسندی کا دار و مدار فضاء ماحول اور جذبات پر ہوتا ہے۔ جب نوجوان ان جذبات سے متاثر ہوتے ہیں تب وہ اپنی طرز زندگی کو بدل لیتے ہیں اور اپنی عمر سے پہلے سنجیدگی اختیار کر لیتے ہیں۔ ان میں سے بہت سے لوگ کھلے تصادم پر آمادہ ہو جاتے ہیں اور بعض ایسے بھی ہیں جو طیش اور بے بسی کے عالم میں اپنے سمیت سب کچھ برباد کر دینا چاہتے ہیں۔ انتہاء پسندی ایک پیچیدہ مظہر ہے اور اس کے پس پردہ بہت سے مذہبی، سیاسی، سماجی، معاشی اور تہذیبی عوامل کارفرما ہیں۔

مذہبی انتہاء پسندی یا تشدد کی اسلامائزیشن: موجودہ زمانے میں قتل انسان کی ایک نئی صورت ظہور میں آئی ہے جسے نظریاتی قتل کہا جا سکتا ہے یعنی ایک نظریہ تشکیل دے کر لوگوں کو قتل کرنا۔ نظریاتی جواز کے تحت انسانوں کا خون بہانے والے قتل کے اس تصور نے انسان کے لئے اس بات کو ممکن بنا دیا ہے کہ وہ قصوروار اور بے قصور کے فرق کو ملحوظ خاطر رکھے بغیر اندھا دھند لوگوں کو قتل کر دیں اور اس کے باوجود اس کے ضمیر میں کوئی خلش پیدا نہ ہو صرف اس لئے کہ وہ اپنے نظریہ کے مطابق یہ سمجھتا ہے کہ وہ حق کے لئے لوگوں کو قتل کر رہا ہے۔ نظریاتی قتل کے اس طریقہ کار کو بیسویں صدی کے نصف اول میں کمیونسٹوں نے ایجاد کیا کیونکہ یہ لوگ کمیونزم کے فلسفہ جدلیات مادیت پر عقیدہ رکھتے تھے۔ اس عقیدے کے مطابق انقلاب صرف اس طرح آ سکتا تھا کہ ایک طبقہ دوسرے طبقے کو تشدد کے ذریعے مٹا دے۔ اس عقیدے کے تحت ان لوگوں نے مختلف ممالک میں پچاس ملین سے زیادہ انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ نظریاتی قتل کی دوسری زیادہ بھیانک مثال وہ ہے جو مسلم دنیا میں ظہور میں آئی۔ اسلام کے نام پر نفرت اور تشدد کا جو طوفان برپا ہوا اس میں لاکھوں انسان مارے گئے۔ ان تمام واقعات کے پس منظر میں وہی انتہاء پسندانہ انفرادی سوچ کارفرما ہے۔

پاکستان میں مذہبی انتہاء پسندی: اب یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں رہی کہ افغانستان میں سویت یونین کی حمایت یافتہ حکومت کو ناکام بنانے اور سویت یونین کو زک پہنچانے کے لئے امریکہ نے دنیا بھر سے دہشت گردوں کو جہاد کے نام پر افغانستان اور پاکستان کی سرزمین پر آباد کیا جو ایران اور عرب ممالک کے پیسے اور امریکی و پاکستانی اسلحہ کے زور پر لوگوں کی لاشیں گراتے رہے۔ اس امریکی جہاد کے دوران ایک طرف طے شدہ منصوبے کے تحت مذہبی شدت پسندی کو فروغ دیا گیا جس نے ایران عرب داخلی چپقلش اور امت مسلمہ کی امامت حاصل کرنے کی دوڑ نے یہاں فرقہ واریت کو بھی اپنی عروج پر پہنچا دیا۔

انتہاء پسندی اور عالمی قوتیں: ستر کی دہائی میں خطے میں برپا ہونے والے انقلاب یا بغاوتیں دراصل سوشلزم اور سرمایہ دار کے درمیان کشمکش کا نتیجہ تھا جس نے پورے خطے کو جنگ و جدل کی ایک ایسی دلدل میں دھکیل دیا جس میں یہاں کے عوام لاکھ کوشش کے باوجود ابھی تک نکلنے پر قادر نظر نہیں آتے۔ اس دوران پاکستان، افغانستان اور ایران میں تبدیلیاں رونما ہوئیں جن کے نتیجے میں لاکھوں زندگیاں ضائع ہوئیں اور لاکھوں لوگ اپنے گھر بار چھوڑ کر غیر ممالک میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے۔ اسی قتل و غارت اور منافرت کا نتیجہ تھا کہ ان جنگ زدہ انسانوں کی ایک پوری نسل تعلیم اور بہتر روزگار سے محروم رہی جنہیں بعد میں مختلف طاقتوں نے اپنے مفادات کے لئے استعمال کیا۔

ریاستی انتہاء پسندی: یہ انتہاء پسندی کی سب سے ظالمانہ شکل ہوتی ہے کیونکہ جب ریاست اپنے مفادات کے تحفظ میں اپنے مخالفوں کو قتل کرے، سزائیں دے، جیلوں میں بند کرے یا اغواء کر کے تشدد کا شکار بنائے تو اس صورت میں تشدد کے رجحان کو تقویت ملتی ہے۔ جب ریاست فلاحی ریاست بننے کے بجائے ظالم ریاست بن جاتی ہے تو ردعمل میں سماج میں انتہاء پسندی بڑھ جاتی ہے۔

انتہاء پسندی اور عورتیں: عورتوں کے بارے میں انتہاء پسندانہ نظریہ مرد کی روایتی برتری کا ہے جس میں عورت تمام برائیوں کی جڑ ہے، ناقص العقل ہے اور صنف نازک ہے اس لئے عورتوں کی حفاظت کی ضرورت ہے اور ضروری ہے کہ اس کی رہنمائی کی جائے، دنیاوی معاملات میں اسے ہدایات دی جائیں۔ ہمارے معاشرے کی نگاہوں میں عورت کا اصل مقام گھر ہے اور وہ گھر کی چار دیواری سے قدم باہر نہ نکالیں، مرد کی دنیا میں قدم نہ رکھیں، اس کا گھر سے نکلنا آزادانہ گھومنا بات چیت کرنے کا عمل مرد اپنی دنیا پر جارحانہ حملہ تصور کرتا ہے۔ اگر کوئی عورت ان حدود کو پار کرتی ہے تو مرد ایک انتہاء پسند کی شکل اختیار کر کے اس عورت کو سزائیں دیتا ہے اور بعض اوقات انتہائی قدم اٹھا کر عورت کو قتل بھی کر دیتا ہے۔ سماج، رواج اور اقتدار کے نام پر پاکستان کے بعض علاقوں میں عورت کو انسان تک کا درجہ حاصل نہیں۔ کاروکاری اور غیرت کے نام پر عورتوں کا قتل عام روایت بن چکی ہے۔

انتہاء پسندی کی دوسری وجہ مختلف لسانی گروہوں اور صوبوں کی حق تلفی ہے۔ بلوچستان میں فوج نے کیوں چڑھائی کی؟ بلوچ پہاڑوں پر چڑھ کر اپنی ہی فوج کا مقابلہ کیوں کر رہے ہیں؟ بلوچستان اقتصادی اور سماجی طور پر سب سے پچھڑا ہوا صوبہ ہے۔ دنیا کی تاریخ بتاتی ہے کہ تشدد اور جبر سے لوگوں کو کچھ عرصے کے لئے دبایا جا سکتا ہے لیکن ایک دن یہی لاوا پھوٹ پڑتا ہے۔ ضیاء دور کے اسلام، ہتھیاروں کی بھرمار اور خفیہ اداروں کے ذریعے افغانستان کی جنگ نے مذہبی تشدد کو بھی عام کیا۔ یہاں کے مدرسوں کے طالب علم ہی طالبان بن کر افغانستان پہنچ گئے۔ نتیجہ یہ ہے کہ مذہبی جماعتوں کے علاوہ کئی سپاہ اور لشکر ہیں جو اسلحہ کے زور پر اسلامی انقلاب کی تیاری میں مصروف ہیں۔ اس طرح تشدد نے جوابی تشدد کو جنم دیا ہے۔

انتہاء پسندی کو روکنے کے متعلق تجاویز: سول حکومت کی حکمرانی، صوبائی معاملات میں مرکز کی عدم مداخلت، مکمل شراکتی جمہوری حکومت قائم ہو اور اختیارات نچلی سطح تک منتقل کیے جائیں، ہتھیاروں کی سمگلنگ روکنے کے لئے سرحدوں پر سختی کی جائے۔ مسلح گروہوں کے مقابلے میں پرائیویٹ گروہوں کی تشکیل کی پالیسی ختم کی جائے۔ ملک میں تعلیمی نظام میں تبدیلی لائی جائے کیونکہ اس وقت ہمارے تعلیمی ادارے علم شخصیت پیدا کرنے بجائے مجاہدین تیار کر رہے ہیں اس تناظر میں تعلیمی نظام اور طرز تعلیم میں تبدیلی لانے کی ضرورت ہے۔

حاصل بحث: انتہاء پسندی کی وجہ سے لوگوں کی اکثریت مذہبی، سیاسی اور ثقافتی جھگڑوں میں الجھ کر رہ گئی ہے۔ ہمارے معاشرے کے اہم سماجی مسائل جن میں غربت، بیماری، جہالت اور کم غذائیت شامل ہیں ان پر کوئی توجہ نہیں دے رہا ہے۔ ملک کے وہ ذرائع جو ان مسائل کو دور کرنے پر صرف ہونے ہوتے ہیں وہ پولیس، فوج، اور خفیہ اداروں کی مصروفیات کی نذر ہو جاتے ہیں۔ آج سائنس اور ٹیکنالوجی نے ایسے وسائل مہیا کر دیئے ہیں جن کی مدد سے تمام انسانوں کو اچھی زندگی کے مواقع مہیا کئے جا سکتے ہیں۔ اس کے باوجود انسانوں کی اکثریت انتہا پسندی میں مبتلا ہے تو اس کی وجہ ہمارے منفی ذہنی روّیے ہیں۔ ہیں آیئے ہم سب ملک ان منفی روّیوں کے خلاف جدوجہد کریں۔

پاکستان میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی بنیادی وجوہات، ان کا سدباب کیسے ممکن ہے، اور اس حوالے سے انسانی حقوق کے کارکنوں کا کیا کردار ہوسکتا ہے؟

شبیر احمد لہڑی

انسانی حقوق کی تعریف کے حوالے سے ایک جامع مگر مختصر جملہ ”برابری اور انسان کی عظمت کا اقرار“ اس موضوع کے تمام تقاضوں اور پہلوؤں کا مکمل احاطہ کرتا ہے۔ خالق کائنات کی جانب سے انسانیت کی تخلیق کے

ساتھ ہی انسانی حقوق کو مسلمہ حیثیت دے کران کے لحاظ کی تاکید کی گئی ہے۔ بتدریج آسمانی ہدایات کے ذریعے انسانوں کو جہاں حقوق اللہ کے بارے میں خبردار کیا گیا ہے وہاں انہیں حقوق العباد یعنی انسانی حقوق کی پاسداری کی بھی موثر رہنمائی کی گئی ہے۔ تمام مذاہب کی بنیادی تعلیمات میں انسانی حقوق کا تذکرہ اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ ایک مثالی معاشرہ کے لئے انسانی حقوق کا احترام نہ صرف ناگزیر ہے بلکہ ترقی، امن اور خوشحالی تب ممکن ہوگی جب تمام انسانوں کی برابری کی حیثیت تسلیم کرکے ان کے حقوق اور ضروریات کا مساویانہ طور پر خیال رکھا جائے گا۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ پاکستان میں دیگر گھمبیر مسائل کی طرح انسانی حقوق کی پامالی کی صورتحال تشویش ناک ہے۔ یہاں محکوم طبقات ،غریبوں مزدوروں ،عورتوں ،بچوں ،سماجی کارکنوں ،صحافیوں ،ڈاکٹروں ،مذہبی اور مسلکی اقلیتوں سمیت تمام شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد کے حقوق کی پامالی ہورہی ہے ۔ کسی ملک میں انسانی حقوق کی پامالی کی بنیادی وجوہات میں سرفہرست اس ملک میں جمہوریت کی کمزوری اور اس کی اصل روح کے مطابق عمل کا نہ ہونا ہے۔

جمہوریت اور انسانی حقوق لازم وملزوم ہیں۔ یہ ایک دوسرے کو تقویت پہنچاتے ہیں۔ ایسے جمہوری سیاسی نظام کا تصور کرنا ممکن نہیں ہے جو اپنے شہریوں کے بنیادی حقوق کو یقینی نہ بنائے۔ جمہوریت ریاست سے اس امر کا تقاضہ کرتی ہے کہ پسماندہ طبقوں ،مذہبی ولسانی اقلیتوں کے حقوق کی خلاف ورزی نہ ہونے پائے۔ انہیں آئین اور قانون میں درج شدہ حقوق سے مستفید ہونے اور قومی دھارے میں شامل ہونے کا مساوی موقع ملنا چاہیے۔ اسی طرح خواتین کے حقوق ومفادات کو بھی تحفظ ملنا چاہیے تاکہ وہ اپنی فطری استعداد کو فروغ دے سکیں اور قومی ترقی میں موثر کردار ادا کرسکیں۔ چونکہ جمہوریت کا بنیادی اصول یہ ہے کہ آئین اور قانون کا شہری کے ساتھ واسطہ صرف اور صرف اس کی شہریت کے بنیاد پر ہوتا ہے۔ اس کی صنف ،مذہب ،مسلک ،زبان ،رنگ وغیرہ سے قانون کو کوئی سروکار نہیں ہوتا۔ مگر بدقسمتی سے پاکستان کے قیام کے مختصر عرصے کے بعد یہاں جمہوریت کے ساتھ چھیڑ خانی شروع کی گئی جس کے نتیجے میں جمہوریت کے اس بنیادی اصول کی پامالی ہوئی جس کے مطابق ریاستی اقتدار اور تمام ریاستی اداروں میں سماج کے مذہبی ،معاشی ،ثقافتی ،صنفی ،سیاسی ،لسانی اور مسلکی طبقوں سمیت تمام معاشرتی حلقوں کی برابر شراکت ہونا تھی۔

ملک میں قانون پر عمل درآمد کی مایوس کن صورتحال کے باعث بڑے پیمانے پر انسانی حقوق کی پامالی کے واقعات رونما ہورہے ہیں۔ بااثر طبقات کا بڑھتا ہوا اثرورسوخ، فوری انصاف کی عدم فراہمی اور سفارش ورشوت کلچر کے باعث ایک عام انسان اپنے حقوق سے محروم رہتا ہے۔ یوں اس ملک میں پسے ہوئے طبقات کے حقوق آسانی سے روندے جاتے ہیں۔ بدقسمتی سے پاکستان شاید وہ واحد ملک ہے جس کے تھانوں میں شہریوں سے حیثیت ،مذہب ،نسل اور ذات کے اعتبار سے امتیازی رویہ برتا جاتا ہے۔ مذکورہ صورتحال کی وجہ سے طاقت ور طبقہ دیدہ دلیری سے محکوموں کے حقوق پامال کرکے انہیں زیردست رکھتا ہے جبکہ انصاف اور قانون سے

> پاکستان میں اجارہ دار سیاسی جماعتوں اوران میں مخصوص خاندانوں کی قبضہ گیری بھی انسانی حقوق کی پامالی کا سبب ہے۔ یہاں پائے جانے والا مخصوص قبائلی اور مذہبی ماحول نے بھی سیاسی نظام کو بری طرح متاثر کیا ہے۔ ہمارے ملک کی سیاسی جماعتوں میں چندخاندانوں کی اجارہ داری ہے جن کے اردگردان خوشامدیوں کا حصار ہوتا ہے جو پارٹی میں اس خاندان کے قبضہ کو مضبوط رکھنے کی تگ ودو میں لگے رہتے ہیں۔

مایوس احساس کمتری کا شکار طبقہ ہر ظلم کو یہ سوچ کر سہنے پر مجبور ہے کہ ان کی آواز کوئی نہیں سنے گا اور نہ ہی انہیں کہیں سے انصاف ملنے کی کوئی امید ہوتی ہے۔

پاکستان میں اجارہ دار سیاسی جماعتوں اوران میں مخصوص خاندانوں کی قبضہ گیری بھی انسانی حقوق کی پامالی کا سبب ہے۔ یہاں پائے جانے والا مخصوص قبائلی اورمذہبی ماحول کے اثر نے سیاسی نظام کو بری طرح جکڑ کررکھا ہے۔ ہمارے ملک کی سیاسی جماعتوں میں چندخاندانوں کی اجارہ داری ہے جن کے اردگردان حواریوں کا حصار ہوتا ہے جو پارٹی میں اس خاندان کے قبضہ کو مضبوط رکھنے کی تگ ودو میں لگے رہتے ہیں۔ میرٹ اور صلاحیت کی بنیاد پر ایک عام کارکن کا کسی عہدے تک پہنچنا ناممکن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان کی سیاسی جماعتوں پر شہری علاقوں میں سرمایہ داروں اور دیہی علاقوں میں جاگیرداروں،نوابوں ،خانوں ،پیروں اور سرداروں کا قبضہ ہے۔ یہاں قومی وصوبائی اسمبلیوں کی نشستوں اور بلدیاتی حکومتوں کے عہدوں پر ان کے خاندان کے افراد کا حق سمجھا جاتا ہے اور وہ تسلسل کے ساتھ برسر اقتدار رہتے ہیں نتیجتاً جب کسی بھی علاقے میں سیاسی جماعتوں کے عہدوں پر بااثر خاندانوں کا راج ہوتا ہے تو وہاں قانون بھی ان ہی کے تابع ہوتا ہے۔ کسی کی شکایت ان کی اجازت سے سنی جاتی ہے اور سزا وجزا ان کے حکم سے دی جاتی ہے۔ آج بھی سندھ کا جاگیردار اور وڈیرہ ،پنجاب کا زمیندار، بلوچستان میں میر اور سردار اور خیبرپختونخواہ میں ملک اور نواب اقتدار اور سیاسی طاقت کی آڑ میں انسانوں پر اپنا تسلط جما کر بیٹھے ہیں۔ ان کے اشاروں پر معصوم لڑکیوں کو ونی کیا جاتا ہے ،بے گناہوں کو وحشت ناک سزائیں ملتی ہیں، بنیادی حق مانگنے پر ملکیت سے بے دخل کرکے علاقہ بدر کیا جاتا ہے۔

پاکستان میں انسانی حقوق کی ورزی کی ایک اور وجہ سخت گیر فرسودہ قبائلی روایات اور دین سے ناواقف افراد کی رجعت پسندانہ عزائم ہیں۔ مذکورہ وجوہات کا سب سے زیادہ شکار خواتین ہوتی ہیں اور ان کی آڑ میں خواتین کے حقوق کا بری طرح استحصال ہورہا ہے۔ یہاں درخشاں قبائلی روایات اور اسلام کے معتدل اور حقیقی احکامات کے مثبت پہلوؤں کو نظرانداز کرکے ان کی آڑ میں فرسودہ سوچ کے بل بوتے پر عورتوں کو قید یا ان کے جائز حقوق کو سلب کرکے اپنے اس مذموم عمل کو روایت یا شریعت کا نام دیا جاتا ہے جبکہ حقیقت میں اس ظالمانہ اقدام کا قبائلی روایات اور اسلام کی تعلیمات سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا۔

پاکستان میں مذہب کے مقدس نام پر یہاں مختلف طبقات کے حقوق کو پامال کرنے کی تشویشناک روایت تیزی سے فروغ پارہی ہے۔ اس کے اسباب بھی مخفی نہیں اور اس رجحان کے فروغ میں جہاں مذہب کو آڑ بنا کر اپنے مختلف النور مفادات کی تکمیل کرنے والے گروہوں کے عزائم شامل ہیں جو اسلام کے آفاقی پیغام اور روشن تعلیمات پر انحصار کرنے کے بجائے ایک مخصوص نعرہ کا سہارہ لیکر اس ملک میں صرف اپنی نظریات کا پرچار اور ان کی ترویج چاہتے ہیں اور اس کے علاوہ کسی بھی مذہب اور مسلک کا وجود انہیں برداشت نہیں۔ اس رجحان کی حوصلہ افزائی میں اس ریاست کے اداروں کی حکمت عملی بھی کارفرما ہے۔ مختلف ادوار میں ریاستی مفادات کے لئے شدت پسند حلقوں کی مدد لی گئی جس کے نتیجے میں یہاں مذہبی ومسلکی اختلاف کی صورت میں انسانوں کا خاون بہایا گیا اور اقلیتی افراد کی زندگیاں اجیرن بنادی گئیں۔

انسانی حقوق کا فروغ، حقوق کی تحریک کو مستحکم کرنے کیلئے حکمت علمی کی تشکیل اور عوام تک رسائی حاصل کرنے میں سول سوسائٹی کا کردار/شرکاء کو طرز فکر میں مثبت تبدیلی اور جمہوری رویوں کے فروغ کیلئے تعلیمی اداروں اور نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم کی شمولیت کی اہمیت

حفیظ بزدار

یہ بات تاریخی طور پر طے ہے کہ جب تک ہم اپنے حقوق کے متعلق خود نہیں سوچیں گے تب تک ہمارے حقوق کے متعلق کوئی اور نہیں سوچے گا۔ بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ آج بھی انسانوں کی اکثریت اپنے حقوق کے متعلق لاعلم ہے۔ہمیں یہ جاننا ہوگا کہ ہمارے بنیادی حقوق کیا ہیں۔ ہمارے بنیادی حقوق میں انسانی بقا کا حق ،زندگی کا حق ،مذہبی آزادی سمیت دیگر حقوق شامل ہیں۔ دوسری جنگ عظیم میں جب کروڑوں انسانوں کو اپنی جانوں سے ہاتھ دھونا پڑا تب اس وقت کی طاقتور قوتوں نے آئندہ اس طرح کی صورتحال سے بچنے کے لئے انسانی حقوق کے متعلق ایک منشور تیار کیا جسے باہمی اتفاق سے انسانی حقوق کا عالمی منشور کا نام دیا گیا اس منشور میں انسانی حقوق کو بنیادی اہمیت دی گئی۔ زندہ رہنے کے حق کو انسان کا بنیادی حق مانا گیا۔ انسان کی ضرورتوں کو پورا کرنے، عوام کو سہولتیں دینے کے لئے محصولات اور ٹیکسوں کی خود کار نظام وضع کیا گیا۔حکومتی امور کو انجام دینے کے لئے خود کار معاشی نظام تشکیل دا گیا۔کسی بھی معاشرے میں جمہوری رویوں کا انسانی حقوق کی فروغ میں بنیادی کردار ہوتا ہے۔ جمہوری رویے ہم سب سے یہ تقاضا کرتے ہیں کہ مسائل کو ملکی سطح پر دیکھنے سے پہلے اپنی اردگرد کا جائزہ لیں تو ہم پر یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ ہمارے گھروں سے لیکر معاشرے تک جمہوریت نظر نہیں آتی۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ جمہوری رویوں کو اپنے گھروں سے فروغ دینا شروع کریں، مرد و زن کو برابر اہمیت دیں، ان کے حقوق کا خیال رکھیں اور ان کی رائے کو برابر کی اہمیت دیں۔آج دنیا سمٹ کر ایک گاؤں بلکہ گھر بن چکی ہے اور ہم سوشل میڈیا کے ذریعے ہر طبقہ فکر کے لوگوں تک رسائی حاصل کر کے ان میں جمہوری رویوں کے فروغ کی تعلیم کو بہتر انداز میں منتقل کر سکتے ہیں جب رویوں میں مثبت جمہوری تبدیلیاں رونما ہوں گی تب مسائل کے حل میں آسانی پیدا کی جاسکتی ہے۔

طرز فکر میں مثبت تبدیلی لانے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے تعلیمی نصاب کا جائزہ لیں تو پتا چلے گا کہ ہمارے تعلیمی نصاب میں ہمیں جو پڑھایا جا رہا ہے اس میں کہیں بھی بنیادی انسانی حقوق کے متعلق کوئی مضمون نہیں ملتا حالانکہ انسانی شخصیت کی تعمیر میں بنیادی اہمیت نصاب کی ہوتی ہے۔ہم تعلیمی اداروں میں جس طرز کی تعلیم حاصل کریں گے آخر تک ہماری سوچ کی بنیاد ہوگی۔ ہم نے پاکستان کے آئین میں انسانی حقوق کی بات کی ہے، انسانی حقوق کے متعلق جو عالمی قوانین ہیں انہیں بحیثیت ملک ہم نے تسلیم کر کے ان پر دستخط کئے ہیں۔ حیرانگی کی بات یہ ہے کہ ہم سے انسان کے بنیادی حقوق کے متعلق قوانین کو آئین کا حصہ بنایا ہے مگر تعلیمی نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم کو شامل نہیں کیا گیا۔آج پاکستان میں انتہاء پسندی کی سوچ نے پنجے گاڑ رکھے ہیں اور سماج میں ہر روز ہمیں انتہاء پسندی کی صورتحال کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔تعلیمی نصاب کو مرتب کرنے والے ذمہ دار ادارے تعلیمی نصاب خصوصاً پرائمری اور

> ہمیں یہ جاننا ہوگا کہ ہمارے بنیادی حقوق کیا ہیں۔ ہمارے بنیادی حقوق میں انسانی بقا کا حق ،زندگی کا حق ،مذہبی آزادی سمیت دیگر حقوق شامل ہیں۔ دوسری جنگ عظیم میں جب کروڑوں انسانوں کو اپنی جانوں سے ہاتھ دھونا پڑا تب اقوام عالم نے آئندہ اس طرح کی صورتحال سے بچنے کے لئے انسانی حقوق کے متعلق ایک منشور تیار کیا جسے باہمی اتفاق سے انسانی حقوق کا عالمی منشور کا نام دیا گیا اس منشور میں انسانی حقوق کو بنیادی اہمیت دی گئی۔

مڈل کے نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم کے متعلق مضامین شامل کریں تو طلباء کو انتہاء پسندی کے نقصانات کے بارے میں پڑھایا جا سکتا ہے۔اگر ایک بچے کو ہم پرائمری کے سطح پر یہ سمجھانے میں کامیاب ہوجاتے ہیں کہ سماج کی ہمارے اوپر کیا ذمہ داری ہوتی ہیں، ایک انسان کی حیثیت سے ہماری حقوق کیا ہے اور ہم معاشرے میں کس طرح ایک بہترین شہری بن سکتے ہیں، ہم کس طرح ایک دوسرے کے حقوق کا احترام کر سکتے ہیں تو ہم اپنے ملک سے انتہاء پسندانہ سوچ کو ختم کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ جب ہمارے تعلیمی نصاب میں انسانی حقوق کے متعلق مضامین شامل ہونگے تو ہماری آنے والی نسلوں کے رویوں میں یہی عمل تبدیلی کا باعث بنے گا۔

انتہاپسندی کے انسداد یا فروغ میں ادب، ادیب اور فنون لطیفہ کا کیا کردار ہوسکتا ہے؟

پروفیسر انجم برائیوئی

اس وقت انتہاء پسندی ہمارے پورے ملک کی جڑوں تک پہنچ گئی ہے۔ ریاستی سطح پر بھی انتہاء پسندی ہورہی ہے۔ اس صورتحال میں انتہاء پسندی کے انسداد میں ادیب کا ایک بنیادی کردار ہے۔ بلوچستان کی موجودہ صورتحال نے ہمیں اس قابل ہی نہیں چھوڑا کہ ہم انتہاء پسندی کے انسداد کے متعلق اظہار خیال کریں یا اپنا کوئی کردار ادا کریں۔ انتہاء پسندی کے متعلق آواز بلند کرنے والے صحافیوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خاموش کردیا گیا، ادیبوں اور پروفیسروں کے زندگیوں کو تمام کر دیا گیا۔ بات کرنے کو جرم اور خاموشی کا عبادت کا درجہ ملا۔ اس صورتحال میں نہ ادیب انتہاء پسندی کے انسداد میں کردار ادا کر سکتا ہے اور نہ ہی موجودہ صورتحال میں یہ ممکن ہے۔ادیب کسی بھی قوم کی خامیوں کو اجاگر کر کے انہیں سیدھا راستہ دکھاتے ہیں۔ آج انتہاء پسندی جہاں منحرف گروہ کر رہے ہیں وہیں ریاستی ادارے بھی انتہاء پسندی میں کسی سے پیچھے نہیں ہیں ۔کوئی اپنی حقوق کی بات کرتا ہے تو اسے گرفتار کر کے قانون کے حوالے کرنے کے بجائے اس کی زندگی کا خاتمہ کیا جاتا ہے۔ بلوچستان میں خوف کا عالم ہے اور کوئی اظہار کرنے کو تیار نہیں۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے ذمہ داران کا مشکور ہوں کہ انہوں نے ایک اہم اور بنیادی عنوان (انتہاء پسندی) کے متعلق سوراب میں ورکشاپ کا انعقاد کر کے نوجوانوں کو اس کے نقصانات کے متعلق آگاہ کیا۔

ضلع قلات میں عوام کو درپیش بنیادی مسائل شرکاء کی نظر میں: دوروزہ تربیتی ورکشاپ کے شرکاء سے ان کے ضلع کے مسائل کے متعلق پوچھا گیا جس میں شرکاء نے متعدد مسائل کو انتہائی اہمیت کا عامل قرار دیتے ہوئے ان کے حل پر زور دیا۔شرکاء کا کہنا تھا کہ ضلع قلات کے تمام ہسپتالوں میں عوام کو اعلاج کی بنیادی سہولتیں دستیاب نہیں ہیں، کسی بھی ہسپتال میں ایف سی پی ایس ڈاکٹر تعینات نہیں ہیں جس کی وجہ سے مریضوں کو معمولی نوعیت کے علاج کے لئے بھی کوئٹہ جانا پڑتا ہے۔ اس کے علاوہ ضلع قلات کے تعلیمی اداروں میں طلباء کو وہ بنیادی سہولیات حاصل نہیں جنہیں استعمال میں لاکر طلباء جدید تعلیم سے آراستہ ہوسکیں۔ تعلیمی اداروں میں سائنس کے سامان نہ ہونے کے برابر ہیں ،ایس ایس ٹیز کی اسامیاں خالی ہیں کیونکہ ان پر تعیناتیاں نہیں ہوسکیں۔اسی طرح ضلع قلات میں بجلی کی غیر اعلانیہ لوڈ شیڈنگ بھی ایک اہم بنیادی مسئلہ ہے۔ اس پر سیاسی جماعتوں کی مقامی قیادت سماجی تنظیمیں اور سوسائٹی کے اراکین مختلف طریقے سے احتجاج کرتے رہے مگر غیر اعلانیہ لوڈ شیڈنگ کا مسئلہ حل نہیں ہوا۔آج بھی یومیہ 14 گھنٹے سے زیادہ ٹیم لوڈ شیڈنگ کی جاتی ہیں۔ضلع قلات میں آبنوشی کا مسئلہ بھی سنگین ہوتا جا رہا ہے کیونکہ واٹر لیول انتہائی تیزی سے نیچے جا رہا ہے جبکہ حکومت کی جانب سے ان مسائل کے حل کی جانب کوئی توجہ نہیں دی جا رہی ہے۔

عورتیں

گھریلو ناچاقی پر بیوی کو ہلاک کر دیا

ٹوبہ ٹیک سنگھ کمالیہ کے نواحی گاؤں 712 گ ب کی صابرہ بی بی کو اس کے شوہر اور سسر نے گھریلو ناچاقی کی بنا پر کلہاڑیوں کے وار کر کے شدید زخمی کر دیا۔ یہ واقعہ 27 اپریل کو پیش آیا۔ زخمی ہونے والی خاتون کو فوری طور پر تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال لے جایا گیا جہاں سے اسے ڈی ایچ کیو ہسپتال ٹوبہ ریفر کر دیا گیا۔ صابرہ کی حالت نازک ہونے کی بنا پر اسے الائیڈ ہسپتال فیصل آباد ریفر کر دیا گیا ہے جہاں اس کی حالت تشویش ناک بیان کی جاتی ہے۔ اس سلسلے میں تھانہ صدر کمالیہ پولیس نے تحقیقات شروع کر دی ہیں۔ (اعجاز اقبال)

بدچلنی کے شبہ پر بہن کو قتل کر دیا

ساہیوال 15 مئی کو پنجاب کے ضلع پاکپتن میں خاندان کی عزت بچانے کے نام پر بھائی نے چھوٹی بہن کو قتل کر دیا۔ پاکپتن کے گاؤں پُل باہنی والا میں ریاست علی نامی نوجوان کو اپنی 19 سالہ بہن پر شک تھا۔ گاؤں کے رہائشیوں نے پولیس کو بتایا کہ ریاست علی نے اپنی بہن کو قتل کیا اور موقع سے فرار ہو گیا۔ صدر پولیس نے لڑکی کی لاش کو اپنی تحویل میں لے لیا اور پوسٹ مارٹم کے بعد ایف آئی آر درج کر لی۔ (نامہ نگار)

بیوی کو تشدد کر کے قتل کر دیا

خیرپور گاؤں سیال موری میں گلزار مری نامی شخص نے اپنی چار ماہ کی حاملہ بیوی کو تشدد کر کے قتل کر دیا۔ مقتولہ کے بھائی آدم مری کا کہنا تھا کہ وہ تحصیل نارہ کے گاؤں کریم بخش بھنبھرو کے رہائشی ہیں اور انہوں نے اپنی بہن کی شادی گاؤں سیال موری میں اپنے ایک رشتہ دار سے کروائی تھی لیکن مقتولہ پر شوہر اور اس کے گھر والے اکثر تشدد کرتے رہتے تھے وقوعہ والے دن ان کو اطلاع دی گئی تھی کہ مقتولہ فوت ہو گئی ہے۔ جب وہ وہاں پہنچے تو دیکھا نعش پر تشدد کے نشانات تھے۔ نعش کو سول ہسپتال پہنچایا گیا۔ مقتولہ کے شوہر گلزار مری کا کہنا تھا کہ اس کی بیوی بیماری کی وجہ سے فوت ہوئی تھی۔ جبکہ مقتولہ کے پڑوسی انعام کا کہنا تھا کہ مقتولہ پر اکثر تشدد کیا جاتا تھا۔ مقتولہ کے بھائی آدم کا کہنا تھا کہ وہ برادری میں صلاح مشورے کے بعد مقدمہ درج کرانے کا فیصلہ کریں گے۔ جبکہ اکنا مک زون تھانے کے ایس ایچ او کا کہنا تھا کہ مقتولہ کے شوہر گلزار مری اور دیور وحید مری کو حراست میں لے لیا گیا ہے۔

(عبدالمنیم)

بیوی کی جان لے لی

ٹنڈومحمد خان ٹنڈو محمد خان کے گاؤں غازی باگرانی میں رہنے والے علی حسن ملاح نے 14 مئی کو اپنی بائیس سالہ بیوی سلمہ ملاح کو تشدد کر کے قتل کر دیا اور فرار ہو گیا۔ تشدد کا شکار ہونے والی 22 سالہ سلمیٰ ملاح کو ٹنڈو غلام حیدر ہسپتال لے جایا گیا جہاں پوسٹ مارٹم کے بعد مقتولہ کی لاش کو ورثاء کے حوالے کیا گیا۔ مقتولہ کے والد احمد ملاح کے کہنے کے مطابق اس کی بیٹی کی شادی کو پانچ سال ہو چکے تھے۔ اس کا داماد اکثر اس کی بیٹی سلمیٰ پر تشدد کیا کرتا تھا۔ کئی مرتبہ اس کی بیٹی اس کے شوہر کے تشدد سے تنگ آ کر اپنے باپ کے گھر آ جایا کرتی تھی، مقتولہ کی ایک چار سالہ بیٹی بھی ہے۔ (یعقوب لطیف)

غیرت کے نام پر 2 افراد قتل

ٹوبہ ٹیک سنگھ 24 اپریل کو ایک نوجوان نے فائرنگ کر کے اپنی بہن اور اس کے مبینہ آشنا کو قتل کر دیا ہے۔ پیرمحل کے چک 25 پل سندھلیا نوالی کے شکیل نے اپنی بہن عذرا کو واہگی اڈا کے اقبال کے ساتھ دیکھا تو اس نے دونوں پر اندھا دھند فائرنگ کر دی فائرنگ کے نتیجے میں اقبال موقع پر جاں بحق ہو گیا جبکہ عذرا کو شدید زخمی حالت میں ڈی ایچ کیو ہسپتال ٹوبہ لے جایا گیا جہاں وہ بھی زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے دم توڑ گئی۔ تھانہ پیرمحل پولیس نے دونوں کی نعشوں کو قبضے میں لے کر پوسٹمارٹم کے بعد وارثوں کے حوالے کر دیا اور ملزم کو آلہ قتل سمیت گرفتار کر لیا ہے۔ ذرائع کے مطابق مقتولہ عذرا بی بی تین بچوں کی ماں بتائی جاتی ہے۔

(اعجاز اقبال)

بیوی کی ناک کاٹنے پر پانچ سال قید

سوات ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن عدالت نے اپنی بیوی کی ناک کاٹنے والے پولیس اہلکار صاحبزادہ کو پانچ سال اور نو ماہ قید کی سزا سنائی ہے۔ عدالت نے ملزم پر 19 لاکھ روپے کا جرمانہ بھی عائد کیا ہے۔ عدالت کے اس فیصلے پر متاثرہ لڑکی کا خاندان اسے حق کی فتح قرار دے رہا ہے۔ متاثرہ لڑکی شاہدہ نے بتایا کہ اس واقعے کے بعد وہ زندگی سے مایوس ہو گئی تھیں لیکن عدالتی فیصلے سے انھیں نئی زندگی ملی ہے۔ شاہدہ کا کہنا ہے کہ رشتہ داروں سمیت علاقے کی خواتین انھیں مبارکباد دینے کے لیے آ رہی ہیں۔ مقدمے کے وکیل سہیل سلطان نے بی بی سی کو بتایا کہ 20 ماہ قبل تحصیل کبل کے علاقے منجہ میں ایک پولیس اہلکار صاحبزادہ نے غیرت کے نام پر بیوی کی ناک کاٹ دی تھی۔ تحصیل کبل کے ایڈیشنل سیشن جج نے اپنے فیصلے میں تاخیر کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ ملزم نے واردات کے بعد نہ صرف ثبوت غائب کیے بلکہ گواہوں کو بھی ڈراتا دھمکاتا تھا جس کی وجہ سے کوئی گواہی دینے کے لیے بھی عدالت میں پیش نہیں ہو رہا تھا۔ سوات میں کم عمری میں لڑکیوں کی شادی کے خلاف کام کرنے والی حدیقہ بشیر نے بتایا کہ کم عمری کی شادی ایک اذیت ناک حادثے سے کم نہیں ہوتی۔

انھوں نے عدالت کے اس فیصلے کو سراہتے ہوئے کہا کہ اب کوئی بھی عورتوں پر تشدد اور ان کے اعضا کاٹنے کی جرات نہیں کر سکے گا۔ متاثرہ لڑکی شاہدہ کو فری لیگل ایڈ فراہم کرنے والی تنظیم 'دی اویکننگ' کے ایگزیکٹیو ڈائریکٹر عرفان حسین بابک نے بتایا کہ سوات میں گھریلو تشدد کے کیس بہت زیادہ ہیں اور ان کے پاس آنے والے 90 فیصد کیس ان خواتین کے ہوتے ہیں جو مالی طور پر کمزور ہوتی ہیں اور عدالتی اخراجات برداشت نہیں کر سکتیں۔

(نامہ نگار)

ماں کو قتل کر دیا

خیرپورمیرس 20 مئی کو گاؤں علی گوہر چانڈیو میں ملزم نصراللہ نے مبینہ طور پر اپنی والدہ گمبل خاتون کا گلا دبا کر اسے قتل کر دیا۔ مقتولہ کی بیٹی امینا کا کہنا تھا کہ اس کے بھائی نے اپنے خالہ زاد بھائی کے ساتھ مل کر رسی سے اپنی والدہ کا گلا دبا کر اسے زخمی کر دیا۔ جسے فوری طور پر ہسپتال پہنچایا گیا جہاں ڈاکٹروں نے اس کی موت کی تصدیق کر دی۔ مقتولہ کے بیٹے ملزم نصراللہ کا کہنا تھا کہ وہ اپنی برادری کی ایک لڑکی سے پسند کی شادی کرنا چاہتا تھا لیکن اس کی ماں اس میں رکاوٹ تھی۔ اس لیے اس نے اپنے خالہ زاد امیر چانڈیو سے مل کر ماں کا گلہ دبا کر اسے قتل کر دیا۔ اس رپورٹ کے ارسال ہونے تک وقوعہ کا مقدمہ درج نہیں ہوا تھا۔ (عبدالمنیم ابڑو)

غیرت کے نام 'پر 3 خواتین قتل

لاہور صوبہ پنجاب کے شہر فیصل آباد میں مبینہ طور پر 'غیرت کے نام پر '3 خواتین کو قتل کر دیا گیا۔ واقعہ 10 مئی کو فیصل آباد کے چک 92 آر بی میں پیش آیا۔ پولیس نے پڑوسیوں کے حوالے سے بتایا کہ فرزانہ، ان کی سوتیلی ماں نسرین اور زہرہ کی لاشیں ان کے گھر سے ہی برآمد ہوئیں۔ پڑوسیوں نے ہی پولیس کو آگاہ کیا، جس نے لاشوں کو پوسٹ مارٹم کے لیے مقامی ہسپتال بھجوادیا۔ ابتدائی تحقیقات کے بعد پولیس نے بتایا کہ فرزانہ کے شوہر واحد عرف باگا، زہرہ کے شوہر ثاقب اور ان کے بھائی نے مبینہ طور پر غیرت کے نام پر تینوں خواتین کو قتل کیا۔ رپورٹس کے مطابق گھر والوں کی آپس میں تلخ کلامی ہوئی تھی جس کے بعد تینوں خواتین کو فائرنگ کر کے قتل کیا گیا جبکہ ملزمان موقع واردات سے فرار ہو گئے، جس کے بعد پولیس کو مطلع کیا گیا۔ زہرہ کے والد کی مدعیت میں تینوں ملزمان کے خلاف مقدمہ مقامی پولیس اسٹیشن میں درج کر لیا گیا ہے جبکہ پولیس ملزمان کو گرفتار کرنے کے لیے شہر کے مختلف علاقوں میں چھاپے مار رہی ہے۔ خیال رہے کہ چند ماہ قبل وزیر اعظم نواز شریف نے پاکستانی فلمساز شرمین عبید چنائے کو غیرت کے نام پر قتل کے حوالے سے بنائی گئی ڈاکومینٹری کی آسکر ایوارڈز میں نامزدگی پر مبارکباد دیتے ہوئے ملک سے غیرت کے نام پر قتل جیسی 'برائی' کے خاتمے کے عزم کا اظہار کیا تھا۔ پاکستان میں ہر سال 'غیرت کے نام پر' سیکڑوں خواتین اپنے رشتہ داروں کے ہاتھوں قتل ہو جاتی ہیں۔

(نامہ نگار)

نابینا خاتون سے زیادتی

لیہ 21 مئی کو لیہ میں زکوٰۃ دینے کے بہانے ایک نابینا خاتون کے ساتھ مبینہ جنسی زیادتی کا انکشاف ہوا ہے۔ لیہ کے ڈسٹرکٹ پولیس افسر (ڈی پی او) محمد علی ضیاء کے مطابق لیہ سے تعلق رکھنے والی ایک 36 سالہ نابینا خاتون نے پولیس میں شکایت درج کروائی کہ انھیں کوٹ سلطان کے رہائشی ایک شخص نے اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ مل کر زیادتی کا نشانہ بنایا۔ ڈی پی او کے مطابق مذکورہ خاتون نے پولیس کو ریکارڈ کرائے گئے اپنے بیان میں بتایا کہ وہ کوٹ سلطان کے رہائشی مذکورہ شخص کے پاس زکوٰۃ اور امداد کے حصول کے لیے جاتی رہتی تھی۔ خاتون کے مطابق اس مرتبہ بھی مذکورہ شخص نے انھیں زکوٰۃ لینے کے لیے اپنے گھر بلوایا اور وہاں اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ مل کر اس کے ساتھ زیادتی کی۔ ڈی پی او کے مطابق واقعے کی ایف آئی آر کوٹ سلطان پولیس اسٹیشن میں درج کر لی گئی ہے جبکہ ملزمان کی تلاش اور تحقیقات کے لیے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس (ڈی ایس پی) کی سربراہی میں ایک خصوصی ٹیم بھی تشکیل دے دی گئی ہے۔ حالیہ دنوں میں پنجاب سمیت پورے ملک میں خواتین اور بچوں کے ریپ کے واقعات میں اضافہ ہو گیا ہے۔ رواں ماہ کے آغاز میں بھی صوبائی دارالحکومت لاہور کے علاقے کاہنہ میں ایک کم عمر لڑکی کے مبینہ ریپ کے الزام میں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس (ڈی ایس پی) عمران بابر جمیل کو گرفتار کیا گیا تھا۔ اس سے قبل مارچ میں فیصل آباد کے علاقے محلّہ یوسف آباد میں مبینہ طور پر ایک 16 سالہ لڑکی کے ساتھ ریپ کیا گیا۔ میڈیا رپورٹس میں بتایا گیا تھا کہ ملزمان لڑکی کو اغوا کر کے لے گئے اور دو روز تک ریپ کا نشانہ بنانے کے بعد لڑکی کو گھر کے دروازے پر چھوڑ کر فرار ہو گئے۔ ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان کے مطابق 2015 میں 939 خواتین کو جنسی تشدد، 279 کو گھریلو تشدد جبکہ 143 خواتین کو تیزاب کے حملے کا نشانہ بنایا گیا۔ کمیشن کے مطابق 833 خواتین کو اغوا کیا گیا جبکہ 777 نے خودکشی کی یا اس کی کوشش کی۔ جنوری اور مئی 2015 کے درمیان 9 افراد کو جنسی تشدد کے الزام میں پھانسی دی گئی۔

(انگریزی سے ترجمہ، بشکریہ ڈان اردو)

کاری کے تصور نے ایک اور جان لے لی

جھل مگسی 4 مئی کو جھل مگسی کے علاقے نگور کے پہاڑی علاقہ میں محمد عیسیٰ نے کاروکاری کے الزام میں اپنی بیوی اور بہو کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔ یہ واقعہ 3 مئی کو پیش آیا۔ تحصیلدار جھل مگسی سے واقع کی معلومات حاصل کرنے کے لیے رابطہ کیا گیا تو انہوں نے پہلے اس واقعہ سے لاعلمی کا اظہار کیا بعد میں دوبارہ رابطہ کیا گیا تو انہوں نے بتایا کہ واقعہ پیش آیا تھا۔ وہ تفتیش کر رہے ہیں۔ یہ لوگ خانہ بدوش ہیں۔ مقامی افراد نے بتایا کہ واقعی ان کے گھر پہاڑی کے دامن میں ہیں مگر وہ خانہ بدوش نہیں ہیں۔ ان کی جھل مگسی میں کاشتکاری بھی ہے۔ اور تمام افراد جھل مگسی میں کاروبار کرتے ہیں۔ مگر تحصیلدار کی پہلیلا علمی تصدیق جھل مگسی انتظامیہ کی واضح غفلت کا ثبوت ہے۔

(رحمت اللہ)

خاتون کو اغواء کرنے کی کوشش

عمرکوٹ 22 اپریل کو سامارو شہر کے وارڈ نمبر چار کے رہائشی مزدور حبیب خاصخیلی نے اپنی بیوی فہمیدہ کے ہمراہ پریس کلب سامارو کے آگے احتجاج کیا۔ احتجاج کے دوران مزدور حبیب خاصخیلی نے کہا کہ موٹر سائیکل سوار ملزموں نے اس کی بیوی فہمیدہ کو اغواء کرنے کی کوشش کی۔ بیوی کے چلانے، اور مزاحمت کرنے پر ملزم اس کو جسمانی تشدد کا نشانہ بنا کر فرار ہو گئے۔ اس کے بعد دونوں میاں بیوی نے پولیس تھانہ سامارو پہنچ کر تحریری درخواست دی۔ جس پر پولیس نے واقعے کی تحقیقات شروع کر دی ہے۔ (راجندر کمار)

جرگے کا دو بچیوں کو 'ونی' کرنے کا حکم

ڈہرکی صوبہ سندھ کے ضلع گھوٹکی کے شہر ڈھرکی کے قریب ایک جرگے نے مبینہ طور پر ایک خاتون پر ناجائز تعلقات کا الزام عائد کر کے ان کی بیٹیوں کو ونی کرنے کا حکم جاری کر دیا۔ تفصیلات کے مطابق 15 مئی کو ڈھرکی کے قریب ریتی پولیس اسٹیشن کی حدود میں ایک بااثر وڈیرے کی سربراہی میں جرگے کا انعقاد کیا گیا۔ جرگے کے دوران ایک شادی شدہ خاتون پر ناجائز تعلقات کا الزام لگایا گیا اور سزا کے طور پر ان کے بھائی پر مبینہ طور پر پانچ لاکھ روپے جرمانہ جبکہ دو بچیوں کو ونی کرنے کا حکم جاری کیا گیا۔ اس سلسلے میں ونی میں دی گئی لڑکیوں کے والد نے میڈیا سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ وڈیرے نے ان کو اپنے پاس بلا کر زبردستی فیصلہ سنایا کہ ان کی بہن پر الزام ثابت ہو گیا ہے۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ 'ہم نے صاف انکار کیا تو انھوں نے ہمیں ایک کمرے میں بند کر کے ریتی پولیس کو فون کر کے متاثرہ بچیوں کے دو بھائیوں کو پولیس کے حوالے کروا دیا۔' متاثرہ خاتون کے والد نے چیف جسٹس سے اپیل کی کہ انہیں انصاف فراہم کر کے بااثر وڈیرے کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لائی جائے۔ ایس ایس پی گھوٹکی مسعود احمد بنگش نے ڈان سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ انھوں نے ایک ٹیم تشکیل دی ہے جو اس معاملے کی تحقیقات کر کے ملوث افراد کے خلاف کارروائی عمل میں لائے گی۔ انہوں نے کہا کہ کارروائی 24 گھنٹے کے اندر کی جائے گی جبکہ پولیس متاثرہ خاتون کو تحفظ بھی فراہم کرے گی۔ دوسری جانب ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان کے کارکن وکیل انور لوہار نے اس واقعے کو انسانی حقوق کی خلاف ورزی قرار دیتے ہوئے ملوث افراد کے خلاف عدالت میں جانے کا اعلان کیا ہے۔

(انگریزی سے ترجمہ، بشکریہ ڈان)

کاری، کاروکہہ کر مار ڈالا:

مختلف اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں اور ''جہد حق'' کے نامہ نگاروں کی جانب سے بھجوائی جانے والی رپورٹوں کے مطابق **26** اپریل سے **22** مئی تک **12** افراد پر کاروکاری کا الزام لگا کر قتل کر دیا گیا۔ جن میں **7** خواتین اور **5** مرد شامل ہیں۔

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	آلہ واردات	ملزم کا متاثرہ عورت / مرد سے تعلق	مقام	واقعہ کی بظاہر کوئی اور وجہ	ایف آئی آر درج / نہیں	ملزم گرفتار / نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن / اخبار
26 اپریل	نادیہ مرہٹو	خاتون	۔	۔	سجاد مرہٹو	بندوق	بھائی	گوٹھ لقمان مرہٹو، جیکب آباد۔سندھ	۔	درج	گرفتار	روزنامہ کاوش
05 مئی	نیاز خاصخیلی	مرد	۔	۔	نادر خاصخیلی	بندوق	۔	سجاول جونیجو، قمبر۔سندھ	۔	درج	گرفتار	روزنامہ کاوش
07 مئی	درخاتوں	خاتوں	۔	شادی شدہ	۔	بندوق	خاوند	گوٹھ نندوانی، تنگوانی، کشمور۔سندھ	۔	درج	۔	روزنامہ کاوش
07 مئی	ن د	خاتون	۔	۔	چاندی بلو	۔	باپ	گوٹھ وریل بلو، پنو عاقل، سکھر۔سندھ	۔	درج	۔	روزنامہ کاوش
09 مئی	منی ملاح	خاتون	۔	شادی شدہ	محم رحیم ملاح	گلہ گھونٹ کر	خاوند	چوہڑ جمالی،	۔	درج	۔	روزنامہ کاوش
09 مئی	احمد علی نندوانی	مرد	۔	۔	عیدن نندوانی	بندوق	۔	نزد تنگوانی، کشمور۔سندھ	۔	درج	۔	روزنامہ کاوش
09 مئی	بیگم خاتوں	خاتون	28 برس	شادی شدہ	شہزادو لاشاری	بندوق	خاوند	گوٹھ مورخان جکھرانی، کندھ کوٹ، کشور	۔	درج	۔	روزنامہ کاوش
12 مئی	امینت بنگوار	خاتون	۔	شادی شدہ	گل حسن بنگوار	گلا گھونٹ کر	خاوند	کچے، کندھ کوٹ، کشمور۔سندھ	۔	درج	۔	روزنامہ کاوش
14 مئی	واحد بخش مارفانی	مرد	۔	۔	برادری والے	بندوق	۔	ڈیول قمبرانی، گڑھی یاسین، شکارپور	۔	درج	۔	روزنامہ کاوش
14 مئی	شاہل گبول	مرد	۔	۔	علی مراد گبول	بندوق	۔	نزد تنگوانی، کشمور۔سندھ	۔	درج	۔	روزنامہ کاوش
16 مئی	اسماعیل ودھیو	مرد	۔	۔	مختیار ودھیو	بندوق	۔	قائم ودھیو، ڈکھن، شکارپور۔سندھ	۔	درج	۔	روزنامہ کاوش
18 مئی	راحیلہ بوزدار	خاتون	20 برس	۔	صفدر بوزدار	بندوق	ماموں	گوٹھ محمد خان بوزدار، سجاول جونیجو، قمبر	بچوں کی بات پر	درج	۔	روزنامہ کاوش

جنسی تشدد کے واقعات:

مختلف اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں اور جہد حق کے نامہ نگاروں کی جانب سے بھجوائی جانے والی رپورٹوں کے مطابق **25** اپریل سے **22** مئی تک **141** افراد کو جنسی تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ جنسی زیادتی کا شکار ہونے والوں میں **94** خواتین شامل ہیں۔ **77** واقعات کے مقدمات درج کیے گئے اور **29** واقعات میں ملوث افراد گرفتار ہوئے۔

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت / مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج / نہیں	ملزم گرفتار / نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن / اخبار
25 اپریل	علی نواز	بچہ	10 برس	غیر شادی شدہ	سلیمان	اہل علاقہ	چھیماں والا کھوہ، شاہدرہ، لاہور	درج	گرفتار	نوائے وقت
25 اپریل	ع	خاتون	۔	۔	اورنگزیب، مظہر، عمران، احمد	اہل علاقہ	چک 28 گ ب، روڈالہ روڈ، فیصل آباد	۔	۔	نوائے وقت
25 اپریل	ع۔ب	خاتون	۔	غیر شادی شدہ	خاور، نیاز	اہل علاقہ	محلّہ اقبال نگر، جھنگ	۔	۔	نوائے وقت
25 اپریل	عمر	بچہ	12 برس	غیر شادی شدہ	فہد	اہل علاقہ	دوبرجی آرائیاں، سیالکوٹ	۔	۔	نوائے وقت
26 اپریل	روزیر مسیح	بچہ	12 برس	غیر شادی شدہ	احسان	اہل علاقہ	چک 55، کوٹ رادھا کشن	۔	۔	نوائے وقت
26 اپریل	ش	بچی	13 برس	غیر شادی شدہ	کاشف	اہل علاقہ	چک 301 ج ب، گوجرہ	۔	۔	نوائے وقت

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت/مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	ملزم گرفتار/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
26اپریل	جاوید	بچہ	12برس	غیرشادی شدہ	عباس	اہل علاقہ	محلّہ بلال پورہ، وارڈ نمبر12، شاہ کوٹ	-	-	نوائے وقت
26اپریل	-	بچی	-	غیرشادی شدہ	شاہد، غلام حسین	اہل علاقہ	بدین	درج	گرفتار	ایکسپریس ٹریبیون
27اپریل	ع	خاتون	40برس	شادی شدہ	-	اہل علاقہ	45ٹی ڈی اے، بھکر	-	-	نوائے وقت
27اپریل	س	خاتون	-	-	اشرف	اہل علاقہ	گلشن فرید کالونی، پاک پتن	-	-	نوائے وقت
27اپریل	ابوبکر	بچہ	8برس	غیرشادی شدہ	ظہیر	اہل علاقہ	موضع کورڈھی، وادی سون	-	-	نوائے وقت
27اپریل	ف	خاتون	-	شادی شدہ	مختیار شاہ	دیور	باقرانی، لاڑکانہ	-	-	کاوش
28اپریل	س	خاتون	-	غیرشادی شدہ	منیر	اہل علاقہ	نواب ٹاؤن، لاہور	درج	-	خبریں
28اپریل	الف	خاتون	16برس	غیرشادی شدہ	عبدالغفار	اہل علاقہ	مہر چندوالا، قصور	درج	-	نوائے وقت
28اپریل	عرفان	بچہ	10برس	غیرشادی شدہ	شفیع	اہل علاقہ	ٹبہ کدواں والا، قصور	-	-	نوائے وقت
28اپریل	ر	خاتون	-	شادی شدہ	خالد آرائیں	اہل علاقہ	ہرپوکی، کامونکی	-	-	نوائے وقت
28اپریل	ط	خاتون	-	شادی شدہ	صدیق	اہل علاقہ	چک466 گ ب، فیصل آباد	-	-	نوائے وقت
28اپریل	ش۔ب	خاتون	30برس	-	وریام	اہل علاقہ	جھنگ	-	-	نوائے وقت
28اپریل	ن	خاتون	-	شادی شدہ	غلام	اہل علاقہ	63ڈی، پاک پتن	-	-	نوائے وقت
28اپریل	م۔ب	خاتون	14برس	غیرشادی شدہ	ارشد	اہل علاقہ	چک نمبر468، چنیوٹ	درج	-	جنگ
29اپریل	تنویر	بچہ	11برس	غیرشادی شدہ	عبدالجبار	اہل علاقہ	بستی گھوٹیہ، رحیم یار خان	درج	گرفتار	ایکسپریس
29اپریل	ع	بچہ	3برس	غیرشادی شدہ	جمشید بٹ	اہل علاقہ	والٹن روڈ، لاہور	درج	گرفتار	ایکسپریس
29اپریل	ر	خاتون	-	شادی شدہ	ظہور احمد	اہل علاقہ	بستی حاجی گیلا، راجن پور کلاں	درج	-	خبریں ملتان
30اپریل	-	بچہ	10برس	غیرشادی شدہ	علی	اہل علاقہ	محلّہ حسینیہ، ہشت نگری، پشاور	درج	-	ایکسپریس ٹریبیون
30اپریل	ف	خاتون	16برس	غیرشادی شدہ	شہزاد	اہل علاقہ	تھانہ روات، راولپنڈی	-	-	پاکستان ٹائمز
30اپریل	-	خاتون	16برس	غیرشادی شدہ	محبوب	اہل علاقہ	کسووال	درج	-	ایکسپریس
30اپریل	-	بچہ	11برس	غیرشادی شدہ	اختر	اہل علاقہ	خانپور، بہاولپور	درج	گرفتار	ایکسپریس ٹریبیون
30اپریل	الف	بچی	13برس	غیرشادی شدہ	-	اہل علاقہ	محلّہ صابری، پھول نگر	درج	-	نوائے وقت
30اپریل	اذان	بچہ	1برس	غیرشادی شدہ	عرفان الٰہی	اہل علاقہ	فیض کالونی، جلال پور جٹاں	-	گرفتار	نوائے وقت
30اپریل	حماد الحسن	بچہ	9برس	غیرشادی شدہ	ایاز علی	اہل علاقہ	محلّہ حسین، ہشت نگری، پشاور	درج	-	آج
یکم مئی	س	خاتون	-	شادی شدہ	-	اہل علاقہ	محلّہ غریب آباد، شیخوپورہ	-	-	نوائے وقت
یکم مئی	جنید	مرد	14برس	غیرشادی شدہ	مولانا رفیق	معلم	کوٹ رادھا کشن	-	-	نوائے وقت
یکم مئی	ع	خاتون	-	شادی شدہ	طاہر، زاہد، افضال	اہل علاقہ	مسلم ٹاؤن، فیصل آباد	درج	-	نوائے وقت

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت/مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	ملزم گرفتار/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
یکم مئی	شیری	بچہ	11 برس	غیرشادی شدہ	توصیف، ہاشم، عثمان	اہل علاقہ	لیاقت ٹاؤن، فیصل آباد	ـ	ـ	نوائے وقت
یکم مئی	ـ	بچہ	8 برس	غیرشادی شدہ	محمد اقبال	اہل علاقہ	موضع چیلہ، جھنگ	ـ	ـ	نوائے وقت
یکم مئی	ایان	بچہ	ـ	غیرشادی شدہ	بلال	اہل علاقہ	قائدآباد، فیصل آباد	ـ	ـ	نوائے وقت
2 مئی	س	خاتون	ـ	غیرشادی شدہ	قمرعباس، منتظر، نوید	اہل علاقہ	گاؤں اترا، قائدآباد	ـ	ـ	نوائے وقت
2 مئی	علی رضا	مرد	9 برس	غیرشادی شدہ	حافظ سرور	اہل علاقہ	قصور	درج	گرفتار	نوائے وقت
2 مئی	ـ	بچہ	ـ	غیرشادی شدہ	اسرار، یاسر	اہل علاقہ	10/3 ایل، ہڑپہ	درج	گرفتار	ایکسپریس
2 مئی	ـ	خاتون	ـ	شادی شدہ	ظہیر	اہل علاقہ	گاؤں کتھووالی، پسرور	درج	گرفتار	نوائے وقت
2 مئی	ـ	بچہ	10 برس	غیرشادی شدہ	عامر	معلم	سردارگڑھ، رحیم یارخان	درج	ـ	خبریں ملتان
3 مئی	عاصم	مرد	16 برس	غیرشادی شدہ	لقمان، کامران	دوست	گاؤں تتی ادیزئی، پشاور	درج	گرفتار	ایکسپریس
3 مئی	ـ	بچی	7 برس	غیرشادی شدہ	دلاور، بلاول	اہل علاقہ	گوٹھ قاضی لال بخش، میرپور ماتھیلو	درج	گرفتار	کاوش
3 مئی	وقاراحمد	مرد	19 برس	غیرشادی شدہ	ناصرمغل	اہل علاقہ	ہاؤسنگ اسکیم، لیاقت پور، رحیم یارخان	درج	ـ	خبریں ملتان
3 مئی	ـ	خاتون	ـ	غیرشادی شدہ	خادم حسین	اہل علاقہ	تھانہ نیوملتان، ملتان	درج	ـ	ایکسپریس
4 مئی	عباس	مرد	14 برس	غیرشادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	کاہنہ، لاہور	درج	ـ	جنگ
4 مئی	ن	خاتون	ـ	غیرشادی شدہ	اعجاز	اہل علاقہ	موضع سلطان آباد، رکن پور، رحیم یارخان	درج	ـ	خبریں ملتان
5 مئی	ص	خاتون	ـ	شادی شدہ	اعجاز، محمد اشرف	اہل علاقہ	گاؤں چاہ دائم، ننکانہ	ـ	ـ	نوائے وقت
5 مئی	ف	خاتون	ـ	غیرشادی شدہ	انصار	اہل علاقہ	محلّہ حسن پورہ، پنڈی بھٹیاں	ـ	ـ	نوائے وقت
5 مئی	انس	بچہ	7 برس	غیرشادی شدہ	زبیر	اہل علاقہ	انتوالی، شکرگڑھ	ـ	ـ	نوائے وقت
5 مئی	عمر	بچہ	ـ	غیرشادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	188 گ ب، کمالیہ	ـ	ـ	نوائے وقت
6 مئی	ثمینہ	خاتون	16 برس	غیرشادی شدہ	ظہیرعباس	ماموں	محلّہ پرانا تالاب، علی پور چٹھہ	درج	گرفتار	خبریں
6 مئی	ـ	خاتون	ـ	شادی شدہ	ـ	سسر	بادامی باغ، لاہور	درج	گرفتار	نوائے وقت
6 مئی	ـ	خاتون	ـ	ـ	افضل	اہل علاقہ	محلّہ پیرکوٹ، پاک پتن	ـ	ـ	ایکسپریس
6 مئی	ـ	خاتون	ـ	شادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	27 ک ب، پاک پتن	درج	ـ	ایکسپریس
6 مئی	ـ	خاتون	ـ	ـ	اشتیاق	اہل علاقہ	چک 119 مراد، بہاول نگر	درج	ـ	ایکسپریس
6 مئی	الف	بچی	8 برس	غیرشادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	تنگوانی، کشمور	ـ	ـ	کاوش
7 مئی	ر	خاتون	ـ	شادی شدہ	خضرشاہ	اہل علاقہ	موضع شاہ ابوطاہر، کہروڑپکا	درج	ـ	خبریں ملتان
7 مئی	ـ	خاتون	ـ	ـ	عرفان، ملک علی، چاند	اہل علاقہ	قصبہ نورشاہ، ساہیوال	درج	ـ	ایکسپریس
7 مئی	حسنین	مرد	7 برس	غیرشادی شدہ	شفقت گبول	اہل علاقہ	علی پور، مظفرگڑھ	درج	ـ	خبریں ملتان

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت/مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	ملزم گرفتار/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
8مئی	ـ	بچی	8برس	غیرشادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	حاجی پورہ، سیالکوٹ	درج	گرفتار	ڈان
8مئی	ث	بچی	8برس	غیرشادی شدہ	ـ	ـ	علی پارک،قصور	درج	ـ	خبریں
8مئی	ر	خاتون	21برس	غیرشادی شدہ	صدام،امانت علی،اطہر	اہل علاقہ	چک400 گ ب،فیصل آباد	درج	ـ	نئی بات
8مئی	مقصود	بچہ	9برس	غیرشادی شدہ	صدام،امانت علی،اطہر	اہل علاقہ	چک400 گ ب،فیصل آباد	درج	ـ	نئی بات
8مئی	شاہد	مرد	ـ	ـ	عبدالرشید	اہل علاقہ	گاؤں عمر بگا، چونیاں،قصور	درج	ـ	نوائے وقت
8مئی	الف	خاتون	ـ	ـ	خضر حیات	اہل علاقہ	گاؤں 21 گ ب، جڑاں والا	ـ	ـ	نوائے وقت
8مئی	ح	خاتون	ـ	ـ	مشتاق	اہل علاقہ	ساہیوال	ـ	ـ	نوائے وقت
8مئی	ـ	مرد	ـ	غیرشادی شدہ	صدام بھٹی، دانش، طاہر	اہل علاقہ	دستگیر کالونی، مورو، نوشہرو فیروز	درج	گرفتار	کاوش
8مئی	س	خاتون	ـ	ـ	شوکت علی	ـ	داعووالا، رحیم یار خان	درج	ـ	خبریں ملتان
9مئی	ک	خاتون	ـ	ـ	حبیب، ساتھی	اہل علاقہ	لالیاں، چنیوٹ	درج	گرفتار	نئی بات
9مئی	س	خاتون	ـ	ـ	عثمان	اہل علاقہ	چک نمبر286، چنیوٹ	درج	ـ	نئی بات
9مئی	ـ	بچی	3برس	غیرشادی شدہ	ـ	ـ	دھلے، گجراں والا	درج	ـ	ڈان
10مئی	عثمان	بچہ	ـ	غیرشادی شدہ	صدام	اہل علاقہ	پخہ غلام، پہاڑی پورہ، پشاور	درج	ـ	آج
10مئی	ط	خاتون	ـ	غیرشادی شدہ	بشارت علی	اہل علاقہ	چھوناواہ، حاصل پور	درج	ـ	شیخ مقبول حسین
10مئی	ـ	خاتون	ـ	غیرشادی شدہ	ذوالفقار علی	اہل علاقہ	پتوکی، قصور	ـ	ـ	دنیا
10مئی	ن	بچی	3برس	غیرشادی شدہ	محمد مالک	اہل علاقہ	سیکھم، شیخوپورہ	درج	گرفتار	خبریں
11مئی	سبحان	بچہ	8برس	غیرشادی شدہ	عجب نور	ـ	جبہ سہیل، یکہ توت، پشاور	درج	ـ	آج
11مئی	ک	بچی	7برس	غیرشادی شدہ	عاشق مگسی	اہل علاقہ	شہدادکوٹ، قمبر	درج	ـ	کاوش
11مئی	عبداللہ	بچہ	6برس	غیرشادی شدہ	شان، عبدالکریم	اہل علاقہ	ٹبہ غریب شاہ، رحیم یار خان	درج	گرفتار	خبریں ملتان
11مئی	ـ	خاتون	ـ	ـ	ارشد مسیح	اہل علاقہ	گاؤں133/16 ایل، میاں چنوں	ـ	ـ	ایکسپریس
12مئی	ب	خاتون	ـ	غیرشادی شدہ	فیصل	اہل علاقہ	چک36 جنوبی، سرگودھا	درج	ـ	خبریں
12مئی	سارا	خاتون	ـ	غیرشادی شدہ	یاسین جٹ	اہل علاقہ	چک56/12 ایل، بورے والا	ـ	ـ	پاکستان ٹائمز
13مئی	ش	خاتون	ـ	شادی شدہ	قربان، اسلم	اہل علاقہ	پیر گوٹھ، خیر پور میرس	ـ	ـ	کاوش
13مئی	پ	خاتون	ـ	غیرشادی شدہ	شریف	اہل علاقہ	موضع ٹبی ڈھکوان، احمد پور شرقیہ	درج	ـ	خواجہ اسداللہ
13مئی	ذ	خاتون	20برس	ـ	دیدار	اہل علاقہ	نیو پنڈ، سکھر	ـ	ـ	کاوش
14مئی	ـ	بچی	7برس	غیرشادی شدہ	نبی خان	ـ	کوٹکہ شاہ محمد، سرائے نورنگ، لکی مروت	درج	ـ	آج
14مئی	و	خاتون	ـ	شادی شدہ	ـ	ـ	نیو جنرل بس اسٹینڈ، تونسہ شریف	درج	ـ	خبریں ملتان

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت/مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	ملزم گرفتار/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
14 مئی	الف	بچی	6 برس	غیر شادی شدہ	۔	اہل علاقہ	چک 255 رب، فیصل آباد	درج	۔	ایکسپریس ٹریبیون
14 مئی	ف	خاتون	۔	غیر شادی شدہ	آصف	اہل علاقہ	تھانہ بی ڈویژن، قصور	درج	۔	خبریں
14 مئی	مسکان	بچی	۔	غیر شادی شدہ	ذوالفقار علی	اہل علاقہ	انور کالونی، قصور	۔	۔	خبریں
14 مئی	۔	خاتون	۔	۔	زاہد بلال	اہل علاقہ	چک 40/12 ایل، چیچہ وطنی	درج	گرفتار	ایکسپریس
14 مئی	۔	خاتون	۔	غیر شادی شدہ	صدام	اہل علاقہ	چک 150 ای بی، بورے والا	۔	۔	ایکسپریس
14 مئی	م	خاتون	۔	۔	آصف	اہل علاقہ	شہباز ٹاؤن، فیصل آباد	۔	۔	ایکسپریس
14 مئی	ثناء	خاتون	18 برس	غیر شادی شدہ	افضال	اہل علاقہ	چک 7 ج ب، نشاط آباد، فیصل آباد	۔	۔	ایکسپریس
14 مئی	ش۔ب	خاتون	۔	۔	یاسین	اہل علاقہ	بستی وریام، جھنگ	۔	۔	ایکسپریس
14 مئی	علی تابش	بچہ	9 برس	غیر شادی شدہ	فرحان، کاشف، ولید	اہل علاقہ	تلہاڑہ، ڈسکہ	۔	۔	ایکسپریس
14 مئی	۔	خاتون	24 برس	غیر شادی شدہ	۔	۔	سوٹ ہسپتال، کراچی	درج	۔	نوائے وقت
15 مئی	صباء	خاتون	22 برس	غیر شادی شدہ	محمد علی	باپ	گلا جواہر، کاموکے	۔	۔	خبریں
15 مئی	الف	بچہ	12 برس	غیر شادی شدہ	امام خیر دین	اہل علاقہ	شاہدرہ، لاہور	درج	گرفتار	خبریں
15 مئی	۔	خاتون	۔	۔	۔	۔	شاہ پور کانجراں، چوہنگ	۔	۔	جنگ
16 مئی	۔	بچہ	6 برس	غیر شادی شدہ	عمران	اہل علاقہ	جنوبی چھاؤنی، لاہور	درج	۔	جنگ
16 مئی	اقراء	بچی	11 برس	غیر شادی شدہ	شہباز	اہل علاقہ	گجومتہ، لاہور	درج	گرفتار	نوائے وقت
16 مئی	ف	بچی	13 برس	غیر شادی شدہ	۔	اہل علاقہ	سچا سودا، فاروق آباد	۔	۔	نوائے وقت
16 مئی	۔	بچی	12 برس	غیر شادی شدہ	۔	اہل علاقہ	نارنگ روڈ چونگی، مریدکے	۔	۔	نوائے وقت
16 مئی	اسد علی	بچہ	12 برس	غیر شادی شدہ	عرفان	اہل علاقہ	محلّہ عثمان غنی، غلام محمد آباد، فیصل آباد	۔	۔	نوائے وقت
16 مئی	۔	خاتون	۔	غیر شادی شدہ	ندیم	اہل علاقہ	محلّہ کاشف چوک، پتوکی	۔	۔	ایکسپریس
16 مئی	۔	خاتون	۔	غیر شادی شدہ	محمد حسین	اہل علاقہ	چک 227 ای بی، گگومنڈی	۔	۔	ایکسپریس
16 مئی	ص	خاتون	16 برس	غیر شادی شدہ	اللہ دتہ، جاوید، ممتاز، شمیر، نسیم	اہل علاقہ	چک 279 ای بی، گگومنڈی	۔	۔	ایکسپریس
16 مئی	رع	خاتون	16 برس	غیر شادی شدہ	شاہنواز	استاد	چونڈکو، خیرپور میرس	۔	۔	کاوش
16 مئی	م	بچی	5 برس	غیر شادی شدہ	جاوید	اہل علاقہ	خیرپور ٹامے والی، بہاولپور	درج	۔	خواجہ اسد اللہ
16 مئی	س	بچی	10 برس	غیر شادی شدہ	عابد	اہل علاقہ	گاؤں کوٹلہ ماہی، بہاولپور	۔	گرفتار	ایکسپریس ٹریبیون
16 مئی	۔	بچی	5 برس	غیر شادی شدہ	۔	اہل علاقہ	خیرپور ٹامے والی، رحیم یار خان	درج	۔	ایکسپریس ٹریبیون
17 مئی	۔	بچی	8 برس	غیر شادی شدہ	قاری طاہر	اہل علاقہ	لونگے، قصور	درج	گرفتار	خبریں
17 مئی	شہزاد	مرد	14 برس	غیر شادی شدہ	وکیل	۔	ریگی للمہ، پشاور	درج	گرفتار	آج

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت/مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	ملزم گرفتار/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
17 مئی	علینا	بچی	8 برس	غیر شادی شدہ	شفیع	اہل علاقہ	چک 9 ڈی آر بی، چولستان، بہاول پور	درج	-	خواجہ اسداللہ
17 مئی	ن	خاتون	-	غیر شادی شدہ	شرافت علی	اہل علاقہ	چک 129 ڈی این بی، بہاول پور	درج	-	خواجہ اسداللہ
18 مئی	علمدار	بچہ	5 برس	غیر شادی شدہ	غلام حیدر	اہل علاقہ	موضع جیٹھ بھٹہ، خان پور، رحیم یار خان	درج	-	خبریں ملتان
19 مئی	م	خاتون	8 برس	غیر شادی شدہ	-	اہل علاقہ	گوٹھ گڑوی، کرم پور، کشمور	-	-	کاوش
19 مئی	شیراز	بچہ	11 برس	غیر شادی شدہ	عادل	-	یوسف آباد، پشاور	درج	گرفتار	آج
19 مئی	ث	خاتون	22 برس	غیر شادی شدہ	علی اکبر، لیاقت، شوکت	اہل علاقہ	کوٹ لکھپت، لاہور	درج	-	نوائے وقت
19 مئی	ن	خاتون	35 برس	-	اسلم، ساتھی	اہل علاقہ	لنڈیاں والا، فیصل آباد	درج	-	نوائے وقت
19 مئی	اظہر	بچہ	13 برس	غیر شادی شدہ	مظہر عباس، ساتھی	اہل علاقہ	نشاط آباد، فیصل آباد	-	-	نوائے وقت
19 مئی	نصیر	بچہ	-	غیر شادی شدہ	قاسم، ساتھی	اہل علاقہ	53 ج ب، فیصل آباد	-	-	نوائے وقت
19 مئی	-	بچہ	-	غیر شادی شدہ	وسیم	اہل علاقہ	نشاط آباد، فیصل آباد	-	-	نوائے وقت
20 مئی	ک	خاتون	15 برس	غیر شادی شدہ	اسلم	اہل علاقہ	محلہ فاروق نگر، شیخوپورہ	-	-	نوائے وقت
20 مئی	م	خاتون	-	شادی شدہ	رائے پپو	اہل علاقہ	فرید آنہ، ننکانہ	-	-	نوائے وقت
20 مئی	اشرف	بچہ	12 برس	غیر شادی شدہ	وسیم	اہل علاقہ	202 ر ب، فیصل آباد	-	-	نوائے وقت
20 مئی	ر	خاتون	-	غیر شادی شدہ	ندیم	اہل علاقہ	چک 496 گ ب، ماموں کانجن	-	-	نوائے وقت
20 مئی	حسن علی	بچہ	13 برس	غیر شادی شدہ	محمد تاج	اہل علاقہ	گاؤں بائل گنج، پاک پتن	-	-	نوائے وقت
20 مئی	کلثوم بی بی	خاتون	-	غیر شادی شدہ	امان اللہ	اہل علاقہ	موضع کھنڈلوڑیاں، خیر پور ٹامے والی، بہاول پور	درج	گرفتار	خواجہ اسداللہ
21 مئی	ش	خاتون	14 برس	غیر شادی شدہ	اظہر حسین	اہل علاقہ	جناح آبادی، لودھراں	درج	گرفتار	خبریں ملتان
21 مئی	راشد	مرد	-	غیر شادی شدہ	شاہد	اہل علاقہ	کچی شکرانی، اوچ شریف	درج	-	خواجہ اسداللہ
21 مئی	شہزاد	بچہ	13 برس	غیر شادی شدہ	فاروقی، شاہ نواز	اہل علاقہ	جھوک اترا، ڈیرہ غازی خان	درج	-	خبریں ملتان
21 مئی	الف	بچہ	10 برس	غیر شادی شدہ	عبدالستار	اہل علاقہ	گھوٹکی	-	-	کاوش
21 مئی	-	خاتون	-	-	-	اہل علاقہ	حافظ آباد بائی پاس	درج	-	پاکستان ٹائمز
22 مئی	الف	بچی	12 برس	غیر شادی شدہ	اعجاز	اہل علاقہ	کوٹ اسحاق، قلعہ دیدار سنگھ	-	گرفتار	نوائے وقت
22 مئی	ز	خاتون	-	-	یونس	اہل علاقہ	موضع خان والا، لیہ	درج	-	خبریں
22 مئی	ع	خاتون	14 برس	غیر شادی شدہ	یاسین، شرافت، غلام عباس، منظور	اہل علاقہ	کھڈیاں، قصور	درج	-	خبریں
22 مئی	-	خاتون	-	غیر شادی شدہ	ندیم	اہل علاقہ	چک 496 گ ب، فیصل آباد	درج	-	نیوز
22 مئی	ف	خاتون	-	شادی شدہ	س	اہل علاقہ	تھانہ روات، راول پنڈی	درج	گرفتار	نیشن
22 مئی	-	خاتون	-	-	-	اہل علاقہ	چکلالہ اسکیم III، راول پنڈی	-	-	نیشن

تعلقات استوار کرنے سے انکار پر جواں سالہ ملازمہ کی جان لے لی

ملتان سے تقریباً 30/35 کلو میٹر دور نواحی علاقہ قادر پور رواں میں 18/19 سالہ گھریلو ملازمہ سونیا مائی دختر ظفر احمد کو علاقہ کے زمیندار رضوان نے تعلقات استوار کرنے سے انکار پر پسٹل سے فائر کر کے قتل کر دیا اور ورثاء کے آنے سے پہلے نعش کی تدفین کر دی۔ اخبارات میں خبر شائع ہونے پر پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کی ملتان ٹاسک فورس نے واقعہ کی چھان بین کے لئے 17 اپریل 2016 کو 3 رکنی فیکٹ فائنڈنگ ٹیم تشکیل دی اور موقع پر جا کر حالات و واقعات کا جائزہ لیا۔

وقوعہ کا پس منظر: مقدمہ کی مدعیہ کا بیان

فیکٹ فائنڈنگ ٹیم نے مقتولہ سونیا مائی کی والدہ اور مقدمہ کی مدعیہ شمیم مائی زوجہ غلام شبیر سے وقوعہ کے بارے میں معلوم کیا جس نے بتایا کہ اُس کی پہلی شادی ظفر احمد سے ہوئی جس سے 4 لڑکیاں اور ایک لڑکا پیدا ہوا۔ تقریباً 9 سال قبل گھریلو ناچاقی کی وجہ سے ظفر احمد نے اسے طلاق دے دی تو اس نے غلام شبیر سے دوسری شادی کر لی۔ سونیا مائی اس کی بڑی بیٹی تھی۔ اس کی بیٹی سونیا مائی علاقہ کے زمیندار رضوان ظفر کے ہاں گھریلو ملازمہ کے طور پر کام کاج کرتی تھی۔ پہلے خاوند سے طلاق لینے کے بعد اپنی بیٹی سونیا مائی کو زمیندار سے واپس حاصل کرنے کی بڑی کوشش کی چونکہ رضوان ظفر علاقہ کا بااثر زمیندار ہے جس نے اس کی بیٹی کو واپس کرنے سے انکار کر دیا اور جان سے مار دینے کی دھمکیاں دیتا رہا۔ وہ اپنے خاوند غلام شبیر کے ساتھ لاہور میں رہائش پذیر ہوگئی۔ کبھی کبھار موبائل فون پر بیٹی سے بات ہو جایا کرتی تھی جس کی باتوں سے معلوم ہوتا تھا کہ زمیندار رضوان اس پر تشدد کرتا رہتا تھا۔ 14 مارچ 2016 کو سہ پہر 4 بجے کے قریب اسے رضوان ظفر کا فون آیا جس نے بتایا کہ ''اس کی بیٹی سیڑھیوں سے گر کر فوت ہوگئی ہے'' جس پر میں نے کہا کہ ''میرے آنے تک تدفین نہ کریں میں جلد از جلد پہنچ جاؤں گی''۔ میں اپنے خاوند غلام شبیر کے ہمراہ لاہور سے ملتان تقریباً رات 10 بجے پہنچ گئی۔ زمیندار رضوان ظفر کے گھر والوں نے بتایا کہ ''متوفیہ کی حالت بہت خراب تھی اس لئے ہم نے اسے دفن کر دیا تھا'' جس پر اس نے شدید احتجاج کیا۔ اس پر رضوان ظفر نے اسے اور اس کے خاوند کو خاموش رہنے ورنہ قتل کرنے کی دھمکی دی۔ شمیم کے شور مچانے پر اردگرد کے لوگ بھی گھروں سے باہر نکل آئے۔ اس کے پوچھنے پر اسد اللہ اور صفدر جو کہ ان کا رشتہ دار ہے نے بتایا کہ وہ بھی سونیا مائی کے جنازے اور تدفین میں شامل تھے اور انہوں نے خود دیکھا کہ متوفیہ سونیا مائی کے کفن سے خون نکل رہا تھا اور ساتھ یہ بھی بتایا کہ علاقہ کی رہائشی خاتون منظوراں مائی نے متوفیہ سونیا مائی کو غسل دیا تھا۔ وہ اپنے خاوند غلام شبیر اور اسد اللہ کے ساتھ منظوراں مائی کے گھر گئے تو اس نے بتایا کہ اس نے سونیا مائی کو غسل دیا تھا۔ اس نے دیکھا کہ سونیا مائی کی بائیں آنکھ کے نیچے پسٹل کی گولی لگنے سے سوراخ تھا جس سے خون بہہ رہا تھا اور جسم پر بھی ناخن کے کھرچنے کے نشان تھے۔ اہل علاقہ کے کچھ لوگوں نے بھی نام نہ ظاہر کرنے کی شرط پر بتایا کہ انہوں نے بھی فائرنگ کی آواز سنی تھی چونکہ ملزمان زمیندار بڑے بااثر اور خطرناک لوگ ہیں، اس لیے وہ حقیقت بیان کرنے میں خوفزدہ ہیں۔ اس دوران ملزمان کی جانب سے اسے قتل کرنے کی دھمکیاں ملتی رہیں۔ علاقہ پولیس قادر پور رواں نے اس کی منت سماجت کے بعد یکم اپریل کو ایک رپورٹ درج کر لی تاہم ملزمان سے کوئی پوچھ گچھ نہ کی۔ اس دوران اس نے اپنے ایک رشتہ دار کے ہاں کچھ دنوں کے لئے پناہ حاصل کر لی۔ 15 اپریل 2016 کو اس نے علاقہ مجسٹریٹ ملتان کو بیٹی کی قبر کشائی کے لیے درخواست دی جس پر علاقہ مجسٹریٹ تھانہ قادر پور رواں نے 18 اپریل 2016 کو قبر کشائی کا حکم دیا۔ شمیم مائی نے اس بات کا بھی خدشہ ظاہر کیا کہ اس کا سابقہ خاوند اور سونیا مائی کا والد ظفر احمد ملزمان سے مل چکا ہے جو کہ رقم کے عوض ملزمان سے راضی نامہ کر لے گا۔ علاقہ پولیس کو اطلاع دینے کے باوجود ابھی تک اسے تحفظ فراہم نہیں کیا گیا ہے۔ اسے علاقہ پولیس کی تفتیش پر بھروسہ نہیں ہے۔ میرے مقدمہ کی تفتیش کسی ایماندار افسر سے کرائی جائے اور اسے اور اس کے اہل خانہ کو تحفظ فراہم کیا جائے۔

HRCP کی فیکٹ فائنڈنگ ٹیم نے مقتولہ سونیا مائی کی نعش کو غسل دینے والی خاتون منظوراں مائی سے بھی ملنے کی کوشش کی مگر ملزمان کے خوف کی وجہ سے منظوراں مائی نے ملنے اور کچھ بتانے سے انکار کر دیا جبکہ اہل علاقہ بھی ملزمان کے خوف اور دہشت کی وجہ سے ٹیم سے دور رہے۔

پوسٹ مارٹم رپورٹ:

18 اپریل 2016 کو علاقہ مجسٹریٹ تھانہ قادر پور رواں کے حکم کی روشنی میں مقتولہ سونیا مائی کی قبر کشائی کی گئی اور نعش کو پوسٹ مارٹم کے لئے رورل ہیلتھ سینٹر قادر پور رواں منتقل کر دیا گیا۔ 20 اپریل 2016 کو لیڈی ڈاکٹر رورل ہیلتھ سینٹر کی پوسٹ مارٹم رپورٹ کے مطابق مقتولہ سونیا مائی کی موت چہرے پر لگنے والی گولی کی وجہ سے ہوئی۔ رپورٹ پولیس نے وصول کر لی ہے۔

پولیس کا مؤقف:

HRCP کی فیکٹ فائنڈنگ ٹیم نے پولیس کا مؤقف جاننے کے لئے تھانہ قادر پور رواں کے ایس ایچ او رائے عارف سے تھانہ میں ملاقات کی جس نے ٹیم کو بتایا کہ پوسٹ مارٹم رپورٹ کی روشنی میں پولیس تھانہ قادر پور رواں نے 20 اپریل 2016 کو مقتولہ سونیا مائی کی والدہ شمیم مائی کی مدعیت میں ملزمان رضوان ظفر، جاوید بابر اور اشفاق کے خلاف مقدمہ نمبر 166/16 بجرم 302/34 ت پ درج کر کے ملزمان کی گرفتاری کے لئے چھاپے مارنا شروع کر دیئے ہیں تاہم کوئی ملزم تاحال گرفتار نہیں ہوا جبکہ مزید بتایا کہ ایک ملزم جاوید بابر نے عدالت میں عبوری ضمانت قبل از گرفتاری کے لئے درخواست دائر کر رکھی ہے جس کی تاریخ پیشی 27 اپریل 2016 ہے اور باقی دو ملزمان مفرور ہیں جنھیں جلد گرفتار کر لیا جائے گا۔

فیکٹ فائنڈنگ ٹیم کے مشاہدات:

- ☆ علاقے کے مقامی لوگ واقعے کے بارے میں کچھ بھی بتانے سے گریزاں تھے جس سے اس بات کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا تھا کہ ملزمان کتنے بااثر اور طاقتور ہیں۔
- ☆ علاقہ پولیس کا رویہ بھی غیر جانبدرانہ نظر نہیں آتا کیونکہ ابتدائی رپورٹ درج کرنے کے باوجود پولیس نے ملزمان کے خلاف کوئی کاروائی عمل میں نہیں لائی بلکہ مقدمہ کی مدعیہ کو ڈراتے دھمکاتے رہے۔
- ☆ یہ بات بھی مشاہدے میں آئی کہ تاحال مقدمہ کی مدعیہ شمیم مائی کو پولیس کی جانب سے کوئی سکیورٹی فراہم نہیں کی گئی حالانکہ قبر کشائی کے وقت بھی SHO تھانہ قادر پور رواں سے مطالبہ کیا گیا تھا کہ شمیم مائی کو تحفظ فراہم کیا جائے۔
- ☆ اس بات کا بھی خدشہ ہے کہ مقتولہ سونیا مائی کا والد ظفر احمد ملزمان سے رقم لے کر راضی نامہ کر لے گا۔

سفارشات :

- ☆ مقتولہ سونیا مائی کا سارا خاندان مزدور پیشہ ہے۔ مقتولہ سونیا مائی کی والدہ اور بہن بھائیوں کو جلد از جلد تحفظ فراہم کیا جائے۔
- ☆ مقدمہ کی تفتیش کسی اعلیٰ اور ایماندار افسر سے کرائی جائے تاکہ حقائق جلد از جلد سامنے لائے جاسکیں۔
- ☆ مقتولہ کو غسل دینے والی منظوراں مائی کو بھی تفتیش کا حصہ بنایا جائے اور اسے بھی تحفظ فراہم کیا جائے۔
- ☆ آلہ قتل بھی جلد از جلد برآمد کیا جائے۔
- ☆ ملزمان کو گرفتار کر کے مقدمہ کا چالان جلد از جلد عدالت میں بھجوایا جائے۔

ایچ آر سی پی کی فیکٹ فائنڈنگ ٹیم شاہد علی، عمانوایل عاصی اور فیصل تنگوانی پر مشتمل تھی۔

(ایچ آر سی پی، ملتان چیپٹر آفس)

تعلیم

اسکول ٹیچر کو آگ لگا دی گئی

مــــری 31 مئی کو مری میں رشتے کے تنازعہ پر 19 سالہ اسکول ٹیچر کو تشدد کے بعد آگ لگا دی گئی۔اطلاعات کے مطابق کے مطابق متاثرہ لڑکی کو رشتے سے انکار پر 5 ملزمان نے آگ لگا کر کھائی میں پھینکا جسے بعد ازاں پمز ہسپتال منتقل کیا گیا۔ڈاکٹروں نے ڈان نیوز کو بتایا کہ متاثرہ لڑکی کا جسم 85 فیصد تک جھلس چکا ہے۔ڈاکٹروں کا مزید کہنا تھا کہ لڑکی کی جان بچانے کی ہر ممکن کوششیں جاری ہیں تاہم اس کی حالت تشویشناک ہے۔متاثرہ لڑکی کے ورثا کا کہنا تھا کہ واقعے کے بعد علاقے کی پولیس کو آگاہ کیا گیا تاہم کئی گھنٹے گزر جانے کے باوجود بھی پولیس تاحال لڑکی کا بیان لینے کیلئے ہسپتال نہیں پہنچی۔خیال رہے کہ رواں سال اپریل میں صوبہ خیبر پختونخوا کے ضلع ہزارہ کے شہر ایبٹ آباد میں بھی اسی قسم کا ایک واقعہ رونما ہوا تھا جس میں جرگے کے اراکین نے ایک 16 سالہ لڑکی عنبرین کو ایبٹ آباد میں ایک خالی مکان میں لے جا کر نشہ آور ادویات دے کر بے ہوش کیا اور پھر گلا گھونٹ کر قتل کر دیا اور بعد ازاں سڑک کنارے کھڑی گاڑی کی پچھلی سیٹ پر ڈال کر پیٹرول چھڑک کر آگ لگا دی تھی۔جرگے کے اراکین کا کہنا تھا کہ عنبرین اپنی ایک دوست صائمہ کے گھر سے فرار ہو کر پسند کی شادی کرنے کے حوالے سے تفصیلات جانتی تھی۔فرار ہونے والے جوڑے کے اہل خانہ نے بتایا تھا کہ جرگے نے دونوں کو 'عبرت ناک سزا' دینے کے فیصلے کے ساتھ ساتھ عنبرین کو بھی 'سزا' دینے کا فیصلہ کیا، جو اس سارے واقعے سے باخبر تھی۔عنبرین کی لاش 29 اپریل کو ڈونگا گلی کے علاقے میں ایک جلی ہوئی گاڑی سے ملی، جس کے قریب کھڑی دوسری گاڑی بھی جلی ہوئی تھی۔ڈی پی او خرم رشید کا کہنا تھا کہ نام نہاد جرگہ علاقہ عمائدین پر نہیں بلکہ علاقے کے جرائم پیشہ افراد پر مشتمل تھا، جن کے خلاف مقدمہ درج کیا گیا ہے۔ان کا کہنا تھا کہ واقعے میں ملوث 14 ملزمان کو پولیس نے گرفتار کر لیا، جبکہ 3 مزید ملزمان کی تلاش جاری ہے۔دوسری جانب پسند کی شادی کرنے والے جوڑے کے حوالے سے تاحال کوئی معلومات سامنے نہیں آسکیں۔

(انگریزی سے ترجمہ، بشکریہ ڈان)

سکولوں کی سکیورٹی پر توجہ دی جائے

پاکپتن گورنمنٹ مڈل سکول کوٹ مہر سنگھ تحصیل عارف والہ ضلع پاکپتن کی چاردیواری نامکمل ہے۔گورنمنٹ بوائز سکول تحصیل عارفہ والہ ضلع پاکپتن کی چاردیواری بھی نامکمل ہے۔گورنمنٹ بوائز مڈل سکول تحصیل عارف والا ضلع پاکپتن کی چاردیواری چار فٹ تک ہے۔کوئی بھی آدمی بڑی آسانی سے دیوار پھلانگ سکتا ہے اور نہ ہی سکیورٹی گارڈز مقرر ہیں۔سکیورٹی کے انتظامات نہ ہونے کی وجہ سے والدین نے اپنے بچوں کو سرکاری سکولوں سے نکال کر پرائیویٹ سکولوں میں داخل کروانا شروع کر دیا ہے۔سرکاری سکولوں میں حاضری کم ہو رہی ہے جن والدین کے بچے ان سرکاری سکولوں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ ان سکولوں میں سکیورٹی کے انتظامات ٹھیک کیے جائیں۔کچھ لوگ اعلیٰ حکام سے ملے بھی تھے تو انہوں نے یہ کہہ کر واپس بھیج دیا کہ انہوں نے سکولوں کی درجہ بندی کی ہوئی ہے۔اے بی اور سی پہلے وہ اے اور بی درجہ کے سکولوں کی سکیورٹی پر توجہ دے رہے ہیں اس کے بعد سی درجہ کی باری آئے گی اور مذکورہ سکول درجہ سی کے زمرے میں آتے ہیں۔

(غلام نبی)

طالبہ پر ٹیچر کا شدید تشدد

ٹوبہ ٹیک سنگھ 25 اپریل کو ٹوبہ کے قصبہ سندھیلیانوالی کے دربار چوک میں واقع حسین پبلک سکول میں آٹھویں جماعت کی طالبہ سحر فاطمہ کو اس کی ٹیچر رقیہ نے مبینہ طور پر سبق یاد نہ کرنے پر تشدد کا نشانہ بنایا۔سحر نے اپنے والدین کو شکایت کی تو بچی کے والدین نے سکول پرنسپل سے شکایت کی جس پر سکول پرنسپل نے ٹیچر رقیہ کی سرزنش کی۔اگلے روز طیش میں آکر رقیہ نے مبینہ طور پر سحر کو سکول کی چھت پر لے جا کر مبینہ طور پر تشدد کا نشانہ بنایا اور اسے چھت سے دھکا دے دیا۔چھت سے گرنے کی وجہ سے بچی کی ایک ٹانگ ٹوٹ گئی اور اسے شدید چوٹیں آئیں۔بچی کو علاج کے لیے ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال ٹوبہ منتقل کر دیا گیا ہے جہاں اس کا علاج جاری ہے۔متاثرہ بچی کے مطابق تاحال سکول انتظامیہ یا ٹیچر کے خلاف محکمہ تعلیم اور ضلعی انتظامیہ کی طرف سے کوئی کارروائی عمل میں نہیں لائی گئی۔متاثرہ بچی سحر نے ڈسٹرکٹ کوآرڈی نیشن افسر عامر اعجاز اکبر اور ڈسٹرکٹ پولیس افسر رانا شہزاد اکبر سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ سکول ٹیچر کے خلاف کارروائی کریں اور انہیں انصاف دلوائیں۔اس سلسلے میں ڈی سی او سے رابطہ کیا گیا جس پر انہوں نے کہا کہ ابھی اس معاملے میں صحیح طرح معلوم نہیں ہو پا رہا کہ بچی کو دھکا دیا گیا ہے یا وہ پاؤں پھسلنے کے باعث گری تھی۔عامر شہزاد اکبر نے کہا ہے کہ اگر بچی پر ٹیچر کی طرف سے تشدد ثابت ہو جاتا ہے تو وہ سکول ٹیچر اور سکول انتظامیہ کے خلاف کارروائی کریں گے۔ضلعی انتظامیہ نے پیرمحل میں ٹیچر کے مبینہ تشدد سے آٹھویں کلاس کی طالبہ کی ٹانگ ٹوٹ جانے کا نوٹس لیتے ہوئے واقعہ کی انکوائری کے لیے کمیٹی تشکیل دے دی ہے۔ڈسٹرکٹ کوآرڈی نیشن افسر عامر اعجاز اکبر نے واقعہ کی انکوائری کے لیے ای ڈی او ایجوکیشن راؤ عتیق الرحمان اور ڈسٹرکٹ مانیٹرنگ افسر حافظ محمد نجیب کو انکوائری افسر مقرر کیا ہے۔ڈی سی او کے مطابق انکوائری افسر دو دن میں انہیں واقع کی رپورٹ مکمل کر کے دیں گے اور اگر رپورٹ میں بچی پر تشدد ثابت ہو گیا تو سکول ٹیچر کے ساتھ ساتھ سکول انتظامیہ کے خلاف بھی قانونی کارروائی کی جائے گی۔ڈی سی او نے کہا کہ ڈی ایچ کیو ہسپتال کی انتظامیہ کو ہدایت کر دی گئی ہے کہ وہ بچی کے علاج معالجے کے لیے تمام وسائل استعمال کریں اور اس سلسلے میں کوئی کوتاہی برداشت نہیں کی جائے گی۔

(اعجاز اقبال)

کالج میں تعلیمی سہولیات کا مطالبہ

نــوشـکـی 2001ء میں نوشکی میں گرلز انٹر کالج میں کلاسوں کا آغاز ہوا۔2013ء میں انٹر گرلز کالج کو ڈگری کالج کا درجہ دیا گیا۔تین سالوں سے صوبائی حکومت نے بلوچستان میں تعلیمی ایمرجنسی کا اعلان کر رکھا ہے۔اس وقت نوشکی کے سب سے بڑے تعلیمی ادارے ڈگری گرلز کالج میں تعلیمی ایمرجنسی کے اعلان کے باوجود 16 برسوں سے کوئی اضافی کمرہ تعمیر نہیں کیا گیا۔بیس گریڈ کے پروفیسر کی ایک آسامی 19 گریڈ کے پروفیسرز کی 3 آسامیاں، 18 گریڈ اسسٹنٹ پروفیسر کی چھ آسامیاں اور 17 گریڈ لیکچرارز کی آٹھ آسامیاں خالی ہیں۔گرلز ڈگری کالج میں فرنیچر، سائنس لیبارٹری میں سائنسی آلات، پرنسپل، پروفیسرز اور اسٹاف کے لیے رہائشی سہولیات کا فقدان ہے۔ڈگری گرلز کالج نوشکی میں 11 سو سے زائد طالبات تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔اساتذہ کی آسامیاں خالی ہونے کی وجہ سے طالبات کا مستقبل ضائع ہو رہا ہے۔

(نامہ نگار)

خودکشی کے واقعات

مختلف اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں اور جہدحق کے نامہ نگاروں کی جانب سے بھجوائی گئی رپورٹوں کے مطابق 25 اپریل سے 22 مئی کے دوران ملک بھر میں 223 افراد نے خودکشی کرلی۔ خودکشی کرنے والوں میں 81 خواتین شامل تھیں۔ اسی عرصے کے دوران 136 افراد نے خودکشی کرنے کی کوشش کی جنہیں بروقت طبی امداد کے ذریعے بچالیا گیا۔ اقدام خودکشی کرنے والوں میں 70 خواتین شامل ہیں۔ اعدادوشمار کے مطابق خودکشی کرنے والوں میں 131 افراد نے گھریلو جھگڑوں ومسائل سے تنگ آکراور 23 نے معاشی تنگدستی سے مجبور ہوکر خودکشی کرلی۔ خودکشی کے واقعات میں 130 نے زہر کھا/پی کر، 31 نے خودکو گولی مارکراور 37 نے گلے میں پھندا ڈال کر جان دے دی۔ خودکشی اوراقدام خودکشی کے 359 واقعات میں سے صرف 22 واقعات کی ایف آئی آر درج ہوئی۔

تاریخ	نام	جنس		عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
25اپریل	-	بچی	-	11برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک 128 گ ب، فیصل آباد	-	ایکسپریس ٹریبیون
25اپریل	فاطمہ فیصل	خاتون	-	18برس	غیرشادی شدہ	نفسیاتی دباؤ	خودکو گولی مارکر	لارنس روڈ، لاہور	-	روزنامہ خبریں
25اپریل	بشارت	مرد	-	-	-	-	خودکو گولی مارکر	نصیرآباد، لاہور	-	روزنامہ نئی بات
25اپریل	صباء	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	محلہ اسلام پورہ، چک جھمرہ	-	روزنامہ نئی بات
25اپریل	شہبازعلی	مرد	-	21برس	غیرشادی شدہ	بے روزگاری سے تنگ آکر	پھندا لے کر	رحمت کالونی، رحیم یارخان	-	روزنامہ دنیا
25اپریل	نویدڈوگر	مرد	-	-	شادی شدہ	مالی حالات سے تنگ آکر	خودکو گولی مارکر	93/9 ایل، ساہیوال	-	روزنامہ دنیا
25اپریل	محمد افضل	مرد	-	60برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک 19/9 آر، کپاکھوہ، ملتان	-	روزنامہ دنیا
25اپریل	شاہ رخ	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	ساہوکی ملیاں، شیخوپورہ	-	روزنامہ جنگ
25اپریل	اظہرشیخ	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	لاڑکانہ	-	روزنامہ کاوش
26اپریل	کاظم حسین	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	سیت پور	-	خبریں ملتان
26اپریل	شایان	مرد	-	26برس	غیرشادی شدہ	بے روزگاری سے تنگ آکر	خودکو گولی مارکر	میاں میر، دھرم پورہ، لاہور	-	روزنامہ جنگ
26اپریل	کنورنسیم	مرد	-	58برس	-	-	زہرخورانی	لٹن روڈ، لاہور	-	روزنامہ جنگ
26اپریل	فرزانہ بی بی	خاتون	-	-	غیرشادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھندا لے کر	موضع سیرے، پھالیہ	-	روزنامہ جنگ
26اپریل	محمد دین	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گاؤں راجیاں، چونڈہ	-	روزنامہ جنگ
26اپریل	شبیر	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک نمبر 70 جنوبی، بھاگتاں والا	-	روزنامہ جنگ
26اپریل	کویتا	خاتون	-	42برس	شادی شدہ	مالی حالات سے تنگ آکر	پھندا لے کر	سوپیرز کوارٹر، جیکسن روڈ، کراچی	-	روزنامہ دنیا
26اپریل	آمنہ	خاتون	-	20برس	غیرشادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھندا لے کر	اسٹیل ٹاؤن، کراچی	-	روزنامہ دنیا
26اپریل	جاناں	خاتون	-	30برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک 81 پی، رحیم یارخان	-	روزنامہ دنیا
27اپریل	-	مرد	-	-	-	-	-	بکتو، ہنگو	-	ایکسپریس ٹریبیون
27اپریل	فاطمہ شورو	خاتون	-	25برس	شادی شدہ	ذہنی معذوری	پھندا لے کر	گاؤں شاہ بخاری، حیدرآباد	-	روزنامہ کراچی ڈان
28اپریل	محبوب احمد	مرد	-	14برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	شاہدرہ، لاہور	-	روزنامہ نوائے وقت
28اپریل	وکیل	مرد	-	-	شادی شدہ	محبت میں ناکامی	زہرخورانی	موضع اکال گڑھ، منچن آباد	-	روزنامہ نوائے وقت
28اپریل	حفیظاں بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	محبت میں ناکامی	زہرخورانی	موضع اکال گڑھ، منچن آباد	-	روزنامہ نوائے وقت
28اپریل	تاج سلطان	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	ٹیچر کالونی، کوٹ رادھاکشن، قصور	-	روزنامہ نوائے وقت
28اپریل	عبداللہ	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	23 گ ب، جڑاں والا	-	روزنامہ نوائے وقت
28اپریل	ف	خاتون	-	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	عیسیٰ خیل	-	روزنامہ جنگ
28اپریل	الیاس	مرد	-	20برس	شادی شدہ	-	زہرخورانی	بستی یاقی، مانا احمدانی، ڈیرہ غازی خان	-	روزنامہ ایکسپریس
28اپریل	سنگیتا	خاتون	-	18برس	شادی شدہ	-	زہرخورانی	بستی یاقی، مانا احمدانی، ڈیرہ غازی خان	-	روزنامہ ایکسپریس
28اپریل	عبدالرحمان	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	-	خودکو گولی مارکر	شبقدر، چارسدہ	درج	روزنامہ آج
28اپریل	انتظارحسین	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	-	خودکو گولی مارکر	عیسیٰ خیل، کوہاٹ	درج	روزنامہ ایکسپریس

تاریخ	نام	جنس		عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
28اپریل	کنیز مائی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چوک تھل، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
28اپریل	ع	خاتون	-	17برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گاؤں 9پی عبدالحکیم، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
28اپریل	-	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	بستی ٹوک، فیروزہ، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
28اپریل	علیڈنو جتوئی	مرد	-	28برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	رستم، شکارپور	-	روزنامہ کاوش
28اپریل	محمد اکرم	مرد	-	21برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	صادق آباد	-	روزنامہ خبریں ملتان
29اپریل	-	خاتون	-	28برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	منجھو شوری، نصیر آباد، ڈیرہ مراد جمالی	-	روزنامہ ڈان
29اپریل	فیضان علی	مرد	-	25برس	شادی شدہ	-	خودکو گولی مارکر	100/9ایل، ساہیوال	-	روزنامہ دنیا
29اپریل	سویرا بی بی	خاتون	-	15برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	سخی سرور کالونی، رحیم یار خان	-	روزنامہ دنیا
29اپریل	عشرت بی بی	خاتون	-	22برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	جہ عباسیاں، رحیم یار خان	-	روزنامہ دنیا
29اپریل	عاصم بی بی	خاتون	-	16برس	غیر شادی شدہ	-	پھندا لے کر	سرہ درگہ، بنوں	درج	روزنامہ ایکسپریس
30اپریل	زبیدہ بی بی	خاتون	-	40برس	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	خودکو گولی مارکر	چک دریا، دینہ	-	روزنامہ نوائے وقت
30اپریل	احمد	مرد	-	22برس	غیر شادی شدہ	بے روزگاری سے تنگ آکر	زہرخورانی	محلہ چاہ جہانگیری والا، چنیوٹ	-	روزنامہ نوائے وقت
30اپریل	ارسلان	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کامونکی	-	روزنامہ نوائے وقت
30اپریل	رفعت بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	-	زہرخورانی	محلہ محمد زئی، ایبٹ آباد	-	ایکسپریس ٹریبیون
30اپریل	نوشاد خان	مرد	-	45برس	شادی شدہ	غربت سے تنگ آکر	پھندا لے کر	حق ٹاؤن، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
30اپریل	رحیماں مائی	خاتون	-	30برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	بسم اللہ پور، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
30اپریل	-	خاتون	-	22برس	شادی شدہ	گھریلو تشدد سے تنگ آکر	پھندا لے کر	روہیلاں والی	-	روزنامہ خبریں ملتان
30اپریل	الٰہی بخش	مرد	-	60برس	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	ٹرین تلے آکر	بستی آڑہ، دائرہ دین پناہ، مظفر گڑھ	-	روزنامہ خبریں ملتان
30اپریل	منیر احمد	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	کوٹ سنجر، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
یکم مئی	محمد اکرم	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	محلہ کالیکی، حافظ آباد	-	روزنامہ جنگ
یکم مئی	احسن	مرد	-	22برس	غیر شادی شدہ	باپ کی موت پر دلبرداشتہ	ٹرین تلے آکر	راہوالی، گجراں والا	-	روزنامہ جنگ
یکم مئی	علی	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	کنجاہ، گجرات	-	روزنامہ جنگ
یکم مئی	فیاض ڈیپر	مرد	-	18برس	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	ایئرپورٹ روڈ، لاڑکانہ	-	روزنامہ کاوش
یکم مئی	طاہرہ بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	دریا میں کود کر	کہو، شانگلا	درج	روزنامہ آج
2مئی	طاہر	مرد	-	45برس	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھندا لے کر	جوہر ٹاؤن، لاہور	-	روزنامہ خبریں
2مئی	عمران	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	محلہ حسن پورہ، پنڈی بھٹیاں	-	روزنامہ خبریں
2مئی	غلام عباس	مرد	-	18برس	غیر شادی شدہ	-	زہرخورانی	مظفر گڑھ	-	روزنامہ جنگ
2مئی	نوید احمد	مرد	-	35برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	صادق آباد	-	روزنامہ جنگ
2مئی	رابعہ بی بی	خاتون	-	19برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	صادق آباد	-	روزنامہ جنگ
2مئی	ف	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھندا لے کر	کوٹ ڈیجل، پیر جو گوٹھ، خیر پور میرس	-	روزنامہ کاوش
2مئی	نوید احمد	مرد	-	30برس	-	غربت سے تنگ آکر	زہرخورانی	ٹبہ قادر آباد، رحیم یار خان	-	خبریں ملتان
3مئی	ملائکہ	بچی	-	13برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گڑھی بیلہ، رحیم یار خان	-	خبریں ملتان
3مئی	صغراں بی بی	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک ہمتہ، لودھراں	-	خبریں ملتان
3مئی	بلال احمد	مرد	-	17برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	صادق آباد، رحیم یار خان	-	خبریں ملتان
3مئی	نعیم عباسی	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	فیروزہ، رحیم یار خان	-	خبریں ملتان

تاریخ	نام	جنس		عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
3مئی	اسلم	مرد	-	60برس	شادی شدہ	-	پھندا لے کر	بستی درکھاناں، بہاولپور	-	خواجہ اسداللہ
3مئی	شاہ زیب	مرد	-	22برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	لنگر سرائے، بگا شیر، مظفر گڑھ	-	خبریں ملتان
3مئی	ماجد بٹ	مرد	-	32برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکوگولی مارکر	شادباغ، لاہور	-	روزنامہ دنیا
3مئی	اقراء بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	-	زہرخورانی	گاؤں بھمبا کلاں، کوٹ رادھاکشن	-	روزنامہ دنیا
4مئی	رضوان	مرد	-	22برس	غیرشادی شدہ	غربت سے تنگ آکر	زہرخورانی	گاؤں شاری سیداں، منڈی بہاؤالدین	-	پاکستان ٹائمز
4مئی	سلمان	مرد	-	18برس	غیرشادی شدہ	-	زہرخورانی	گارڈن ٹاؤن، لاہور	-	روزنامہ جنگ
4مئی	سمیعہ بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	اڈا لنڈیاں والا، جڑاں والا	-	روزنامہ جنگ
4مئی	عرفان	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	باقرپور، چوپڑہٹہ، کبیروالا	-	خبریں ملتان
4مئی	سلیم	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	جمال پور، بہاولپور	-	خبریں ملتان
5مئی	پروین بی بی	خاتون	-	30برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	مسلم ٹاؤن، لاہور	-	روزنامہ خبریں
5مئی	ابصار احمد	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	رول نمبر سلپ نہ ملنے پر	زہرخورانی	محلہ النور پارک، شیخوپورہ	-	روزنامہ جنگ
5مئی	عالیہ پروین	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک 391 ج ب، ٹوبہ ٹیک سنگھ	-	روزنامہ ڈان
5مئی	احمد	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	خودکوگولی مارکر	تھانہ گرت، مچھ، بولان	-	روزنامہ دنیا
5مئی	صحت مائی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے تنگ آکر	زہرخورانی	محلہ شالی، تونسہ شریف	-	روزنامہ دنیا
5مئی	حلیمہ مائی	خاتون	-	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخوانی	کوہر، تونسہ شریف	-	روزنامہ دنیا
5مئی	ہاشم	مرد	-	15برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ہاؤسنگ کالونی، شیخوپورہ	-	روزنامہ دنیا
5مئی	یاسر	مرد	-	18برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکوگولی مارکر	چک 306 ج ب، گوجرہ	-	روزنامہ دنیا
5مئی	عبدالحمید	مرد	-	-	-	-	خودکوگولی مارکر	تخت نصرتی، کرک	درج	روزنامہ ایکسپریس
5مئی	جمیلہ لاکھو	خاتون	-	19برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ اللہ داد لاکھو، خیرپورمیرس	-	روزنامہ کاوش
5مئی	عامر علی منگی	مرد	-	16برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکوگولی مارکر	گلوسیال، گمبٹ، خیرپورمیرس	-	روزنامہ کاوش
5مئی	حاجی	مرد	-	32برس	-	ذہنی معذوری	پھندا لے کر	موضع چنڈ، داجل، جام پور	-	خبریں ملتان
6مئی	سلیم عباس	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	محلہ فاروقیہ، تونسہ شریف	-	خبریں ملتان
6مئی	منظوراں	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کوٹ آرائیں، جھنگ	-	روزنامہ ایکسپریس
6مئی	عشرت	خاتون	-	22برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کوٹ آرائیں، جھنگ	-	روزنامہ ایکسپریس
6مئی	کشور	خاتون	-	18برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کوٹ آرائیں، جھنگ	-	روزنامہ ایکسپریس
6مئی	رانی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	ریڑکابالا، کھٹیالا شیخاں	-	روزنامہ جنگ
6مئی	ریحانہ	خاتون	-	50برس	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	منوبھائیکے، نوشہرہ ورکاں	-	روزنامہ جنگ
6مئی	مدثر	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	محلہ فاروق آباد، دریاخان	-	روزنامہ دنیا
6مئی	محمد انور	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ساہیوال	-	روزنامہ دنیا
6مئی	ریحانہ	خاتون	-	40برس	شادی شدہ	-	زہرخورانی	گاؤں محمد پریل سیال، شہدادکوٹ	-	دنیا روزنامہ
6مئی	عاصمہ	خاتون	-	18برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	نیوجنرل بس سٹینڈ، خانیوال	-	خبریں ملتان
6مئی	مرتضیٰ سومرو	مرد	-	-	-	-	خودکوگولی مارکر	شکارپور	-	روزنامہ کاوش
6مئی	مسرت بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	113 یوسی بستی ملوک، خانیوال	-	خبریں ملتان
7مئی	غلام فاطمہ	خاتون	-	-	شادی شدہ	معاشی حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	گاؤں سنگڑیال، پسرور	-	روزنامہ دنیا
7مئی	زبیدہ بی بی	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	موضع سعد، قصور	-	روزنامہ دنیا

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
7مئی	علی	بچہ	-	13برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک55پی،رحیم یارخان	-	روزنامہ دنیا
7مئی	پروین	خاتون	-	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	راجارام،رحیم یارخان	-	روزنامہ دنیا
7مئی	-	مرد	-	-	-	معاشی حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	نواب ٹاؤن،لاہور	-	ایکسپریس ٹریبیون
7مئی	صفدر	مرد	-	-	-	-	پھندالےکر	منڈ کالونی، کنجاہ، گجرات	-	روزنامہ نوائے وقت
7مئی	سلیم	مرد	-	28برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گاؤں 58/10آر،خانیوال	-	خبریں ملتان
7مئی	زوجہ عارف	خاتون	-	-	شادی شدہ	-	زہرخورانی	محلہ خورشید آباد،راجارام،ملتان	-	خبریں ملتان
7مئی	علی سلیم	بچہ	-	13برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک نمبر55پی،رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
7مئی	شمس الرحمان	مرد	-	-	-	-	خودکوگولی مارکر	چترال سٹی، چترال	درج	روزنامہ ایکسپریس
8مئی	ابرار حسین	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	پھندالےکر	گاؤں ہجرائے کلاں، پتوکی	-	روزنامہ دنیا
8مئی	امین	مرد	-	23برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکوگولی مارکر	چک100، بجاجاں والا،فیصل آباد	-	روزنامہ دنیا
8مئی	ندیم	مرد	-	30برس	-	معاشی حالات سے دلبرداشتہ	پھندالےکر	اورنگی ٹاؤن،کراچی	-	روزنامہ دنیا
8مئی	حاجی خان	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	پھندالےکر	گوٹھ نور محمد،اوستہ محمد	-	روزنامہ دنیا
8مئی	-	خاتون	-	-	شادی شدہ	-	نہرمیں کودکر	دلے والی قریشیاں،موچھ	-	روزنامہ دنیا
8مئی	اشفاق	مرد	-	18برس	غیرشادی شدہ	مالی حالات سے دلبرداشتہ	پھندالےکر	226رب،ملکھاں والا،فیصل آباد	-	روزنامہ نوائے وقت
8مئی	-	خاتون	-	-	شادی شدل	-	نہرمیں کودکر	تھل کینال، عیسیٰ خیل	-	روزنامہ خبریں
8مئی	ناہید ہالیپوٹو	خاتون	-	-	شادی شدہ	غربت سے تنگ آکر	نہرمیں کودکر	حیدر محلہ، لاڑکانہ	-	روزنامہ کاوش
8مئی	مریم بی بی	خاتون	-	-	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	چک نمبر44، بزمان	-	شیخ مقبول حسین
9مئی	محمد اکرم	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	جمبر کلاں،قصور	-	روزنامہ ایکسپریس
9مئی	نعمت بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	تھانہ الپہ، ملتان	-	روزنامہ دنیا
9مئی	کامران	مرد	-	17برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	نورے والی، رحیم یارخان	-	روزنامہ دنیا
9مئی	انور	مرد	-	-	-	-	زہرخورانی	149ای بی، پاک پتن	-	روزنامہ ایکسپریس
9مئی	مشیر احمد	مرد	-	-	-	مالی حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	بدلی شریف، رحیم یارخان	-	روزنامہ ایکسپریس
9مئی	شاہد	مرد	-	22برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کوٹ دادو گھلو،رحیم یارخان	-	روزنامہ دنیا
9مئی	ف	خاتون	-	-	-	-	زہرخورانی	موضع جلال آباد، رحیم یارخان	-	روزنامہ دنیا
9مئی	خالد محمود	مرد	-	17برس	غیرشادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	گاؤں اروڑیا، فتح جنگ	-	روزنامہ دنیا
9مئی	جاوید احمد	مرد	-	-	شادی شدہ	غربت سے تنگ آکر	نہرمیں کودکر	واں پھجراں،میانوالی	-	روزنامہ خبریں
9مئی	عباس	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک 471 گ ب، سمندری، فیصل آباد	-	روزنامہ خبریں
9مئی	اسلم	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک نمبر425ٹی ڈی اے، لیہ	-	خبریں ملتان
9مئی	شرف دین	مرد	-	40برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندالےکر	خسور، بھکر	-	خبریں ملتان
9مئی	ایم شاہد	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	موضع کوٹ دادو گھلو، بہاول پور	-	خواجہ اسد اللہ
9مئی	-	خاتون	-	-	-	-	زہرخورانی	موضع جلال آباد، بہاول پور	-	خبریں ملتان
10مئی	-	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	موضع سدووالا، نارووال	-	روزنامہ جنگ
10مئی	رضوان احمد	مرد	-	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھندالےکر	موضع ٹھکروریام، پھالیہ	-	روزنامہ جنگ
10مئی	-	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	مونگی بنگلہ، گوجرہ	-	روزنامہ جنگ
10مئی	سونیا	خاتون	-	17برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	فیصل آباد	-	روزنامہ نئی بات

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
10 مئی	شاہین بی بی	خاتون	–	–	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو جلا کر	جتوئی، ملتان	–	روزنامہ نئی بات
10 مئی	محمد کاشف	مرد	–	–	–	–	زہرخورانی	225 گ ب، ٹوبہ ٹیک سنگھ	–	روزنامہ ڈان
10 مئی	لبنیٰ پروین	خاتون	–	–	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک 243 گ ب، ٹوبہ ٹیک سنگھ	–	روزنامہ ڈان
10 مئی	یوسف	مرد	–	–	–	–	زہرخورانی	بستی پیر شہیداں، منو مبارک، رحیم یار خان	–	خبریں ملتان
10 مئی	سہیل شیخ	مرد	–	22 برس	شادی شدہ	بیماری سے تنگ آکر	نہر میں کود کر	بیدل بیکس کالونی، روہڑی، سکھر	–	روزنامہ کاوش
10 مئی	احمد علی تھہیم	مرد	–	40 برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	نصیر آباد، قمبر	–	روزنامہ کاوش
10 مئی	صنم ملاح	خاتون	–	24 برس	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	تالاب میں کود کر	گاؤں علی احمد ملاح، ٹنڈو محمد خان	–	یعقوب لطیف سومرو
11 مئی	عظیم	مرد	–	–	–	جوئے میں رقم ہارنے پر	زہرخورانی	لاہور	–	روزنامہ جنگ
11 مئی	فضیلت	خاتون	–	20 برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	215 رب، بیتھڑاں، فیصل آباد	–	روزنامہ جنگ
11 مئی	سمیع اللہ	مرد	–	–	شادی شدہ	–	خود کو گولی مار کر	شامی روڈ سول لائنز، شیخوپورہ	–	روزنامہ جنگ
11 مئی	گلزار احمد	مرد	–	26 برس	–	–	خود کو گولی مار کر	کچی آباد، ملت روڈ، فیصل آباد	–	ایکسپریس
11 مئی	رفیق	مرد	–	30 برس	–	بے روزگاری سے تنگ آکر	زہرخورانی	ماڑی شوق الٰہی، چشتیاں	–	خبریں ملتان
11 مئی	شریفاں سومرو	خاتون	–	35 برس	شادی شدہ	بیماری سے تنگ آکر	پھندا لے کر	معظم کالونی، لاڑکانہ	–	روزنامہ کاوش
11 مئی	رضوان	مرد	–	–	–	گھریلو جھگڑا	–	پانچ مرلہ اسکیم، لیہ	–	خبریں ملتان
11 مئی	گل پٹھان	مرد	–	40 برس	شادی شدہ	–	بجلی کے تار چھو کر	شاہ پور جہانیاں، نوشہرو فیروز	–	روزنامہ کاوش
12 مئی	زبیدہ بی بی	خاتون	–	–	شادی شدہ	بیماری سے تنگ آکر	زہرخورانی	گاؤں ساہد، قصور	–	روزنامہ ایکسپریس
12 مئی	ابوہریرہ	بچہ	–	–	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	نہر میں کود کر	موضع پنڈی لالہ، پھالیہ	–	روزنامہ جنگ
12 مئی	نادر علی سومرو	مرد	–	19 برس	شادی شدہ	بے روزگاری سے تنگ آکر	زہرخورانی	باڈہ، لاڑکانہ	–	روزنامہ کاوش
12 مئی	ورجی کولہی	مرد	–	23 برس	–	مالی حالات سے دلبرداشتہ	پھندا لے کر	گاؤں فتح پور، ٹنڈو محمد خان	–	یعقوب لطیف سومرو
12 مئی	چاکر مسوری	مرد	–	25 برس	–	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	گوٹھ شاہ مراد موری، کندھ کوٹ	–	روزنامہ کاوش
13 مئی	رقیہ	خاتون	–	–	شادی شدہ	–	پھندا لے کر	آباد لاکھا، سکھر	–	روزنامہ کاوش
14 مئی	لیاقت علی	مرد	–	–	–	بے روزگاری سے دلبرداشتہ	نہر میں کود کر	چک 51 ج ب، فیصل آباد	–	روزنامہ نیوز
14 مئی	–	مرد	–	–	غیر شادی شدہ	رشتے سے انکار پر	خود کو گولی مار کر	ملت ٹاؤن، فیصل آباد	–	ایکسپریس ٹریبیون
14 مئی	فیصل	مرد	–	17 برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	بستی صابری، قصور	–	روزنامہ نئی بات
14 مئی	عثمان	مرد	–	–	غیر شادی شدہ	محبت میں ناکامی	خود کو گولی مار کر	سمیانہ، فیصل آباد	–	روزنامہ جنگ
14 مئی	یاسر	مرد	–	22 برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	لاٹھیاں والا، فیصل آباد	–	روزنامہ جنگ
14 مئی	شرجیل محمود	مرد	–	23 برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	پھالیہ	–	روزنامہ جنگ
14 مئی	محمد علی	مرد	–	18 برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	خانیوال	–	روزنامہ خبریں
14 مئی	رمضان	مرد	–	–	–	گھریلو جھگڑا	چھری مار کر	میاں ٹاؤن، رحیم یار خان	درج	روزنامہ خبریں
15 مئی	محمد ریاض	مرد	–	27 برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک نمبر 55 لاٹ، عارف والا	–	روزنامہ جنگ
15 مئی	–	خاتون	–	16 برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	بنی افغان، سکندر آباد	–	روزنامہ جنگ
15 مئی	رانی بی بی	خاتون	–	28 برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گاؤں پسین، سرائے مغل	–	روزنامہ جنگ
15 مئی	محمد علی	مرد	–	18 برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کوٹ محمد حسین، خانیوال	–	روزنامہ جنگ
15 مئی	سیف اللہ	مرد	–	18 برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	غازی کوٹ، فیروز والا	–	روزنامہ مشرق
15 مئی	صفدر خان	مرد	–	–	–	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ڈاگ بسود، نوشہرہ	درج	روزنامہ آج

تاریخ	نام	جنس		عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
15 مئی	زوجہ تاج محمد	خاتون	-	-	شادی شدہ	-	زہرخورانی	گاؤں پیپل کاٹلنگ، مردان	درج	روزنامہ آج
16 مئی	س	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	بالاباغ، بھانہ ماڑی، پشاور	درج	روزنامہ ایکسپریس
16 مئی	مریم بی بی	خاتون	-	18 برس	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	اقبال آباد، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
16 مئی	فاطمہ بی بی	خاتون	-	22 برس	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	صادق آباد، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں
17 مئی	جہانزیب کاکڑ	مرد	-	-	-	-	خودکو گولی مارکر	جعفرآباد	-	روزنامہ خبریں
17 مئی	رخسانہ	خاتون	-	20 برس	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	سنجہ، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں
17 مئی	چمن بی بی	خاتون	-	24 برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو چھریاں مارکر	بادامی باغ، لاہور	-	روزنامہ مشرق
17 مئی	شہباز	مرد	-	26 برس	-	-	چھت سے کودکر	جناح ہسپتال، لاہور	-	روزنامہ ایکسپریس
17 مئی	ثوبیہ	خاتون	-	24 برس	غیر شادی شدہ	غربت سے تنگ آکر	پھندا لےکر	بستی عیدگاہ، کاہنہ، لاہور	-	روزنامہ ایکسپریس
17 مئی	اخلاق احمد	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	چک 70/4 آر، ساہیوال	-	روزنامہ ایکسپریس
17 مئی	ریاض احمد	مرد	-	22 برس	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	منظور کالونی، ساہیوال	-	روزنامہ ایکسپریس
17 مئی	شارقہ بی بی	خاتون	-	-	-	-	ٹرین تلے آکر	ڈھیروگھنہ، گجرات	-	روزنامہ ایکسپریس
17 مئی	عامرنواز	مرد	-	25 برس	غیر شادی شدہ	-	خودکو گولی مارکر	چک 21، فیروزوالا	-	روزنامہ نوائے وقت
17 مئی	منوراں بی بی	خاتون	-	-	شادی شادی	شوہر کے دوسری شادی کرنے پر	پھندا لےکر	چک ایچ آر 300، فورٹ عباس	-	روزنامہ جنگ
17 مئی	احسان الحق	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	دوست سے جھگڑا	خودکو گولی مارکر	محلّہ لائن پار، فورٹ عباس	-	روزنامہ جنگ
17 مئی	قمرزمان	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گاؤں ڈیرہ اشرف، نارنگ منڈی	-	روزنامہ جنگ
17 مئی	سائرہ بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	سائرہ بی بی	کوٹلی کھوکھراں، سیالکوٹ	-	روزنامہ جنگ
18 مئی	جہانزیب	مرد	-	40 برس	شادی شدہ	-	شہ رگ کاٹ کر	مورچہ خان کلے، شیرگڑھ، مردان	درج	روزنامہ ایکسپریس
18 مئی	سلطان زیب	مرد	-	29 برس	شادی شدہ	ذہنی معذوری	خودکو گولی مارکر	تاج آباد، پشاور	درج	روزنامہ آج
18 مئی	حمیرا چنا	خاتون	-	20 برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک 146 ٹی ڈی اے، لیہ	-	روزنامہ خبریں
18 مئی	اسد	بچہ	-	12 برس	غیر شادی شدہ	-	پھندا لےکر	کوئٹہ	-	روزنامہ دنیا
18 مئی	قاسم	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	نارنگ منڈی	-	روزنامہ نئی بات
18 مئی	صغریٰ	خاتون	-	32 برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک 135/9 ایل، ساہیوال	-	روزنامہ نئی بات
18 مئی	سدرل بی بی	خاتون	-	27 برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک 67 ای بی، عارف والا	-	روزنامہ نئی بات
18 مئی	اکرام اللہ	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لےکر	فروکہ، سرگودھا	-	روزنامہ جنگ
18 مئی	ناظم	مرد	-	-	-	-	زہرخورانی	شیرآباد، سیالکوٹ	-	روزنامہ جنگ
18 مئی	فرزانہ	خاتون	-	-	-	-	زہرخورانی	اگوکی، سیالکوٹ	-	روزنامہ جنگ
18 مئی	راشد ندیم	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	پھندا لےکر	چک 230/9 آر، فورٹ عباس	-	روزنامہ جنگ
18 مئی	دلاور	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	وانڈھا اودے، کمرمشانی، میاں والی	-	روزنامہ جنگ
18 مئی	عبدالحمید	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	خدوزئی، میاں والی	-	روزنامہ جنگ
19 مئی	خالد کھوکھر	مرد	-	17 برس	-	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	گوٹھ میوکھوسو، جیکب آباد	-	روزنامہ کاوش
19 مئی	عمران	مرد	-	24 برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	خان پور، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں
19 مئی	سرور	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	ٹرین تلے آکر	چھانگا مانگا	-	روزنامہ نئی بات
19 مئی	صفدر	مرد	-	27 برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	420 ج ب، گوجرہ	-	روزنامہ نوائے وقت
20 مئی	زبیر	مرد	-	24 برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	خان پور، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں

تاریخ	نام	جنس		عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
20 مئی	اقبال سہو	مرد	ـ	65برس	شادی شدہ	غربت سے تنگ آ کر	پھندا لے کر	نواں شہر، کبیر والا	ـ	روزنامہ خبریں
20 مئی	انور کھوسو	مرد	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	گوٹھ والی ڈنو کھوسو، قمبر	ـ	روزنامہ کاوش
20 مئی	قدیر	مرد	ـ	17برس	غیر شادی شدہ	بیماری سے تنگ آ کر	پھندا لے کر	چک 184 ڈبلیو بی، گڑھ موڑ، لیہ	ـ	روزنامہ خبریں
20 مئی	انور	مرد	ـ	27برس	ـ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	محمود بوٹی، باغبان پورہ، لاہور	ـ	روزنامہ ایکسپریس
20 مئی	مسعود احمد	مرد	ـ	ـ	غیر شادی شدہ	بے روزگاری سے تنگ آ کر	نہر میں کود کر	ڈی بلاک، اوکاڑہ	ـ	روزنامہ ایکسپریس
20 مئی	خرم شہزاد	مرد	ـ	25برس	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	مدینہ کالونی، واربرٹن	ـ	روزنامہ ایکسپریس
20 مئی	شبیر احمد	مرد	ـ	ـ	شادی شدہ	بے روزگاری سے تنگ آ کر	زہرخورانی	ہمت پورہ، کھڈیاں خاص	ـ	روزنامہ ایکسپریس
20 مئی	مرزا زبیر	مرد	ـ	75برس	شادی شدہ	بیماری سے تنگ آ کر	چھت سے کود کر	میاں چنوں	ـ	روزنامہ جنگ
20 مئی	فرخ	مرد	ـ	ـ	ـ	ـ	زہرخورانی	محلّہ ککے زئیاں، سمبڑیال	ـ	روزنامہ جنگ
20 مئی	علی اکبر	مرد	ـ	ـ	غیر شادی شدہ	محبت میں ناکامی	زہرخورانی	چناب نگر	ـ	روزنامہ نوائے وقت
21 مئی	بہادر	مرد	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	موضع خالطی، بھنڈی کورائی، مظفر گڑھ	درج	روزنامہ خبریں
21 مئی	منظوراں بی بی	خاتون	ـ	18برس	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کوٹ فقیراں، رحیم یار خان	درج	روزنامہ خبریں
21 مئی	نسرین بی بی	خاتون	ـ	18برس	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	راجن پور	درج	روزنامہ خبریں
21 مئی	اعجاز حسین	مرد	ـ	20برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کوٹ سلطان	درج	روزنامہ خبریں
22 مئی	ثوبیہ بی بی	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	نیاز بیگ، قصور	ـ	روزنامہ ایکسپریس
22 مئی	محمد رمضان	مرد	ـ	20برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	گاؤں 167 ای بی، قبولہ	ـ	روزنامہ ایکسپریس
22 مئی	اسامہ	مرد	ـ	22برس	غیر شادی شدہ	ـ	زہرخورانی	ٹبہ نور پورہ، ہارون آباد	ـ	روزنامہ ایکسپریس
22 مئی	محمد سعید	مرد	ـ	ـ	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	میاں بانڈہ، دیر بالا	درج	روزنامہ ایکسپریس

اقدام خودکشی:

تاریخ	نام	جنس		عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
25اپریل	ـ	بچی	ـ	13برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک 128 گ ب، فیصل آباد	ـ	ایکسپریس ٹریبیون
25اپریل	نسرین	خاتون	ـ	50برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	نہر میں کود کر	ڈھولن چک نمبر 7، پتوکی	ـ	روزنامہ نئی بات
25اپریل	محمد عرفان	مرد	ـ	20برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گاؤں ڈھاڑی بھٹیاں، ننکانہ	ـ	روزنامہ ایکسپریس
25اپریل	عطاءاللہ بروہی	بچہ	ـ	12برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	حاجی خواستی، خان پور، شکارپور	ـ	روزنامہ کاوش
27اپریل	صفیہ بی بی	خاتون	ـ	18برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	ـ	بستی بھٹیاں، رحیم یار خان	ـ	روزنامہ خبریں ملتان
27اپریل	سلطانہ بی بی	خاتون	ـ	24برس	ـ	گھریلو جھگڑا	ـ	چک نمبر 112 پی، رحیم یار خان	ـ	روزنامہ خبریں ملتان
27اپریل	مقصوداں بی بی	خاتون	ـ	19برس	ـ	گھریلو جھگڑا	ـ	چک نمبر 232 پی، رحیم یار خان	ـ	روزنامہ خبریں ملتان
27اپریل	ساجدہ بی بی	خاتون	ـ	22برس	ـ	گھریلو جھگڑا	ـ	موضع غازی پور، رحیم یار خان	ـ	روزنامہ خبریں ملتان
27اپریل	عبدالرشید	مرد	ـ	35برس	ـ	مالی حالات سے تنگ آ کر	ـ	ڈہرکی، سندھ	ـ	روزنامہ خبریں ملتان
27اپریل	لعل علی	مرد	ـ	15برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	ـ	بسم اللہ پور، رحیم یار خان	ـ	روزنامہ خبریں ملتان
27اپریل	لیاقت علی	مرد	ـ	30برس	ـ	مالی حالات سے تنگ آ کر	ـ	میانوالی قریشیاں	ـ	روزنامہ خبریں ملتان
27اپریل	شازیہ بی بی	خاتون	ـ	15برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	ـ	اسلامیہ کالونی، رحیم یار خان	ـ	روزنامہ خبریں ملتان
27اپریل	عبداللطیف	مرد	ـ	ـ	شادی شدہ	دوسری شادی نہ ہونے پر	خود کو گولی مار کر	نزد مدیجی، شکارپور	ـ	روزنامہ کاوش
27اپریل	جمعہ خان	مرد	ـ	ـ	غیر شادی شدہ	ـ	زہرخورانی	ڈی آئی خان کینٹ	درج	روزنامہ ایکسپریس

تاریخ	نام	جنس		عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
27اپریل	عباس ماکو	مرد	-	17برس	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہر خورانی	ماکا گوٹھ، سکھر	-	روزنامہ کاوش
28اپریل	عابدہ	خاتون	-	-	-	گھریلو حالات سے تنگ آ کر	زہر خورانی	دھنوٹ، لودھراں	-	روزنامہ ایکسپریس
28اپریل	کنیز مائی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	تھل چوک، مظفر گڑھ	-	روزنامہ ایکسپریس
28اپریل	ماریا میمن	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	دریا میں کود کر	سکھر بیراج، سکھر	-	روزنامہ کاوش
29اپریل	-	مرد	-	15برس	غیر شادی شدہ	-	خود کو گولی مار کر	منجھو شوری، نصیر آباد، ڈیرہ مراد جمالی	-	روزنامہ ڈان
29اپریل	شبنم بی بی	خاتون	-	35برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو جلا کر	چک 153 رب، چک جھمرہ	-	روزنامہ نئی بات
29اپریل	آمنہ بی بی	خاتون	-	15برس	غیر شادی شدہ	مالی حالات سے تنگ آ کر	-	کچہ چوہان، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
29اپریل	نمرہ بی بی	خاتون	-	24برس	-	-	-	صادق آباد	-	روزنامہ خبریں ملتان
29اپریل	عبدالصمد	مرد	-	22برس	غیر شادی شدہ	مالی حالات سے تنگ آ کر	-	فتح پور کمال	-	روزنامہ خبریں ملتان
29اپریل	ارشاد احمد	مرد	-	30برس	-	مالی حالات سے تنگ آ کر	-	دین پور شریف، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
30اپریل	نائلہ بی بی	خاتون	-	25برس	-	-	-	بستی رسول پور، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
30اپریل	شائستہ بی بی	خاتون	-	20برس	-	-	-	تھلی چوک، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
30اپریل	حق نواز	مرد	-	22برس	-	-	-	رحمان کالونی، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
30اپریل	الطاف	مرد	-	25برس	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	-	شیخ واہن، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
30اپریل	شاہد	مرد	-	26برس	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	-	صادق آباد	-	روزنامہ خبریں ملتان
30اپریل	علی رضا	مرد	-	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	-	حسین آباد، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
30اپریل	لطف علی	مرد	-	18برس	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	ڈوگری، لاڑکانہ	-	روزنامہ کاوش
30اپریل	ہری لال	مرد	-	25برس	شادی شدہ	بے روزگاری سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	گاؤں کاجو کوہی، ٹنڈو محمد خان	-	یعقوب لطیف سومرو
یکم مئی	طاہرہ سلیم	بچی	-	13برس	غیر شادی شدہ	-	-	محلہ اسلام نگر، رحیم یار خان	-	روزنامہ جنگ
یکم مئی	ثانیہ بی بی	خاتون	-	16برس	غیر شادی شدہ	-	-	بھودی پور ماچھیاں، رحیم یار خان	-	روزنامہ جنگ
یکم مئی	ثمینہ بی بی	خاتون	-	20برس	غیر شادی شدہ	-	-	کنال ایونیو، رحیم یار خان	-	روزنامہ جنگ
یکم مئی	صنم جہانزیب	خاتون	-	22برس	-	-	-	تھلی چوک، رحیم یار خان	-	روزنامہ جنگ
یکم مئی	سلمیٰ بی بی	خاتون	-	20برس	-	-	-	موضع بسم اللہ پور، رحیم یار خان	-	روزنامہ جنگ
یکم مئی	فیصل جاوید	مرد	-	20برس	-	-	-	صادق آباد	-	روزنامہ جنگ
یکم مئی	شہزادی مائی	خاتون	-	40برس	شادی شدہ	-	-	فتح پور پنجابیاں، رحیم یار خان	-	روزنامہ جنگ
یکم مئی	غلام محی الدین	مرد	-	40برس	شادی شدہ	-	-	آدم صحابہ، رحیم یار خان	-	روزنامہ جنگ
یکم مئی	مہران علی	مرد	-	20برس	-	-	-	چوک سوتیرا، رحیم یار خان	-	روزنامہ جنگ
یکم مئی	عبدالبشیر	مرد	-	16برس	غیر شادی شدہ	-	-	جمال ٹاؤن، رحیم یار خان	-	روزنامہ جنگ
2 مئی	عاصمہ بی بی	خاتون	-	14برس	غیر شادی شدہ	-	-	موضع نوناری، رحیم یار خان	-	روزنامہ جنگ
2 مئی	اللہ وسائی	خاتون	-	30برس	شادی شدہ	-	-	بہادر پور، رحیم یار خان	-	خبریں ملتان
2 مئی	حفیظاں بی بی	خاتون	-	30برس	شادی شدہ	-	-	غریب شاہ، رحیم یار خان	-	خبریں ملتان
2 مئی	یوسف	مرد	-	40برس	شادی شدہ	-	-	مئو مبارک، رحیم یار خان	-	خبریں ملتان
2 مئی	نادر علی	مرد	-	20برس	-	-	-	خان بیلہ، رحیم یار خان	-	خبریں ملتان
2 مئی	دلبر حسین	مرد	-	30برس	-	-	-	سونمیانی، رحیم یار خان	-	خبریں ملتان
2 مئی	کبریٰ	خاتون	-	20برس	غیر شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	رحیم ٹاؤن، فیصل آباد	-	روزنامہ نئی بات
2 مئی	منان	مرد	-	24برس	غیر شادی شدہ	بے روزگاری سے تنگ آ کر	زہر خورانی	مل چوک، فیصل آباد	-	روزنامہ نئی بات
3 مئی	اسلم	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو جلا کر	سبزہ زار، لاہور	درج	روزنامہ جنگ
3 مئی	آمنہ بی بی	بچی	-	12برس	غیر شادی شدہ	-	-	صادق آباد	-	خبریں ملتان
3 مئی	خلیل احمد	مرد	-	21برس	-	-	-	واہی شاہ محمد، رحیم یار خان	-	خبریں ملتان
3 مئی	حق نواز	مرد	-	28برس	-	-	-	چوک سریلی، رحیم یار خان	-	خبریں ملتان

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
4 مئی	فائزہ	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	پسرور	-	روزنامہ نئی بات
4 مئی	شوکت لاشاری	بچہ	-	13 برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ اکبر بنگلانی، تنگوانی، کشمور	-	روزنامہ کاوش
4 مئی	اقصیٰ	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کورنگی، منڈیکی گورائیہ	-	روزنامہ نئی بات
5 مئی	محمد عرفان	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک 391 ج ب، ٹوبہ ٹیک سنگھ	-	روزنامہ ڈان
5 مئی	میری دیوی	خاتون	-	18 برس	-	گھریلو جھگڑا	-	محلہ سادات، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
5 مئی	زینب بی بی	خاتون	-	20 برس	-	-	-	ابوظہبی کالونی، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
5 مئی	ثمرین بی بی	خاتون	-	30 برس	-	-	-	صادق آباد	-	خبریں ملتان
5 مئی	کوثر بی بی	خاتون	-	45 برس	-	-	-	اقبال نگر، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
5 مئی	شاہد	مرد	-	25 برس	-	-	-	ترنڈا سوائے خان، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
5 مئی	نصیر احمد	مرد	-	22 برس	-	-	-	بھٹہ واہن، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
5 مئی	ارشد	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	رشتے سے انکار پر	خودکو گولی مارکر	گاؤں ہندکو دامان، پشاور	درج	روزنامہ آج
5 مئی	نعیم	بچہ	-	13 برس	غیرشادی شدہ	-	-	بستی لاڑ، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
6 مئی	سعدیہ بی بی	خاتون	-	15 برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	-	جمال دین والی، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
6 مئی	آسیہ بی بی	خاتون	-	15 برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	-	نیازی کالونی، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
6 مئی	آمنہ بی بی	بچی	-	12 برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	-	درری سانگھی، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
6 مئی	رخسانہ بی بی	خاتون	-	24 برس	-	مالی حالات سے دلبرداشتہ		سنجھ، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
6 مئی	منورعلی شاہ	مرد	-	-	شادی شدہ	غربت سے تنگ آکر	پھندالے کر	خیرپورمیرس	-	روزنامہ کاوش
6 مئی	سیف اللہ	مرد	-	28 برس	م۔	مالی حالات سے دلبرداشتہ	-	میرپورماتھیلو	-	خبریں ملتان
7 مئی	عبدالقدیر	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	علی ٹاؤن، لاہور	-	روزنامہ جنگ
7 مئی	نادیہ بی بی	خاتون	-	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک 183 پی، رحیم یارخان	-	روزنامہ دنیا
7 مئی	ثناء بی بی	خاتون	-	18 برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	بہادرپور، رحیم یارخان	-	روزنامہ دنیا
7 مئی	فوزیہ بی بی	خاتون	-	25 برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	مڈگامن	-	روزنامہ دنیا
7 مئی	گلفریز بی بی	خاتون	-	25 برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کچہ چوہان، رحیم یارخان	-	روزنامہ دنیا
7 مئی	گل حسن	مرد	-	25 برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	اوباڑو، سندھ	-	روزنامہ دنیا
7 مئی	حمزہ حسن	مرد	-	16 برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک عباس، رحیم یارخان	-	روزنامہ دنیا
7 مئی	محمد خالد	مرد	-	16 برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	بستی حاجی بخت، رحیم یارخان	-	روزنامہ دنیا
7 مئی	سندرعلی	مرد	-	30 برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	حبیب کالونی، رحیم یارخان	-	روزنامہ دنیا
7 مئی	بتول بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو جلاکر	بستی موسیٰ، بہاولپور	-	روزنامہ نیوز
7 مئی	سلمیٰ بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو جلاکر	موضع موسیٰ کانجو، خانپور	-	خبریں ملتان
8 مئی	حنا بی بی	خاتون	-	18 برس	-	-	-	بستی آرائیاں، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
8 مئی	اقراء بی بی	خاتون	-	20 برس	-	-	-	ارشاد کالونی، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
8 مئی	ثمر مائی	خاتون	-	30 برس	-	-	-	واہی شاہ مہر، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
8 مئی	آمنہ بی بی	بچی	-	12 برس	-	-	-	ظفرآباد کالونی، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
8 مئی	اکمل شہزاد	مرد	-	20 برس	-	-	-	ترنڈہ سوائے خان، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
8 مئی	نوراحمد	مرد	-	16 برس	-	-	-	گلشن اقبال، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
8 مئی	اللہ دتہ	مرد	-	27 برس	-	-	-	خانپور، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
8 مئی	حسن خان	مرد	-	16 برس	-	-	-	اوباڑو، سندھ	-	خبریں ملتان
8 مئی	غلام صغراں	خاتون	-	45 برس	شادی شدہ	-	-	آبادپور، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
8 مئی	صدیق	مرد	-	40 برس	شادی شدہ	-	-	ڈہرکی، سندھ	-	خبریں ملتان
8 مئی	شمس	مرد	-	-	-	معاشی حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	موضع فیروز کے ناگر	-	روزنامہ نئی بات
8 مئی	-	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	.	ڈھوک بوٹا، آئی 14، اسلام آباد	-	روزنامہ ڈان
9 مئی	راشد	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	وارڈ نمبر 14 مصطفیٰ آباد، قصور	-	روزنامہ ایکسپریس

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
9 مئی	حنیف خان	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	چک ہندہ، کاموئکہ	-	روزنامہ خبریں
9 مئی	شمس فقیر	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	-	میر پور ماتھیلو، گھوٹکی	-	روزنامہ کاوش
9 مئی	ساجدہ چنو	خاتون	-	28 برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	گوٹھ نھوڑ و بھٹی، بھریا، نوشہرو فیروز	-	روزنامہ کاوش
10 مئی	کامن آرادین	مرد	-	-	شادی شدہ	-	زہر خورانی	فیض گنج، خیر پور میرس	-	روزنامہ کاوش
12 مئی	رقیہ بی بی	خاتون	-	-	-	-	زہر خورانی	فیصل آباد	-	روزنامہ دنیا
12 مئی	محمد مبشر	مرد	-	-	-	-	زہر خورانی	فیصل آباد	-	روزنامہ دنیا
12 مئی	رضیہ بی بی	خاتون	-	-	-	-	زہر خورانی	فیصل آباد	-	روزنامہ دنیا
12 مئی	طاہرہ	خاتون	-	-	-	-	زہر خورانی	فیصل آباد	-	روزنامہ دنیا
12 مئی	دھن راج	مرد	-	-	شادی شدہ	-	نہر میں کود کر	چک لکھی غلام شاہ، شکار پور	-	روزنامہ کاوش
13 مئی	سدومائی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	شاہ پور تھل	-	روزنامہ خبریں ملتان
13 مئی	آسیہ	خاتون	-	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	بستی سکھالی	-	روزنامہ خبریں ملتان
13 مئی	ممتاز مائی	خاتون	-	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	بہاول پور	-	خواجہ اسداللہ
14 مئی	ماریا	خاتون	-	15 برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	خانیوال	-	روزنامہ خبریں
14 مئی	سلیم	مرد	-	32 برس	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	ڈگروالی وہوا	-	روزنامہ خبریں
14 مئی	نذیر میرجت	مرد	-	25 برس	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	گاؤں قیصر گوٹھ، ٹنڈو آدم	-	ابراہیم خلجی
15 مئی	سلمیٰ بی بی	خاتون	-	45 برس	غیر شادی شدہ	ذہنی معذوری	خود کو جلا کر	حاجی پورہ، سیالکوٹ	-	روزنامہ نئی بات
15 مئی	اذان	مرد	-	25 برس	شادی شدہ	غربت سے تنگ آکر	زہر خورانی	شہداد پور	-	ابراہیم خلجی
15 مئی	شبیراں	خاتون	-	16 برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	عطا محمد مری، ٹنڈو آدم	-	ابراہیم خلجی
16 مئی	خالد	مرد	-	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	گاؤں مرزا ورکاں، شیخوپورہ	-	روزنامہ مشرق
16 مئی	نازیہ بی بی	خاتون	-	18 برس	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہر خورانی	رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں
16 مئی	ثوبیہ	خاتون	-	18 برس	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہر خورانی	بستی پیر عبدالمالک، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں
16 مئی	زبیدہ	خاتون	-	20 برس	-	-	زہر خورانی	جمال دین والی، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں
17 مئی	نسیم جوگی	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	ٹھری میرواہ، خیر پور میرس	-	روزنامہ کاوش
18 مئی	عائشہ بی بی	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	احمد پور شرقیہ	-	خواجہ اسداللہ
18 مئی	سمیعہ بی بی	خاتون	-	16 برس	-	-	-	بھٹہ کالونی، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں
18 مئی	حفیظاں بی بی	خاتون	-	22 برس	-	-	-	بہادر پور، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں
18 مئی	کشور بی بی	خاتون	-	17 برس	-	-	-	عیسیٰ کالونی، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں
18 مئی	شبانہ بی بی	خاتون	-	23 برس	-	-	-	چک 123 پی، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں
18 مئی	عنبرین بی بی	بچی	-	13 برس	غیر شادی شدہ	-	-	بستی سوہانہ، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں
18 مئی	مہناز بی بی	خاتون	-	26 برس	-	-	-	158/7 آر، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں
18 مئی	شیر علی	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	حالات سے تنگ آکر	خود کو گولی مار کر	کوچیاں بیلہ، پشاور	درج	روزنامہ آج
18 مئی	شفقت مائی	خاتون	-	28 برس	-	-	-	سادات کالونی، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں
18 مئی	عمارہ	خاتون	-	-	-	-	زہر خورانی	دوبرجی آرائیاں، سیالکوٹ		روزنامہ جنگ
18 مئی	-	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	متراں والی، گجرانوالا	-	ایکسپریس ٹریبیون
18 مئی	اشفاق	مرد	-	-	-	-	زہر خورانی	دوبرجی آرائیاں، سیالکوٹ	-	روزنامہ جنگ
18 مئی	-	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	بمباں والا، ڈسکہ	-	روزنامہ نیشن
20 مئی	شاہد	مرد	-	-	-	-	بلیڈ مار کر	کیمپ جیل لاہور	درج	روزنامہ نوائے وقت
21 مئی	عمران گوپانگ	بچہ	-	10 برس	غیر شادی شدہ	استاد کے خوف سے	زہر خورانی	قمبر	-	روزنامہ کاوش
22 مئی	-	مرد	-	70 برس	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی		-	روزنامہ ایکسپریس
22 مئی	حضرت علی	مرد	-	-	-	-	خود کو گولی مار کر	ٹیلہ بند، بڈھ بیر، پشاور	درج	روزنامہ آج

جہدحق پڑھنے والوں کے خطوط

واجبات کی عدم ادائیگی کے خلاف احتجاج

ٹوبہ ٹیک سنگھ سینکڑوں کسانوں نے 28 اپریل کو گنے کی رقم ادا نہ کرنے اور ملز کی مشنری دوسرے شہر منتقل کرنے پر چودھری شوگر ملز کے سامنے احتجاجی دھرنا دیا۔ دھرنے کے دوران گرمی کی شدت کے باعث دو کسان بے ہوش ہو گئے جنہیں تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال گوجرہ منتقل کیا گیا۔ کسانوں نے گوجرہ پینسرہ سڑک کو مکمل طور پر بند کر کے آٹھ گھنٹوں تک دھرنا دیا۔ اس دوران کسانوں نے چودھری ملز کی انتظامیہ اور ضلعی انتظامیہ کے خلاف نعرے بازی بھی کی اور کہا ہے کہ وہ تب تک دھرنا دیے رکھیں گے جب تک انہیں تمام رقم ادا نہیں کردی جاتی۔ اس موقع پر کسان اتحاد کے صدر ظفر اقبال ایڈووکیٹ نے صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ چودھری شوگر ملز کی انتظامیہ نے سینکڑوں کسانوں کے ایک ارب روپے دینے ہے۔ انہوں نے بتایا کہ تمام کسان گندم کی کٹائی میں مصروف تھے کہ چودھری شوگر ملز کی انتظامیہ نے اپنی مشنری رحیم یار خان منتقل کر لی ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ جب تک کسانوں کی رقم ادا نہ کی گئی تب تک دھرنا جاری رکھیں گے چاہے اس کے لیے انہیں یہاں رات کو قیام ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔ اس سلسلے میں چودھری شوگر ملز کی انتظامیہ کا کہنا تھا کہ انہوں نے کسانوں کے 16 کروڑ دینے ہیں جو جلد ادا کر دیے جائیں گے۔

(نامہ نگار)

صحافیوں کے حقوق کے تحفظ پر زور

شہداد کوٹ 03 مئی کو آزادی صحافت کے عالمی دن کے موقع پر ایسوسی ایشن آف پرنٹ اینڈ الیکٹرانک میڈیا جرنلسٹس اور سول سوسائٹی کی تنظیموں اور ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان کو گروپ ضلعی قمبر شہداد کوٹ کی طرف سے ایک پروگرام منعقد کیا گیا جس میں صحافتی حلقوں، سماجی رہنماؤں اور سیاسی، وادبی حلقوں کے رہنماؤں نے شرکت کی۔ اس موقع پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے سماجی رہنما افتخار حسین منگی نے کہا کہ آزادی صحافت کے عالمی دن کے موقع پر آج ہمیں یہ عہد کرنا ہوگا کہ حقائق اور صحافتی معلومات پر مبنی اہم معلومات عوام تک پہنچائی جائے۔ انہوں نے صحافت کے عالمی دن پر پوری دنیا کے صحافیوں کو مبارکباد پیش کی، اس موقع پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے جہانگیر نے کہا کہ انہیں صحافتی ذمہ داریاں نبھاتے ہوئے کئی سال گزر چکے ہیں انہوں نے اپنے مظلوم صحافتی دوستوں کے لئے بھرپور جدوجہد کی ہے۔ ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان کو رگروپ ضلعی قمبر شہداد کوٹ ندیم جاوید منگی نے کہا کہ آج صحافت کے عالمی دن پر سول سوسائٹی اور صحافتی تنظیموں کی طرف سے منعقد کئے گئے پروگرام پر انہیں بہت خوشی ہوئی ہے۔ ایچ آر سی پی کے تعاون سے یہ پروگرام منعقد کیا گیا ہے جس کا مقصد صحافت کے عالمی دن کے حوالے سے شعور پھیلانا ہے۔ ہم آج کے دن حکومت اور عالمی صحافتی اور انسانی حقوق کی تنظیموں سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ویج بورڈ منظور کر کے صحافیوں کو حقوق دیئے جائیں۔ اخبارات، ریڈیو، ٹیلی ویژن پرنٹ اور الیکٹرانک اداروں میں ضلع اور تحصیل سطح تک کے صحافی رپوٹرز اور دوسرے صحافتی عملے کو تنخواہیں اور عہدے کے مطابق مراعات دینے کے ساتھ ساتھ ان کے تمام بنیادی انسانی حقوق کا احترام کیا جائے۔

(ندیم جاوید)

لڑکی کو بازیاب کرایا جائے

عمرکوٹ کنری شہر کے قریب ڈرلیو کے رہائشی ڈیوو کولہی کی اغواء ہونے والی تیرہ سالہ لڑکی پانی کولہی پانچ ماہ گزرنے کے باوجود بازیاب نہیں ہوسکی۔ پانی کے لواحقین والد ڈیوو اور بھائیوں نے سماجی خاتون رہنما آسو بائی کولہی کے ہمراہ کنری شہر میں احتجاج کیا۔ اس موقع پر لڑکی کے ورثاء کا کہنا تھا کہ اغواء ہونے والی پانی بازیاب نہیں ہوسکی۔ چار ملزموں فیض محمد بھان، گلو، ڈنو اور سلیم بھان لڑکی کو اغواء کر کے لے گئے ہیں۔ جس کا کنری تھانے میں مقدمہ بھی درج ہے۔ لیکن تا حال بچی کو بازیاب نہیں کرایا جاسکا۔ انہوں نے مطالبہ کیا ہے کہ بچی کو جلد از جلد بازیاب کرایا جائے۔

(اوکھومنروپ)

بچے کی بازیابی کا مطالبہ

عمرکوٹ 11 مئی کو سیشن کورٹ عمرکوٹ کے حکم پر ریڈ کمشنر عبدالغفور بہرانی نے پولیس تھانہ سامارو پر چھاپہ مارا لیکن غیر قانونی طور پر زیر حراست خادم نوحانی کو بازیاب نہ کرایا جاسکا۔ تحصیل سامارو کی رہائشی خاتون سکینہ نوحانی نے سیشن کورٹ عمرکوٹ میں درخواست دی تھی کہ اس کے بیٹے کو سامارو پولیس نے تھانے میں حبس بیجا میں رکھا ہوا ہے۔ پولیس کے مطابق ایس ایچ او پولیس تھانہ سامارو نے کورٹ میں پیش ہو کر اپنا بیان ریکارڈ کراتے ہوئے کہا کہ مذکورہ شخص کو پولیس نے گرفتار نہیں کیا ہے۔ وہ سامارو پولیس کی تحویل میں نہیں ہے۔ 19 مئی کو ورثاء نے احتجاج کرتے ہوئے کہا کہ خادم حسین کو گھر سے اٹھا کر غائب کر دیا ہے اور اب بچے کی بازیابی کے لیے رشوت طلب کی جارہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ جلد از جلد ان کے بچے کو بازیاب کرایا جائے۔

(نامہ نگار)

ایڈیٹر کے نام

ربوہ ربوہ/چناب نگر کو انٹرنیشنل سطح پر نمایاں مقام حاصل ہے۔ مذکورہ شہر کے باشندے قانون کے پابند اور تعلیم یافتہ ہیں۔ اور یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ یہاں کے شہری سرکاری واجبات اور ٹیکسز وغیرہ کی ادائیگی کے حوالے سے بھی اچھی شہرت رکھتے ہیں۔ مگر قابل ذکر امر یہ ہے کہ یہاں سرکاری طور پر ترقیاتی کاموں کی انجام دہی نہ ہونے کے برابر ہے، سڑکیں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں۔ آمدورفت محال ہے۔ آئے روز کے حادثات نے ٹریفک کے معاملات کو مزید سنگین بنادیا ہے۔ بار بار توجہ دلانے کے باوجود متعلقہ اداروں کی طرف سے بظاہر کوئی کارروائی عمل میں نہیں لائی گئی۔ چند ایک سڑکیں مقامی سطح پر اپنی مدد آپ کے تحت تعمیر کی گئی ہیں۔ یہی حال سیوریج کا ہے۔ متعدد مقامات جوہڑوں میں تبدیل ہو چکے ہیں۔ نکاسی آب کا معاملہ بھی انتہائی سنگین صورت اختیار کر چکا ہے اور کسی وقت وبائی صورت اختیار کر سکتا ہے۔ آج کل مچھروں کی بہتات نے زندگی مزید اجیرن کردی ہے۔ ان امور کے علاوہ سکیورٹی کا مقامی سطح پر اپنی مدد آپ کے تحت انتظام ہے۔ امن عامہ، سٹریٹ لائٹ، امن عامہ، سڑکوں سے ریڑھی بانوں کے قبضہ کی واگزاری، ٹریفک کے مسائل، مسافروں کے لیے بس سٹاپ اور اسٹیشن پر ناکافی انتظامات سمیت متعدد سماجی امور متعلقہ حکام کی توجہ کے خصوصی طالب ہیں۔ حکومتی سطح پر روزگار کے مواقع پیدا کرنے اور ووکیشنل ٹریننگ سنٹر کا قیام بھی یہاں کے مکینوں کی بنیادی ضرورت ہے۔ آپ کی خدمت میں ان متذکرہ امور کی طرف توجہ فرمانے اور عملی اقدامات اٹھانے کی درخواست ہے۔ امید ہے آپ اصلاح احوال کے لیے خصوصی توجہ فرمائیں گے۔

(محمد احمد ظفر، عبدالرزاق بھٹی)

From the details that have emerged from Naushero Feroze so far, it appears that someone with the appropriate credentials must take a long hard look on the law enforcers' crowd management methods. It is a matter of judicial inquiry to determine whether the force used was necessary or proportionate in the circumstances. Such a probe should be initiated without delay.

HRCP has welcomed steps to investigate the circumstances of Aftab Ahmed's death, and also demanded a probe to determine why a number of apparently healthy people in Rangers' custody develop serious health conditions or even die. It is vital that the Karachi operation, initiated in a bid to confront lawlessness, does not start mimicking the tactics of those it was supposed to bring to justice.”

Focused monitoring by HRCP volunteers in around 60 districts across six regions of Pakistan has documented several cases of attacks or explicit threats against political activists in the first four months of 2014. (See table)

Attacks or explicit threats against political workers

Region	Jan	Feb	Mar	Apr	Total
Balochistan	1	2	0	1	4
Sindh	4	1	1	1	7
KP	0	1	2	2	5
South Punjab	0	0	0	0	0
FATA	3	1		0	4
Gilgit Baltistan	1	0	0	1	2
Total	9	5	3	5	22

In the crosshairs

Owing to the fact that certain political parties had militant wings, as well as the general rise in militancy in the country, political workers have been regularly targeted of late.

Ahead of the 2013 general elections, a more systematic targeting of political activists was noticed when militant extremist groups mowed down leaders and activists, particularly of three mainstream political parties: Pakistan Peoples Party, Awami National Party and Muttahida Qaumi Movement.

Attacks on these parties hampered their ability to effectively campaign or otherwise participate in the elections.

In view of the many challenges faced by political activists, HRCP demands that their protection must be prioritized by bringing to justice the none-state actors that target them and also ensuring that agents of the state are trained on treating all citizens, particular political activists in view of their vital role and contribution in a democratic society.

Flagging violence against political activists

Political participation is an indispensible component of the democratic dispensation. It is considered a key human right based on the premise that the only way any society can function properly and progress is if it works in a manner which allows every individual a voice and a say in the political process and in the decisions that affect her or his life. It is a lesson of history that wherever hurdles have been created in political participations, individuals in that society also cease to function in a democratic manner and people resort to violence in a bid to be heard.

Unfortunately, politically motivated violence has been rampant in the country in the last few years, especially in Karachi and the conflict-hit regions, Balochistan, FATA and parts of Khyber Pakhtunkhwa. But it is fair to say that no part of the country is completely immune from such violence. As far as Karachi is concerned, a number of political parties have been blamed for keeping their militant wings to maintain control in turf wards in the port city. Violence in Karachi has peaked in recent years as workers of all major political parties have been targeted. Up to 356 political activists lost their lives in Karachi in 2012 alone. In a press statement, a former Sindh home minister claimed that more than 150 Pakistan People's Party (PPP) workers had been killed in targeted operations in Karachi in 2012.

It is equally unfortunate that the threats to political activists come not just from non-state actors but also state agents and security forces.

When protectors become violators

In the first week of May Human Rights Commission of Pakistan (HRCP) expressed serious concern alarm over law enforcement personnel abducting from Naushero Feroze, Sindh, and detaining without any charge for 10 days Kehar Ansari, who is an activist of Jeay Sindh Qaumi Muhaz (JSQM)

HRCP also condemned in the same week death of Muttahida Qaumi Movement (MQM) worker Aftab Ahmed, who had been in the custody of the paramilitary Rangers force and was taken to a hospital, where he died.

Ansari, who is also a lawyer, had been picked up by law enforcement personnel from Naushero Feroze. His disappearance ended 10 days later when he was thrown from a vehicle in a critical condition in Jamshoro.

Based on the information that HRCP was able to gather, Kehar was under great mental stress and unable to walk.

On the same day HRCP condemned the death of Irshad Channa, who was among six JSQM activists injured in firing by law enforcement agency personnel on May 2 during a JSQM sit-in at Naushero Feroze Bypass to press for Kehar's recovery. Channa was hospitalized first in Nawabshah and later moved to Karachi where he died. A case was registered against 500 participants of the protest in Naushero Feroze and raids were being made to arrest them.

Beyond recovery

HRCP has strongly condemned such actions by those supposed to protect and uphold the law. It continues to emphasize that demand for justice in Kehar's case must not end now that his abduction has come to an end. The authorities have a duty to ensure that those involved are identified and brought to justice.

Christian Colony and eight Christians losing their lives in the fire. In both cases, the minority community pointed out the readiness with which higher police officials registered cases under Section 295 of the Pakistan Penal Code (PPC) – the authorities have claimed in the past that they do so to pacify agitated mobs.

The 2013 rampage through Joseph Colony, Lahore in which more than 100 Christian homes were torched is another example of how the state was unable to protect citizens who were known to be vulnerable after blasphemy charge was leveled against a member of the community. Here two the police felt compelled to register a case under the blasphemy provision to placate the mob. Although many police officers were injured in the ensuing clashes in an attempt to prevent the mob from setting the neighbourhood on fire, those who lost their homes voiced a general feeling of resentment towards the government's apathy in the matter.

A year later, Ahmadis were targeted in Gujranwala, after being suspected of blasphemy – eight houses were burnt, three female members of the Ahmadi community, including two minors, were killed, and many others were injured. Again, the police allegedly played the role of a passive bystander instead of managing the situation.

Towards the end of the same year, a Christian couple was beaten near-death and then burnt alive in a brick kiln in Kot Radha Kishan, Kasur over being allegations of desecration of the holy Quran. Several policemen who had reached the kiln were beaten up and failed to save the couple. It was asserted that the couple was ensnared into the charges over a wage dispute, and eyewitnesses to the incident continue to be harassed on court premises.

2015 saw an arson attack at an Ahmadi-owned chipboard factory in Jhelum. A day later a subsequent attack on an Ahmadi place of worship was carried out in the same area despite the deployment of a large number of police officers. The fact that the mob was able to break through the police cordon which had been placed there specifically to safeguard it may be interpreted as a lack of effort or a lack of competence. The situation could be brought under control only after a contingent of the army was called in.

Following the Mandi Bahauddin fatwa over rumours of blasphemy in May 2016, the police defused a potentially explosive situation by taking swift action. Senior police officials seemed to actively pursue the case and despite having registered a case on the charge of blasphemy, worked with the local Muslim and Christian communities to control the situation through a combination of political acumen and coercive force.

While it can be hoped that all future incidents involving religious minorities or religious sentiments will be afforded the same degree of care, it would be wise to examine whether this attitude change is a passing phenomenon or represents something more substantial. Does it have more to do with the will of specific senior officials or is there change or greater interest or commitment across the board? It is difficult to feel too reassured about things, because the underlying policy framework remains unchanged.

On the back of a solitary case, it is difficult to claim a change in the authorities' approach and assume greater commitment and zeal to protect citizens against faith-based violence. At the same time, it is important to underline that when the authorities take it upon themselves to confront intimidation from zealots it does make a difference.

The authorities must learn from past mistakes and prepare to tackle faith-based intolerance or violence in a proactive and systematic manner. Ideas may be drawn from other jurisdictions where criminal charges are brought against public officials whose failure to perform assigned duty results in the loss of life or property. This ensures that inaction, or worse, is averted from the outset.

Learning from mistakes to improve responses

It has been argued that religious minorities have faced some degree of faith-based discrimination throughout Pakistan's history, but their plight appears to have clearly worsened in recent years.

Both the state and non-state actors have been blamed for this situation. There has been criticism that through the Objectives Resolution (1949) and subsequently the Constitution of Pakistan (1973) the state has tinkered with the notion of equality of all citizens, effectively giving precedence to the majority faith over all others.

The discrimination in favour of Muslims has empowered the majority at the cost of multiple religious minorities and has been accompanied by the rise of religious zealotry and intolerance in a land where different faiths had long coexisted harmoiously.

The 2014 Supreme Court judgment in a suo motu case regarding the challenges facing the religious minorities has listed the numerous difficulties that citizens from minority faiths have had to deal with and ordered measures to address those. In fact, that judgement reproduced the entire opening section of the freedom of religious belief chapter of the HRCP annual report to indicate key human rights concerns.

However, after the massacre of schoolchildren in the Army Public School attack in Peshawar in December 2014 and particularly in the post-National Action Plan (NAP) Pakistan, there seems to have been some instances where the response of the authorities has been a departure from the past, especially in cases of mob violence over alleged blasphemy or desecration of scripture. While the NAP itself seeks to proscribe hate speech, sectarianism and bigotry, much of the action has been reactive rather than proactive. The authorities have failed to learn from past experiences and the more fundamental issue of intervention aimed at protecting religious minorities on the ground remains unaddressed. There are many who have stated that the state's response remains inadequate even after the NAP, however in at least one or two instances some changes have been noticed, particularly in terms of the urgency with which law enforcement agencies have been mobilized.

In early May this year, the police successfully averted a potential disaster by taking swift action in Mandi Bahauddin, Punjab, after a fatwa was issued against a Christian youth over alleged blasphemy. While every single instance where faith-based violence or intimidation is confronted is worthy of note, it is equally important to assess how much can be read into a single instance. Perhaps a comparison with some of the previous incidents might help understand the perspective.

To some, accounts of the 1997 burning of the village of Shanti Nagar, Khanewal, over alleged desecration of the holy Quran reveal not just the mismanagement but at times the hostility of the local and district police towards the area's residents. While some of the victims have attributed the incidents in Shanti Nagar to the all-Christian village's relatively better economic status compared to nearby Muslim-majority villages, many point to the inability or unwillingness of the police to prevent mob violence that saw half of the village being burnt to the ground. The newly elected government at the time faced scathing criticism internationally for failing to act and hurriedly paid for reconstruction efforts.

Similarly, following rumours of desecration of the holy Quran in Gojra, Toba Tek Singh, in 2009, the inaction of the local police resulted in torching of scores of houses and a church in

Those convicted by military courts allegedly belonged to various groups accused of being involved in incidents such as the attack on Army Public School in Peshawar; an attack on a bus carrying members of the Ismaili Muslim community near in Karachi; an attack on a bus carrying Hazara Muslim pilgrims in Mastung; and other violent attacks against law enforcement agencies. Some of the cases have been added in the table below.

Laws authorizing the trial of civilians and the proceedings in military courts are incompatible with international standards, which require that those accused of any criminal offence—no matter how heinous—are guaranteed a fair trial by an independent, impartial and competent tribunal. Article 14 of the ICCPR states that "everyone shall be entitled to a fair and public hearing by a competent, independent and impartial tribunal established by law." The UN Human Rights Committee has made clear that the right to a fair trial before an independent and impartial court under Article 14 of the ICCPR applies to all courts, whether ordinary or specialized, civilian or military and highlighted the serious problems the trials of civilians in military courts entail.

The civil society and rights groups were greatly dismayed when, following the withdrawal of the informal moratorium on executions, the Supreme Court of Pakistan upheld the legality of military courts and thus failed in its role as the guardian of human rights of the people. However, during scrutiny of appeals, the Supreme Court has ordered stay of execution or overturned the decision of the military courts on in a number of cases, which has offered renewed hope that the court would play its role when fair trial and due process rights are threatened.

The way forward

Much of the blame for the executions resuming at such great speed can be laid at the doorstep of those governments who continued to extend the informal moratoriums in biannual installments without bothering to explain to the populace the reason for suspending executions.

Meaningful steps should now be taken to initiate a discourse on putting a moratorium on death penalty which would later lead to abolition of capital punishment altogether. That sort of discourse has been nonexistent in the last few years.

Civil society organisations have repeatedly reminded the authorities that instead of compromising the rights of the accused for the sake of speedy trials through military courts, or greater conviction rate, key issues responsible for letting terrorists and other criminals evade accountability in civilian courts must be addressed. The quality of investigation and prosecution and protection of judges, prosecutors and witnesses are particular areas that needed to be paid attention to.

The government needs to clarify its policy on executions, particularly with reference to juveniles and ensure in its implementation that Pakistan does not fall short of international standards and that a generalized resumption of executions does not violate Pakistan's human rights obligations.

There is an urgent need for the government to introduce safeguards in instances where the mental or physical ability of the convict is in question.

Whether the current policy of generalized resumption of executions is an expression of hypocrisy or lack of clear thinking in the corridors of power, it clearly reflect poorly on Pakistan's approach to an important human rights violation. It is vitally important that Pakistan start respecting its commitments and the right to life itself and rethinking its policy of going for wiping out the death row population without engaging on issues of vital importance that capital punishment raises.

International standards and commitments

Pakistan has continued to impose the death penalty for offences that do not meet the threshold of the "most serious crimes", to which the death penalty must be restricted under international human rights law. Pakistan ratified the International Covenant on Civil and Political Rights (ICCPR) in 2010, committing to be bound by its provisions. Article 6 of the ICCPR guarantees the right to life and requires that states that have not yet abolished the death penalty must restrict capital punishment to only the "most serious crimes". The "most serious crimes" in Article 6 of the ICCPR have been interpreted very restrictively. However, in Pakistan, capital punishment is prescribed for 27 different offences. Most of these offences do not meet the threshold of "most serious crimes" under the human rights law criterion, signifying that Pakistan's death penalty regime operates in clear violation of Article 6 of the ICCPR.

Juvenile offenders

The 21st constitutional amendment and the corresponding amendments to the Army Act, 1952 did not expressly exclude juveniles from trial before military courts. These over-broad amendments created the possibility that the requirement under the Juvenile Justice System Ordinance (JJSO), 2002, whereby juvenile courts shall have exclusive jurisdiction to try individuals below 18 years of age, could be overridden in certain terrorism-related cases. HRCP has demanded that the government must clarify and ensure that in implementing the law, individuals who were under the age of 18 at the time of the alleged crime must not be tried in military courts, not least because a trial before such a court would violate Pakistan's obligations under international law. Under ICCPR, the Convention on the Rights of the Child, which Pakistan ratified in 1990, as well as the UN Standard Minimum Rules for the Administration of Juvenile Justice (Beijing Rules), juveniles are entitled to all internationally recognized fair trial guarantees that apply to adults, as well as special care and additional protection.

The issue of juvenility in the context of capital punishment was brought to the fore a number of times since executions resumed.

Rights groups and civil society have expressed concern that a large proportion of children in the country are not registered at birth and age determination techniques remain rudimentary. Courts have pronounced and confirmed death sentences on juveniles based on visual assessment by the police and refused to take into account evidence of juvenility.

HRCP has expressed dismay at the 'almighty rush' to hang a convict even when a claim has been made that the convict was a juvenile at the time of commission of the alleged offence. It has emphasized that whenever such a claim has been put forward, be it at the trial, appeal or execution stage, the normal process should be suspended until all doubts are removed regarding the age of the offender.

Military courts and fair trial

The system of military justice established a year and a half ago has placed Pakistan in clear violation of its constitutional due process guarantees and international standards on respect of the right to life, the right to a fair trial, and the independence and impartiality of the judiciary. The military courts had until January 2016 concluded the trials of 64 people, finding the defendants guilty in 40 cases. Out of these, 36 people have been sentenced to death and four given life sentences. The fate of the 24 people not found guilty by military courts has not been disclosed and it remains unknown whether they have been acquitted and set at liberty; whether they are still being detained for other charges; or if their cases have been transferred to other courts. Around a hundred cases are still pending before the various military courts in the country. The procedures adopted by military courts in Pakistan, including the referral of cases to military courts, lack transparency and adequate information about the operation of military courts is not publicly available. This secrecy in itself contravenes the rule of law.

Pakistan rejoined the ranks of the 36 countries that actively practice capital punishment after the informal moratorium in place since late 2008 was withdrawn in response to the 2014 Peshawar attack, supposedly to allow for execution of those convicted of terrorism-related offences. In doing away with the moratorium, the government seemed to indicate that it was convinced that capital punishment was the only effective way to deal with the menace of terrorism and militancy. Following the resumption of executions, the government also signed the 21st Constitutional Amendment Bill and the Pakistan Army Act 1952, which allowed the establishment of military courts to try civilians suspected of terrorist offences.

Execution data

Executions have been carried out at an alarming rate since the hangings resumed in December 2014, and they have certainly not been confined to those convicted on terrorism0related charges.

The pace of executions in the year 2015 was such that Pakistan was counted among with the most prolific executioners in the world, besides Iran, Saudi Arabia and China. As per the monitoring by the Human Rights Commission of Pakistan (HRCP), 327 death row convicts were hanged during the year 2015. In 2016, as many as 60 executions had already taken place by May 10. According to estimates, among these only a small proportion of those executed were convicted for terrorism-related offences. The 2015 figures on executions in Pakistan were the highest ever recorded since HRCP started monitoring the death penalty and its application in the country. A detailed list of executions since the moratorium was lifted in December 2014 until is provided on the HRCP website, http://hrcp-web.org/hrcpweb/executions-in-2015/.

The following chart provides a trend of convictions and executions since the year 2004 till 2016. It is evident that soon after executions resumed in 2014, the pace of hangings has risen to alarming levels.

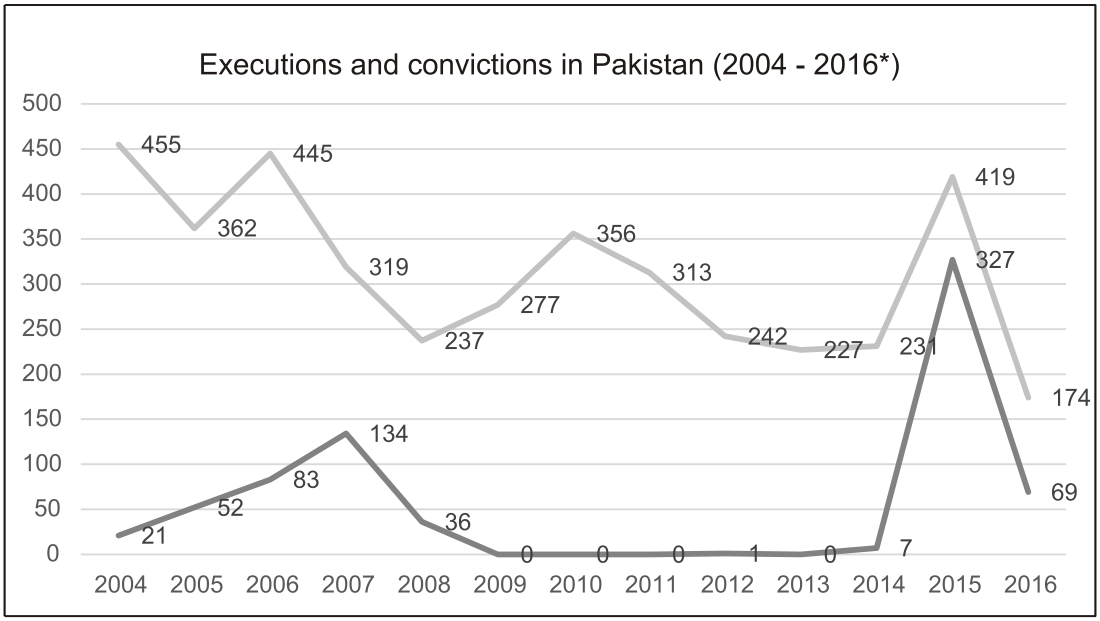

*Until May 10, 2016

Even a cursory glance at the facts and figures for executions for almost a year and a half calls into question the narrative of withdrawing the moratorium on the death penalty to tackle terrorism.

that they wished to withdraw the case.

The widespread violence against women in the name of so-called honour brings to light the vulnerable position of women in society and the threats they face for daring to have a say in important decision affecting their lives, including matrimonial choice. The incidents show how women often have to pay with their lives simply because of baseless notions of 'defaming' the family.

Our society has not come to this pass overnight and rulers past and present, including the current bickering lot, have a lot to answer for, not least because of their failure to confront or push back strongly enough against abhorrent crimes in the name of 'honour' and indeed addressing the perceptions or place of women in society.

Amidst a weak and biased criminal justice system, lack of societal support for women and largely ineffective laws, the recommendations by the CII serve as an attempt to add insult to injury. However, in a bid to balance things, the 'model' draft pronounced that women should not be murdered in the name of honour. These provisions of the draft are unnecessary, because they are covered by criminal law and constitutionally acknowledged human rights provisions for decades.

The irony of calling the CII propositions 'women protection bill' should not be lost on anyone. One is also likely to inquire why the CII's obsession with women, its attempts to ensure subservience of women and to keep them from attaining equal standing in society, have not been called into question so far.

Different forms of abuse, violence and exploitation of women at the family, community, workplace and state levels are exacerbated by diverse and complex factors. This not only reflects that the state has failed to protect the rights of women but also that it continues to tolerate and condone violence perpetrated against them. In these circumstances, there has been no indication of a comprehensive plan of action to improve the lot of the women in the country. A zero tolerance policy must be adopted across all systems, sectors, structures and settings, formal and informal, without any loopholes or caveats. There should be clear and comprehensive mechanisms in place to prevent violence against women instead of merely concentrating efforts to protect and rehabilitate women victims once violence has been committed.

HRCP also hopes and expects that the draft bill will be condemned unreservedly by all segments of society, especially by the government, and that those choosing to stay silent or to support the regressive recommendations would be judged for their stance.

Considering the absurdity of the proposals presented by CII every now and then, many of their recommendations have not been taken seriously. The recent 'advice' also exposes the mindset of the zealots occupying the CII, who HRCP has demanded should be removed from their posts immediately. In fact, HRCP has stated that the body itself is redundant in the presence of adequate constitutional provisions that rule out the enactment of laws contrary to Islam and it is high time that it was disbanded.

Where jirgas decide who lives and who dies

In Makool village of Abbotabad, on 29 April 2016, a jirga ordered the killing of a 16-year-old girl to punish her for her supposed role in helping a couple find happiness together. The victim was set ablaze, on the orders of a 15-member village jirga, after being tied to the seat of a van the couple had used to leave the village. The charred body of the teenage girl was found in the torched van in Donga Gali and was removed by the police for an autopsy.

Abbottabad police arrested 14 suspects, including the local councilor, who had presided over the Jirga, and they were booked for murder and on terrorism-related charges. The victim's mother was also arrested because she supported the jirga decision.

It was impossible not to be astounded by the brutality of those who ordered and oversaw the callous mowing down of this young person in Donga Gali, in order to satisfy their notions of cultural propriety.

Such brutalities can occur only in a society that treats women as chattel, not just of the family but of the larger community. The criminal actions of the Jirga must be condemned unreservedly by all those who stand for rule of law and the right to life itself.

The arrest of the jirga members in itself should be no ground for self-praise and celebration. Nor is there any need to praise the police for doing what was nothing more than their mandated duty. The authorities and the police also deserve all the criticism and condemnation for failing to save this girl's life.

Nothing that the authorities do now can bring back the young victim, but they should at least now atone for their inaction by ensuring that justice is done in this case and conditions that allow such incidents to take place are confronted.

Dishonour crimes in selected districts across six regions - 2015													
Region	Jan	Feb	Mar	Apr	May	Jun	Jul	Aug	Sep	Oct	Nov	Dec	Total
Balochistan	0	0	0	0	0	0	0	0	0	0	2	2	4
Sindh	6	8	7	2	8	4	9	14	7	5	8	5	83
KP	5	4	8	10	6	6	14	6	10	14	11	6	100
South Punjab	1	8	6	5	10	5	6	8	8	4	5	8	74
FATA	0	0	1	1	1	1	1	2	1	3	0	0	11
Gilgit Baltistan	3	4	2	4	1	5	2	7	7	3	6	6	50
Total	15	24	24	22	26	21	32	37	33	29	32	27	322

Some of the cases, from the year 2015, mentioned below should suffice to provide an understanding of the everyday perils faced by women in Pakistan.

- In January, a 20-year-old woman in Mooladad village of Jacobabad was killed by her brother. She was married eight months earlier and her husband had started working as a labourer in Saudi Arabia six months ago. The victim's brother suspected that she was having an affair with a neighbor. On the day of the incident, the brother saw the neighbor walking in the street while talking to someone on the phone near the victim's house. The perpetrator inquired who he was talking to on the phone and alleged that he was talking to his sister. When a quarrel erupted, the brother went inside the house and shot and killed his sister.

“The propositions put forth by the CII epitomise violent patriarchy and a conservative morality that aims to subjugate women and perpetuate their oppression. The CII, through its propositions, encourages violence against women by condoning domestic abuse. It discounts the heinous nature of domestic violence which leaves women incarcerated in their own homes, held captive by violent men who happen to be their loved ones,” the Awami Workers' Party said in a statement.

- In Gilgit, a woman who had divorced her first husband and married another man went to visit her daughter's home in February. At night her two sons from her previous marriage, along with four of her nephews, dragged her out of the house and stabbed and killed her. They accused her of having a bad character and humiliating the family by remarrying.

- In Buner, two girls from the same family in village Akhoon were shot dead by one of their cousins over the suspicion that they were having an affair. The girls had reportedly gone out of the house and returned late at night. Their cousin allegedly suspected that they had gone to meet a man. He opened fire on them when they returned, killing them both. He escaped later. The father of one of the victims lodged a case against the perpetrator who was arrested by the police.

- In Naseerabad, in May, a man strangled his 12-year-old daughter and shot and killed her alleged paramour and his brother. The perpetrator was a farmer and was reportedly going to his fields when he saw his daughter with a man. He, along with two relatives, beat the daughter and asked her who the man was. When she told them his name and that he was a neighbor, the man strangled her to death and went home to get his gun. When he came out, he found the alleged paramour standing in the street. The perpetrator shot and injured the neighbor, who managed to run inside his house where his brother took him to the hospital on a motorbike. The perpetrator and his accomplices gave chase and shot both the brothers dead 20km from Civil Hospital.

“The CII's proposal contravened fundamental rights available to women in the Constitution. It violates international laws and treaties Pakistan has signed and is bound by. In light of Article 25 of the Constitution that upholds equality of all citizens before the law, the proposed bill adds no value to the rights of women,” said the Punjab Commission on the Status of Women.

- In June, a man in Multan set fire to his wife after throwing gasoline on her while she was sleeping, killing her. He suspected that she was having an affair. The accused was arrested but was released later after a compromise was reached between him and the family of the deceased, which intimated the police

Who's afraid of women getting a dignified place in society?

While violence against women has been a constant in Pakistan, the magnitude of the problem and its intensity has intensified with the passage of time. Even a cursory glance at recent statistics shows that although the nature of violence has varied geographically, no region has been immune to horrific cases of abuse and violence against women. Considering only one category of violation, the dishonour crimes, that has been reported as a constant violation across regions throughout the year 2015, offers insight into the scale of excesses and crimes committed against women in Pakistan. The Human Right Commission of Pakistan's (HRCP) media monitoring database has recorded 987 cases of dishonour crimes in 2015 with 1,096 female victims and 88 male victims, out of which at least 170 were minors.

The deep disdain for women by larger society is already manifested by the incidents of violence against women in the form of dishonor crimes, child marriages, acid attacks, stove burnings, widespread incidence of rape and gang-rape, and domestic and sexual abuse. In an environment, which is undoubtedly hostile towards women, one is bound to wonder why anyone should consider it necessary to further encourage or justification infringement of the rights of women.

Lawyer and human rights activist Asma Jahangir condemned the CII proposal, saying that it amounted to "the humiliation of women".

Yet such encouragement to further subjugate women was reflected in the recent 'model' women protection bill proposed by the Council of Islamic Ideology (CII), in which it has openly recommended violence against women, in addition to other regressive, illegal or redundant advice. As much as the HRCP wanted not to dignify with any comment the ridiculous CII recommendations regarding 'light beating' of women, it is imperative that every right-respecting person must condemn such counsel unreservedly.

The 'model' draft was developed as a response to the women protection bill adopted by the Punjab legislative assembly in March 2016. The Punjab bill would establish a system of protection, relief and rehabilitation of women when violence has already been perpetrated against them. Despite only being a reactionary measure to a crime which is preventable, the Punjab women protection bill received harsh criticism, mainly from men belonging to various segments of the society, particularly the conservative clerics and religious leaders. The mere first step to protect women from violence was criticized for being an attempt to make Pakistan a 'Western colony', and a measure that would not only result in 'damaging the cultural fabric' of society but also 'spiking the divorce rate'.

Focused monitoring by HRCP monitors in around 60 districts across six regions of Pakistan has documented cases of dishonour crimes, many of which slipped under the media radar.

May 3: Freedoms that define a free society

Freedom of the press is a concept and a practice that goes to the very core of any democratic society. The direct and intrinsic linkage between human rights and press freedom was reaffirmed nearly seven decades ago, in Article 19 of the Universal Declaration of Human Rights, which proclaimed the freedom to "seek, receive and impart information and ideas through any media regardless of frontiers".

Although the United Nations affirmation of press freedom and freedom of expression dates back to the early days of the organization, the UN General Assembly instituted World Press Freedom Day only in December 1993.

The day has been celebrated every year since then to commemorate this important freedom, which is of particular significance to Pakistan especially because of the safety and security threats to media workers. By any yardstick, Pakistan has been among the most dangerous countries for journalists since the turn of the century. Impunity for perpetrators of violence against media workers has been the norm and only perpetrators of a few cases of violence have been brought to justice.

Other challenges that the news media faces in Pakistan include state-ordained censorship and threats and intimidation that forces journalists to practice self-censorship. In May this year, the Supreme Court expressed disappointment with Pakistan Electronic and Media Regulatory Authority's apparent pursuit of censoring vulgarity and obscenity while allowing programs which promoted sectarianism and fascism.

There have been new attempts to curb freedom of expression and information in the country, the most noticeable one being the proposed cyber crime legislation being deliberated upon in the Senate that has the civil society up in arms.

The Human Rights Commission of Pakistan (HRCP) believes that freedom of expression is not a right exclusively for journalists, but is the entitlement of all citizens. It also believes that a free society is one where speaking one’s mind does not invite threats and violence. If a free society then is one where it is safe to be unpopular, Pakistan certainly does not qualify.

Some of the more recent examples of citizens being deprived of their lives for speaking their mind include Punjab governor Salmaan Taseer and former federal minister for minority affairs Shahbaz Bhatti. There have been numerous threats and attacks against political activists and leaders, human rights defenders and civil society organizations on account of their stance on a range of issues.

Then there are religious scholars like Javed Ghamidi who had to leave Pakistan after facing threats when his supposed progressive interpretation of religious issues angered radical elements.

Observance of World Press Freedom Day on May 3 is a reminder and an important occasion for all stakeholders in Pakistan to reaffirm the principle of the freedom of opinion and expression and for raising awareness of its indispensability for the health and well-being of civil society.

Back title: courtesy official UNESCO website

Human Rights Commission of Pakistan جہد حق Monthly **JEHD-E-HAQ**

Monthly JEHD-E-HAQ - June 2016 - Registered No. CPL-13

جلد نمبر 23...... شمارہ نمبر 6 ......جون2016..... قیمت 5روپے

May 3

World Press Freedom Day

2016

Access to Information and Fundamental Freedoms:

This Is Your Right!

HRCP believes that freedom of expression is not a right exclusively for journalists, but is the entitlement of all citizens.... *See page 63*

پبلشر: ندیم فاضل: پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

''ایوان جمہور'' 107۔ ٹیپو بلاک، نیوگارڈن ٹاؤن، لاہور

فون : 35838341-35864994 فیکس : 35883582

ای میل hrcp@hrcp-web.org ویب سائٹ : www.hrcp-web.org

پرنٹر : مکتبہ جدیدپریس، 14ایمپرس، لاہور Registered No. LRL-15